"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں
سے جس کی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے"
ارشاد نبوی ﷺ

عظمت کے مینار

مؤلف:-
محمد احمد انصاری بدایونی

Marfat.com

Marfat.com

عظمت کے مینار

مؤلف

محمد احمد انصاری بدایونی

Marfat.com

انصاری بدایونی محمد احمد
۳۹۷,۹۹۱۳
۴۷۹۱
10 7 4 7 4
س۳

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	عظمت کے مینار
مؤلف	محمد احمد انصاری بدایونی
تعداد اشاعت	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ بمطابق ۵ر فروری ۲۰۱۲ء
کمپوزنگ	محمد ذیشان
پروف ریڈنگ	یاسمین صدیقی
قیمت	دعائے خیر
ناشر	راشد جمال پبلیکیشنز T-475، کورنگی نمبر 2، کراچی
ملنے کا پتہ	محمد احمد انصاری بدایونی خاکِ مدینہ مارکیٹ، مکان نمبر 377 سیکٹر Q کورنگی نمبر 2، کراچی 74900

Marfat.com

انتساب

محبوب ربّ العالمین، رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین، امام المرسلین، خاتم النبین، شہنشاہِ دو عالم، نوشۂ شبِ اسرا، محسن انسانیت، ساقی کوثر، سرورِ کونین، خلاصۂ کائنات، فخرِ موجودات، معلّمِ اخلاق، انسان کامل، نورِ مجسم، غریبوں کا آقا، یتیموں کا مولا، رؤف و رحیم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

آپ کی ذاتِ اقدس پر کروڑوں دُرود، لاکھوں سلام

طالبِ مغفرت

عاصی و خاطی، محمد احمد انصاری بدایونی

۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ

بمطابق ۵/فروری ۲۰۱۲ء

Marfat.com

دعائے مغفرت

- ☆ والد محترم محمد ابراہیم انصاری عرف ابّن بھائی بدایونی مرحوم
- ☆ والدہ صاحبہ مرحومہ
- ☆ حامد سعید لودھی بدایونی مرحوم
- ☆ عابد سعید لودھی فنؔا بدایونی مرحوم
- ☆ میجر زاہد سعید لودھی بدایونی مرحوم
- ☆ کرنل لیاقت سعید لودھی بدایونی مرحوم
- ☆ کیپٹن خالد حمید لودھی بدایونی شہید

صلۂ شہید کیا ہے تب و تابِ جاودانہ

Marfat.com

ترتیب

انتساب: سرکارِ دو عالم ﷺ ۵

دعائے مغفرت: والدین، محسنین ۶

یہ ہے رودادِ وفا اس کو کہانی نہ کہو: جناب پروفیسر ڈاکٹر ممتاز عمر صاحب ۹

تعارف: جناب محمد اختر مسلم صاحب ۱۵

اظہار خیال: جناب قاری رحیم الحسن صاحب ۱۷

عرض مؤلف: محمد احمد انصاری بدایونی ۱۹

نعت شریف: جناب شکیل بدایونی ۲۵

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۶

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۵۱

۳۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ۹۱

۴۔ حضرت علی ابو تراب رضی اللہ عنہ ۱۰۴

5۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ۱۲۲

۶۔ حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ ۱۴۱

۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۱۴۸

۸۔ حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ ۱۶۲

۹۔ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ ۱۸۵

Marfat.com

۱۰۔ حضرت سلمان فارسیؓ ۱۹۸

۱۱۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ۲۰۸

۱۲۔ حضرت عمرو بن العاصؓ ۲۲۲

۱۳۔ حضرت ابو دجانہ انصاریؓ ۲۴۵

۱۴۔ حضرت خبّاب بن ارتؓ ۲۴۹

۱۵۔ حضرت سعید بن جبیرؓ ۲۵۴

۱۶۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ ۲۶۲

۱۷۔ حضرت خبیب بن عدیؓ ۲۶۷

۱۸۔ حضرت سعد الاسودؓ ۲۷۲

۱۹۔ حضرت مغیرہ بن زرارہؓ ۲۷۵

۲۰۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ ۲۷۹

کتابیات ۲۸۱

Marfat.com

ڈاکٹر ممتاز عمر

ایم اے پی ایچ ڈی
معاون پروفیسر اردو
گورنمنٹ ڈگری سائینس و کامرس کالج
لانڈھی کورنگی نمبر 6 کراچی۔

رکن سینیٹ جامعہ کراچی
جز وقتی استاد وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی
رہائش: T-473، کورنگی نمبر 2، کراچی،
موبائل: 0332-8220032, 0334-3358133

تاریخ: ۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶/فروری ۲۰۱۱ء

"یہ ہے رُودادِ وفا اس کو کہانی نہ کہو"

اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کو رہنمائی عطا کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات قرآن کریم کا کامل نمونہ ہے۔ تمام صحابۂ کرام ؓ بھی اسلامی طرزِ زندگی کا نمونہ تھے۔ شمعِ رسالت ﷺ سے روشنی پانے کے بعد وہ خود بھی منبعِ نور و ہدایت بن گئے۔ ان کی سیرت کے چیدہ چیدہ واقعات سے مزین یہ کتاب مصنف نے امت کی رہنمائی اور رہبری کی غرض سے پیش کر کے جہاں ایک طرف اپنی محبت وعقیدت، کا اظہار کیا ہے وہیں اپنی اس مساعی جمیلہ کی بدولت اپنے اور اپنے بزرگوں کے لئے دعائے خیر اکٹھی کرنے کا وسیلہ بھی حاصل کیا ہے۔

یہ واقعات تمام بنی نوع انسان کے اخلاق و کردار کے لئے مربیانہ دروس ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں فتوحات کے ایمان پرور تذکرے ہیں تو کہیں ذاتی حالات، خدمت اور ایثار و قربانی کے وہ کارہائے نمایاں اجاگر کئے گئے ہیں جو رہتی دنیا کے لئے سراسر ہدایت ہیں۔ یہ سب کچھ دعوتِ فکر وعمل کا اہتمام ہے۔ ان میں جہاں خلفائے راشدین ؓ کا تذکرہ ہے تو وہیں ان کی منکسر المزاجی کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت کی تعلیمات اور ان کی ترویج، معاشرتی

Marfat.com

معاملات، احساسِ ذمہ داری اور رعایا کی خبر گیری، غلاموں سے حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی نگہداشت، غیر مسلم رعایا کے حقوق کی ضمانت، بچوں سے گھل مل جانا اور اپنے ساتھ مانوس کر لینا، عورتوں کے مسائل و مشکلات سے باخبری، محاسبہ، بیت المال کا نظام، کمزور اور بے سہارا کے لئے معاون و مددگار، طاقت ور کے لئے صلابت، سختی کے وقت اتنی شدت کہ دریاؤں کے دل دہل جائیں اور پہاڑ کانپ اٹھیں اور نرمی کے وقت اس قدر ملائمت کہ ریشم بھی شرمسار ہو۔ ان کی اس حالت کا تذکرہ قرآنِ کریم میں موجود ہے جسے اقبالؒ نے شعر کے قالب میں اس طرح ڈھالا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عالموں کے سامنے عزت و تکریم سے جھکے رہنا اور شرپسندوں کو سختی سے کچل دینا، مشاورت کے وقت انتہائی تدبر و جرأت اور شوریٰ کے فیصلے پر اطاعت و فرمانبرداری، اللہ کی رحمت سے پرامید اور اس کے عذاب وخوف سے ہمیشہ لرزہ براندام، انتظامِ سلطنت، حربی مواقع اور بین الاقوامی تعلقات گویا زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں ان کی صلاحیتوں کے جوہر کھل کر سامنے نہ آئے ہوں۔ ان کی جگمگاہٹ تا قیامت کرنیں بکھیرتی رہے گی۔

خلفائے راشدینؓ کے علاوہ مؤلف نے اولوالعزم صحابہؓ کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات کو مرقوم کیا ہے۔ صحابہؓ کے علاوہ اس گلدستے میں ایک اور صاحب کردار حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو بھی شامل کیا ہے جو اپنی پرہیزگاری اور منفرد اندازِ حکمرانی کی بدولت پانچویں خلیفۂ راشد کہلاتے ہیں۔ یہ کوشش ہر اس ذی شعور کے لئے مفید اور کارآمد ہو سکتی ہے جو اپنی زندگی کو منظم، متوازن، مؤثر، مستعد اور با مقصد گزارنا چاہتا ہو۔ کیوں کہ اصلاحِ ذات اور

Marfat.com

شخصیت سازی کے لئے رہنما اصول اس کتاب میں جابجا موجود ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عزم و ہمت، کوشش اور جہدِ مسلسل کے ساتھ منزلِ مراد کی جانب عازمِ سفر ہوا جائے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس حالات قرطاس پر پھولوں کی مانند اپنی خوشبو مہکا رہے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سوانحِ حیات، تقدیسِ فکر اور تزکیۂ نفس کے لئے سب سے زیادہ مفید اور کارآمد ہیں۔ ان کے مطالعے سے تعلق با اللہ اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم محکم و متحرک ہوتا ہے۔ ان سے محبت اور عقیدت ہمارے ایمان کا جزوِ لازم ہے اور ان سے کسی قسم کی عداوت اور بغض کو نفاق کی علامت سمجھنا چاہئے بلاشبہ یہ ہستیاں اللہ کے دین کی سربلندی، خدمت اور اشاعت میں خلوص و دردمندی کے ساتھ منہمک رہیں۔ ان کا یہ احسانِ عظیم فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ شاہد ہے کہ کسی بھی نبی اور پیغمبر کو صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے حواری اور ساتھی میسر نہ تھے اور ان ہی اصحاب رضی اللہ عنہم کی بدولت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باعمل نمونہ ہم تک پہنچتا ہے۔ یہ کائنات کی وسعتوں میں بکھرے وہ ستارے ہیں جو بھٹکی انسانیت کی رہنمائی و رہبری کے لئے اپنی ضوفشاں کرنیں بکھیرتے رہے ہیں۔ ان کے ذریعے عبادات و معاملات، حکمت و اخلاق، جہاد و سرفروشی گویا ہر پہلوئے زندگی موجود ہے۔ ایقان و محبت کے ساتھ ان مہکتے گلوں کی مہکار ماحول کو معطر کئے ہوئے ہے۔

وہ ادائے عشق تھی کیا غضب ہوا اہل قریش کو حکم رب
جو لباس ان کے گدا رضی اللہ عنہ کا ہے وہی قدسیوں کا ہو پیرہن

شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پروانوں سے محبت اور عقیدت ہر مومن کا وصف ہے۔ اس لئے ہمیں بھی محبِّ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و سلفِ صالحین بن کر اپنی حیات و ممات کو جاودانی بخشنی چاہئے۔ ان اسلاف کے کارہائے نمایاں ہمارے لئے سراسر رہنمائی کا باعث ہیں اس کے

Marfat.com

ذریعے ہم استغناء، شرافتِ نفس، خوش خلقی، صداقت شعاری، وفا کیشی، سادگی اور منکسر المزاجی کو اپنا سکتے ہیں اور یہی سب کچھ منزلِ نجات، جادۂ سعادت، راہِ راست وصراطِ مستقیم اور شاہراہ مغفرت ہے جس کی تلاش میں تمام انسانیت سرگرمِ عمل ہے۔ یہ ہماری متاعِ حیات ہے جس کے ذریعے ہم ملت اسلامیہ کی بیداری اور اسے متحرک رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

محترم محمد احمد انصاری نے نبی مکرم ﷺ کے ان جاں نثاروں کے کارہائے نمایاں پیش کئے ہیں جو شہادتِ حق کی پاداش میں طوق وسلاسل کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے رہے، دار و رسن کی آزمائش کے سامنے ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی، تلواروں کی دھاروں پر رقصِ بسمل ان کا معمول رہا اور اس راہِ حق کی خاطر مال و دولت اور آباؤاجداد کی سرزمین کو خیر باد کہا اور یہاں تک کہ مصائب کے طوفان ان پر توڑے گئے مگر ان کا عزمِ مصمّم چٹانوں کی طرح تھا۔ یہ سب کچھ اس کتاب میں موجود ہے اور سب سے بڑھ کر سوزِ صدیق رضی اللہ عنہ، روحِ بلال رضی اللہ عنہ اور فقر بوذر رضی اللہ عنہ و سلمان رضی اللہ عنہ اس کی چمک دمک میں اضافہ کر رہا ہے۔ بس دعوتِ فکر ہے تو یہی کہ اپنے اسلاف کی پیروی اختیار کریں۔

ہم شمع یقین کے پروانے شعلوں سے محبت کرتے ہیں
اے زیست ہماری راہ سے ہٹ ہم موت کی عزت کرتے ہیں

قرآن کی عظمت یاد رکھو قرآن اصولِ ہستی ہے
کچھ اہلِ یقین ہی سمجھے ہیں یہ بابِ قبولِ ہستی ہے

محترم محمد احمد انصاری کا تعلق بدایوں سے ہے۔ ان کی یہ نسبت اس حوالے سے منفرد و ممتاز ہے کہ اس مردم خیز زمین نے ملّا عبدالقادر بدایونی، مولانا عبدالحامد بدایونی اور شوکت علی خان فانی بدایونی جیسے یکتائے روزگار، اہل علم و دانش کو جنم دیا۔ اگر بدایوں کی نسبت سے

Marfat.com

شخصیات کا تذکرہ شروع ہوا تو موضوع طویل ہوتا جائے گا۔ میں تو محض یہاں کی علمی و ادبی حیثیت کا تذکرہ کر رہا ہوں جس کے ایک چشم و چراغ محمد احمد انصاری بدایونی بھی ہیں جو ہجرت کے بعد پاکستان تشریف لائے اور یہاں تجارت کے پیشے سے وابستہ رہے۔ ان کا قلبِ حزیں اسلامی تاریخ سے متاثر رہا جس کے ذریعے زیرِ اثر ان کی یہ کاوش منصۂ شہود پر آنے کے لئے بے قرار ہے۔ یہ ان کی پاکبازی اور عقیدت تھی کہ انہوں نے شمعِ رسالت ﷺ کے جاں نثاروں کے نقش ہائے زریں کو پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ موضوعات ہمہ وقت مسلمانوں کے تزکیے کی غرض سے پیش کئے جاتے رہے ہیں اور موجودہ گلدستے کے اکثر حصّے بھی لفظ بہ لفظ کسی شاہکار سے اخذ کئے گئے ہیں مگر جہاں جہاں انصاری صاحب نے اپنی صلاحیتوں کا سہارا لے کر عظمت کے ان روشن میناروں کو پیش کیا ہے اس کے لئے ان کی زبان و بیان نہایت سادہ اور آسان ہے۔ مشکل گوئی سے وہ بہت دور ہیں کیونکہ ان کا مطمعٔ نظر تاریخِ انسانی کے ان عظیم میناروں کی روشنی کو اس طرح پھیلانا ہے کہ جو بنی نوع انسان کی فلاح و کامرانی کی ضامن بن جائے۔ وہ روشنی کے سفر کو واضح اور شاہراہِ عام کے طور پر پیش کرتے ہیں تاکہ راہ گزر آسان معلوم ہو اور منزلِ مقصود کا حصول یقینی ہو جائے۔

محترم محمد احمد انصاری بدایونی کی موجودہ کاوش اس اعتبار سے بھی کامیاب کہی جا سکتی ہے کہ اس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے چیدہ چیدہ واقعات پیش کئے ہیں جو روح پرور اور اثر آفریں ہیں۔ جن کے ذریعے مسلمانوں کے عروج و زوال کی تاریخ کو سمجھنے میں بھی بڑی مدد مل سکتی ہے تو ساتھ ہی موجودہ دور میں اہل اسلام کی ذلت و رسوائی کے اسباب بھی نمایاں ہو کر سامنے آئے ہیں۔ جب امت مسلمہ نے موت کو ہلاکت خیزی سمجھ لیا اور اپنے اسلاف کی میراث جہاد فی سبیل اللہ، فقر و عشق سے دوری اختیار کی تو رسوائی کا سامان ان کا مقدر بن گیا۔

Marfat.com

اگر آج بھی ہم اقوام عالم میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عظمت کے ان روشن میناروں کی مقدس زندگیوں کے ان پہلوؤں کو پیش نظر رکھیں جن میں شانِ استقامت و عزیمت، شیوۂ تسلیم و رضا، مقامِ فقر و عشق، دلبری و دلیری کا جوہرِ آب دار نمایاں ہو۔

انصاری صاحب سے میری نسبت والد بزرگوار ڈاکٹر عبدالقدیر اصغر سے تعلق کی بناء پر رہی ہے۔ اس حوالے سے وہ میرے بزرگ ہوتے ہیں میرا یہ مقام نہیں کہ ان کی تحریر پر تنقید کر سکوں مگر یہ ان کی محبت و شفقت ہے کہ انہوں نے مجھے اس لائق سمجھا کہ قلمی نسخہ بغرضِ مطالعہ دے گئے۔ جس موضوع کو انہوں نے منتخب کیا ہے اس کی وسعت کے لئے دفتر کے دفتر کم پڑ جائیں مگر ان کی مالی حیثیت اور خواہش کے پیشِ نظر اکثر مقامات پر موضوعات میں اختصار ہے۔ پھر بھی جو کچھ ضبط تحریر میں آیا موجودہ حالات میں ایک نادر کوشش کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جب سے الیکٹرانک میڈیا کو فروغ ہوا ہے کتب بینی کا رجحان رُو بہ زوال ہے جو نسلِ نو کی ذہنی اور علمی نشوونما کو متاثر کر رہا ہے۔ محترم محمد احمد بدایونی صاحب اس کتاب کی قیمت دعائے خیر تک متعین کر کے قارئین کی دسترس تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ رب العالمین کی ذات سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کی تکمیل کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور مشکلات کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے دور فرماتے ہوئے اسے زیور طباعت سے آراستہ کرنے میں مددگار ہو۔ آمین۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ اپنی خصوصی دعاؤں میں راقم الحروف کو بھی یاد رکھیں۔

جزاک اللہ فی الدارین

طالب دعا

ڈاکٹر ممتاز عمر

Marfat.com

تعارف

ولا غالب اِلّا اللّٰہ

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہٗ پارینہ را

محمد احمد انصاری بدایونی صاحب کی تالیف لطیف ''عظمت کے مینار'' کا میں نے بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ ڈاکٹر ممتاز عمر صاحب کا جامع تبصرہ بھی پڑھا۔ اس تبصرے کے بعد کسی تبصرے کی ہر چند ضرورت نہیں، لیکن خوبصورت تالیف کے مطالعے کے بعد مؤلف کی ستائش ضروری ہے اس لئے یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ محمد احمد انصاری صاحب نے بڑی محبت وعقیدت کے ساتھ اسلام کے عہد اوّل کی عظیم شخصیات کی سوانح، ان کے کردار اور دین کے لئے ان کی بے پناہ قربانیوں کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ سب نورانی کردار چشم تصور میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اندازِ بیان سادہ، سہل اور متاثر کن ہے۔ ہماری نئی نسل جو اپنی تاریخ سے تقریباً ناواقف ہے اور مغرب کے نظریات کے سامنے ایک نوع کے نفسیاتی احساسِ کمتری و کہتری کا شکار ہے نہ صرف ان کے لئے بلکہ معاشرے کے ہر فرد کے لئے کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہٗ پارینہ را

کتاب میں صحابہٗ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور ختمی مرتبت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و اطاعت، قرآن حکیم سے وابستگی ان کی حکمت و فراست، اللہ کے دینِ مبین — اسلام — کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں جہد مسلسل کا تذکرہ بڑا ہی اثر انگیز ہے۔

کفر کے مقابلے میں صحابہٗ کرام رضی اللہ عنہم کے جہاد و قتال کا تذکرہ اور ان لائق صد احترام

Marfat.com

حضرات نے جس یقین، عزم مصمّم اور ثابت قدمی سے اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد کیں۔ یہ تمام تفصیلات پڑھ کر آنکھیں بے اختیار چھلک پڑتی ہیں۔

اتنے ناداں تو نہ تھے جاں سے گزرنے والے
ناصحو، پند گرو راہ گزر تو دیکھو

(فیض احمد فیض مرحوم)

میں محمد احمد انصاری بدایونی کو اس تالیف کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے اور میری دلی آرزو ہے کہ ان کی کاوش کو شرفِ قبولیت نصیب ہو اور ان کے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

نجات کا طالب
محمد اختر مسلم
۱۹/اکتوبر ۲۰۱۱ء لاہور

Marfat.com

اظہارِ خیال

اسلام کامل و مکمل ضابطہ حیات ہے اس جامع دین میں انسان کے ہر پہلو ہر مشکل کا حل موجود ہے۔ انسان کی اجتماعی زندگی ہو یا انفرادی، خوشی کی حالت ہو یا غم کی کیفیت گویا ہر شعبۂ زندگی میں دین اسلام انسان کی بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ہر مسلمان کا دین اسلام کی اشاعت میں سعی و کوشش کرنا فرض عین ہے۔ مسلمانوں کو مفید باتیں تعلیم کرنا لازم و واجب ہے اور جس کسی مسلمان کو اسلام کے بیش قیمت خزانے سے جو کچھ معلومات حاصل ہوں ان کو ظاہر کرنا مناسب ہے۔

لائق صد تحسین ہیں محترم جناب محمد احمد انصاری بدایونی صاحب جنہوں نے اس پر آشوب دور میں کہ جہاں کتب بینی کا رجحان رو بہ زوال ہے اور الیکٹرانک میڈیا کا دور دورہ ہے جو نسل نو کی ذہنی اور علمی نشو ونما کو متاثر کر رہا ہے۔ سیرت صحابہ کرامؓ کو کتابی صورت میں عوام الناس کی اصلاح کے لئے مرتب کرنا گھٹن کے اس ماحول میں تازہ ہوا کے جھونکے کے مترادف ہے اور معاشرے کے ہر اس فرد کے لئے جو آج کے معاشرے میں تبدیلی اور انقلاب کا متمنی ہے اس کتاب کا مطالعہ سود مند ثابت ہوگا۔

Marfat.com

حضرات نے جس یقین، عزم مصمّم اور ثابت قدمی سے اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد کیں۔ یہ تمام تفصیلات پڑھ کر آنکھیں بے اختیار چھلک پڑتی ہیں۔

اتنے ناداں تو نہ تھے جاں سے گزرنے والے
ناصحو، پند گرو راہ گزر تو دیکھو

(فیض احمد فیض مرحوم)

میں محمد احمد انصاری بدایونی کو اس تالیف کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے اور میری دلی آرزو ہے کہ ان کی کاوش کو شرفِ قبولیت نصیب ہو اور ان کے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

نجات کا طالب
محمد اختر مسلم
۱۹/اکتوبر ۲۰۱۱ء لاہور

Marfat.com

اظہارِ خیال

اسلام کامل و مکمل ضابطہ حیات ہے اس جامع دین میں انسان کے ہر پہلو ہر مشکل کا حل موجود ہے۔ انسان کی اجتماعی زندگی ہو یا انفرادی، خوشی کی حالت ہو یا غم کی کیفیت گویا ہر شعبۂ زندگی میں دین اسلام انسان کی بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ہر مسلمان کا دین اسلام کی اشاعت میں سعی و کوشش کرنا فرض عین ہے۔ مسلمانوں کو مفید باتیں تعلیم کرنا لازم و واجب ہے اور جس کسی مسلمان کو اسلام کے بیش قیمت خزانے سے جو کچھ معلومات حاصل ہوں ان کو ظاہر کرنا مناسب ہے۔

لائق صد تحسین ہیں محترم جناب محمد احمد انصاری بدایونی صاحب جنہوں نے اس پر آشوب دور میں کہ جہاں کتب بینی کا رجحان رو بہ زوال ہے اور الیکٹرانک میڈیا کا دور دورہ ہے جو نسل نو کی ذہنی اور علمی نشوونما کو متاثر کر رہا ہے۔ سیرت صحابہ کرامؓ کو کتابی صورت میں عوام الناس کی اصلاح کے لئے مرتب کرنا گھٹن کے اس ماحول میں تازہ ہوا کے جھونکے کے مترادف ہے اور معاشرے کے ہر اس فرد کے لئے جو آج کے معاشرے میں تبدیلی اور انقلاب کا متمنی ہے اس کتاب کا مطالعہ سود مند ثابت ہوگا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ مصنف کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی رحمتوں و نعمتوں سے نوازے۔ (آمین)

تو انقلاب کی آمد کا انتظار نہ کر
جو ہو سکے تو ابھی انقلاب پیدا کر

بندہ خاکسار
قاری رحیم الحسن
خطیب جامع مسجد رحمت
الواسع ٹاؤن، کورنگی، کراچی
۲۷/ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ / ۴/دسمبر ۲۰۱۰ء

Marfat.com

عرض مؤلف

قرآن حکیم کے بعد ہمارے لئے ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ خلاصۂ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی ذات پاک اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اس اسوۂ حسنہ کا عملی نمونہ صحابہ کرامؓ ہیں جنہوں نے حضور پر نور ﷺ کے جمال جہاں آرا سے اپنی آنکھیں روشن کیں اور جن کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ و تصفیہ کے لئے خود سرورِ کونین ﷺ کو مزکی، استاذ و نگراں اور معلّم مقرر کیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

"درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔

(آلِ عمران: آیت ۱۶۴)

سید المرسلین ﷺ کے فیض صحبت اور تعلیم و تربیت کی بدولت صحابہ کرامؓ عظمت کے مینار اور راہِ حق کے جانباز سپاہی بن گئے۔ ان کا انفرادی اور اجتماعی کردار قیامت تک پوری دنیا اور بالخصوص امتِ مسلمہ کے لئے مشعل راہ بن گیا۔ سچ تو یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ کے ان پاکباز بندوں سے بہتر کسی انسان پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ ان کی صداقت و عدالت پر مکمل اعتماد دین کا بنیادی تقاضہ اور ان کی محبت عین محبت رسول ﷺ ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

Marfat.com

''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''

جب کوئی قوم اپنی ماضی کی تابناک روایات کو فراموش کر دیتی ہے اور دوسری اقوام کی اندھا دھند تقلید کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیتی ہے تو اسی وقت اس قوم کا انحطاط شروع ہو جاتا ہے آج ملت اسلامیہ ایک دوراہے پر کھڑی ہے ایک طرف مغربی تہذیب اور اس کی ظاہری چمک دمک ہے دوسری طرف اسلامی تہذیب اور اس کی پاکبازی اور شرم وحیا کی تعلیم ہے دونوں میں سے ایک راستہ اسے اختیار کرنا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ امت مسلمہ بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں کے لئے فلاح کی راہ کون سی ہے؟

سچ تو یہ ہے کہ احیائے اسلام کے لئے پاکستان مسلمانوں کی آخری امیدگاہ ہے۔ ہمارے اردگرد جو بجلیاں کوند رہی ہیں وہ اپنی پوری کڑک اور چمک کے ساتھ پاکستان کے مسلمانوں کو صراط مستقیم دکھا رہی ہیں۔ اگر ہم نے ''شاہراہِ مستقیم'' کو چھوڑ کر اپنے آپ کو مغربی تہذیب کی آغوش میں پھینک دیا تو سمجھ لیجئے کہ ہم انحطاط اور بربادی کے راستے پر گامزن ہو گئے۔

ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ مغربی تہذیب میں مطلقاً کوئی خوبی نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب کے جس تباہ کن پہلو سے ہم اپنی قوم کو خبردار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہے اہل مغرب کی صنفی بے راہ روی۔ آج مغرب میں مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط، بے حیائی، سود خوری اور دیگر بدکاریوں کی جو گرم بازاری اور آزادی ہے اس کے خوفناک نتائج کا اعتراف اہل مغرب نے خود کرنا شروع کر دیا ہے۔ اہل مغرب کا یہ اعتراف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کی تصدیق کرتا ہے۔

Marfat.com

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی ایسا نہ ہو گا جو سود نہ کھائے گا اگر وہ براہِ راست نہیں کھائے گا تو بھی اس کا غبار یا دھواں اڑ کر اس تک ضرور پہنچے گا۔''

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق کیا یہ وہی زمانہ نہیں ہے؟ آج کی تجارت اور سوداگری تمام تر سود پر مبنی ہے یہاں تک ہمارے ملک کی ہر چیز جو بازار سے خریدی گئی ہے وہ بیسیوں سودی معاملوں سے گزر کر ہم تک پہنچتی ہے۔ تمام وہ لوگ جن کی معیشت سرکاری نوکری ہے وہ اکثر غیر سرکاری نوکر بینک کے جمع شدہ روپیوں سے معاوضہ حاصل کرتے ہیں اور امراء اہل ثروت اپنا سرمایہ امانتی منافع سے وصول کرتے ہیں الغرض آج دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں کہی جا سکتی جو تمام تر سود سے پاک اور مبرّا ہو یہ یورپ کے تمدّن کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ عالمگیر اثر ہے یہ عظیم الشان پیشنگوئی کتنی بڑی صداقت پر مبنی ہے اور جس کو کبھی کوئی انسان صرف قیاس سے اس بلند آہنگی کے ساتھ دنیا کو نہیں سنا سکتا تھا۔

۲۔ حضرت طلحہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''خدا کی قسم! مجھے تم پر فقر و فاقہ کا خوف نہیں بلکہ دولت کا خوف ہے کہ جس طرح تم سے پہلوں پر دنیا پھیلا دی گئی تھی تم پر بھی نہ پھیلا دی جائے تو تم آپس میں رشک وحسد کرنے لگو اور جس طرح اس نے تم سے پہلوں کو غافل کر دیا تم کو بھی غافل کر دے۔''

۳۔ ایک اور موقع پر ارشاد ہوا۔ ''دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن نہ مارنے لگنا۔''

Marfat.com

۴۔ ایک اور موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایک زمانہ آئے گا کہ تمہارے سامنے دن کو ایک کھانے کا پیالہ اور رات کو دوسرے کھانے کا پیالہ آئے گا اور کعبہ کے پردوں کی طرح بیش قیمت اور عمدہ تمہارے لباس ہوں گے۔"

حاضرین نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ ہم اس حالت میں اچھے ہیں یا اس حالت میں اچھے رہیں گے۔" فرمایا نہیں تم اس حالت میں اچھے ہو کہ تم سب باہم ایک دوسرے سے محبت اور پیار کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے ایک دوسرے کا گلا کاٹو گے۔"

درج بالا ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں ابھی وقت ہے کہ امت مسلمہ اور بالخصوص مسلمانان پاکستان اپنی ماضی کی تاریخ کے اوراق الٹیں اور اپنی اس مصنوعی زندگی کو (جو اپنے جلو میں ہلاکت آفرینی اور بربادی کے سامان لئے ہوئے ہے) ترک کر کے ان مقدس اور پاکباز بندوں کی اتباع کو دلیل راہ بنائیں کہ جن کی رسول اللہ ﷺ نے تربیت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے جن کا ذکر قرآن میں اس شان سے فرمایا

"اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔"

(البینہ: ۸)

زیر نظر کتاب خیر البشر کے بیس جانثاروں کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس تالیف کا مقصد اہل پاکستان کو ان پاکباز ہستیوں کے حالات سے آگاہ کرنا ہے کہ جن کے اسوۂ حیات پر عمل کرنا ہی ان کی نجات و فلاح کا باعث ہو سکتا ہے۔ میری اس کاوش میں سب سے بڑا کردار

10 ८६ ८६

Marfat.com

میرے والد محترم ''جناب محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ'' کا ہے جن کی علم دوستی اور کتابوں سے محبت میرے اندر مطالعے کا شوق پیدا کرنے کا سبب بنی اور اسی شوق کے ہاتھوں بے دست و پا ہو کر میں نے صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی جو مفصل یا مختصر کسی نہ کسی مستند ذریعے سے معلوم ہوئے ہیں قلمبند کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ اسلوب نگارش سادہ اور عام فہم ہو تا کہ اعلیٰ اور کم تعلیم یافتہ ہر فرد ان سے مستفید ہو سکے۔ اگر کسی ایک فرد کی زندگی بھی یہ کتاب پڑھ کر سدھر جائے اور اسوۂ صحابہؓ کو اپنے لئے مشعل راہ بنا لے تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

اس کتاب کو قارئین تک پہنچانے میں میرے علم دوست بھائی جناب شاہد حمید لودھی بدایونی کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو تکمیل کے بعد خصوصی توجہ اور مالی تعاون فرماتے ہوئے طباعت کے عمل سے گزارا اور اب یہ کتاب آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے اللہ تعالیٰ میرے دوست کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں بہترین اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

میں فضیلت مآب محترم پروفیسر ڈاکٹر ممتاز عمر صاحب حفظہ اللہ کا صمیم قلب سے سپاس گزار ہوں کہ جناب نے راقم کے مسودے پر خصوصی توجہ فرمائی اور مقدمہ تحریر فرمایا۔ میں انتہائی مشکور ہوں جناب محمد اختر مسلم (لاہور) اور جناب قاری رحیم الحسن صاحبان کا کہ انہوں نے کتاب کا پیش لفظ اور تعارف لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی اللہ تعالیٰ ان حضرات کو دنیا و آخرت کی بے پایاں رحمتوں سے نوازے۔

مجھے عالم فاضل محقق اور ادیب ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں۔ میں ایک ناتواں اور عاجز انسان ہوں۔ تاہم میں نے اپنی اس کوشش میں جہاں زبان کی نزاکتوں کا خیال رکھنے کی مقدور

Marfat.com

بھر کوشش کی ہے۔ وہاں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ جو بات لکھوں وہ بلا سند و بلا تحقیق نہ ہو اور ادب کی چاشنی حقائق پر غالب نہ آنے پائے۔ میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں؟ اس کا فیصلہ قارئین کرام ہی کر سکتے ہیں۔

میری قارئین کرام سے عاجزانہ استدعا ہے کہ اس کتاب میں کوئی کمی بیشی، کوتاہی یا اسقام نظر آئیں وہ ان سے مجھے ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں انہیں دور کیا جا سکے۔ یہ قارئین کرام کا مجھ پر احسان ہوگا اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے۔

خلوص کار

محمد احمد انصاری بدایونی کراچی

۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ

بمطابق ۵/فروری ۲۰۱۲ء

Marfat.com

نعت شریف

موت ہی نہ آجائے کاش ایسے جینے سے
عاشق نبی ﷺ ہو کر دور رہوں مدینے سے

فرقت محمد ﷺ میں خوں فشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مئے چھلکتی ہو سرخ آبگینے سے

زندگی کے طوفان میں جب کہ ناخدا تم ہو
کیوں نہ ہوں خدا والے مطمئن سفینے سے

کون سی دعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے قرینے سے

اے حسینِ بطحا سن ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے

آنکھ بند کرتے ہی ہم تو اے شکیلؔ اکثر
چل دیئے مدینے کو آگئے مدینے سے

شکیل بدایونی

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

نہایت حسین و جمیل، متناسب جسم، رخساروں پر گوشت کم تھا، پیشانی ابھری ہوئی، چاندی جیسے سفید بال، مہندی کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ خوب سیرت، خوش گفتار، خوش اخلاق، شریف النفس، حلیم الطبع، پرعزم، بلند حوصلہ، معاملہ فہم، دور اندیش، دل گداز، غم گسار، نرم خو، ملنسار، سیاسی بصیرت کے حامل، ماہر انساب، شہسواری میں یکتا، شاعر۔ یہ ہیں ابی قحافہ کے بیٹے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔

اشرافِ قریش میں سے تھے۔ عزت، وجاہت اور ثروت کے مالک، اِن کی قوم اِن پر مکمل اعتماد کرتی اور دل و جان سے عزیز رکھتی تھی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ اِن لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے کوشاں رہتے۔ اِن کے خاندان والے، عزیز و اقارب، خون بہا، دیت اور تاوان کی رقوم بطور امانت اِن کے پاس رکھوایا کرتے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ سچائی اور امانت داری میں مشہور تھے، زنا، شراب جو اُس زمانے میں عربوں کا محبوب مشغلہ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اُس سے اجتناب برتا یہ آپ رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ فطرت کا بیّن ثبوت تھا۔ کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے آپ رضی اللہ عنہ کی سچائی اور ایمان داری کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی تجارت کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ راس المال چالیس ہزار درہم تک پہنچ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پہنچ غزّہ، بیت المقدس، دمشق تک تھی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ رضی اللہ عنہ بحرالاحمر کو بھی عبور کر لیا کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت گہری دوستی تھی ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت احترام کیا کرتے تھے گفتگو میں

Marfat.com

ادب ملحوظِ خاطر رہتا۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ دوستی کو ہوئے ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ آفتابِ ہدایت فاران کی چوٹی سے طلوع ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کی فطرتِ صالحہ نے اِس مقدس روشنی کو اپنے سینے میں اِس طرح جذب کر لیا جس طرح پیاسی ریت بارش کے چھینٹے جذب کر لیتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہ صرف بلا توقف ایمان لے آئے بلکہ اسلام اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت میں اپنے آپ رضی اللہ عنہ کو سر تا پا غرق کر دیا نیاز مندی و خود سپردگی کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی نظیر رہتی دنیا تک پیش نہ کی جا سکے گی۔

ایمان لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تجارت ترک کر دی اور ہمہ وقت ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ سے ایسے لوگ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے جو معاشرے میں ممتاز تھے۔ مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفّان، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ، ان مقتدر ہستیوں سے اسلام کو تقویت ملی۔

اب آپ رضی اللہ عنہ کی دولت اسلام کی تبلیغ، اسیروں اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے، مظلوم اور بے بس مسلمانوں کو غلامی سے آزاد کرانے اور ان کی مدد کرنے میں صرف ہونے لگی۔

جب محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کی روداد لوگوں کے سامنے بیان کی تو اہل قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا یہی نہیں بلکہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا ناشائستہ الفاظ بھی استعمال کئے لیکن اس مجمع میں ایک شخص ایسا بھی موجود تھا جس نے اس اَمر کو بغیر کسی تردّد، تذبذب کے قبول کر لیا۔ یہ عظیم المرتبت انسان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ اِس طرح آپ رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق ہو گئے۔ پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے اور ان سے ہر امر میں

Marfat.com

مشورہ لیا کرتے تھے۔

جب ظلم وستم کی چکی تیزی سے گردش کرنے لگی اہل ایمان کی زندگیاں اجیرن بن گئیں یہاں تک کہ ذات اقدس ﷺ کو قتل کرنے کی سازش بھی تیار ہوگئی تو اللہ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا اور ساتھ ہی ہجرت کا حکم بھی دیا یہ رات کا وقت تھا آپ ﷺ نے ایسے نازک اور پرخطر موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ''آج رات تم میرے بستر پر آرام سے سو جاؤ اور یہ امانتیں صبح لوگوں کو لوٹا دینا۔'' اس کے بعد ہادئ برحق ﷺ اپنے معتمد دوست حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور اس سنگین صورتحال سے آگاہ کیا اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہمسفری کی درخواست کی جو منظور کی گئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ ''تم دن بھر لوگوں کے درمیان رہنا اور جو چہ میگوئیاں ہوں شام کے وقت غار میں آ کر بتانا۔'' اور اپنے آزاد کردہ غلام فہیرہ کو حکم دیا کہ ''وہ دن بھر بکریاں چرائے اور شام کو انہیں لئے ہوئے ہمارے پاس غار میں آئے۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ ''تم شام کو کھانا لے کر آنا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عقبی دروازے سے نکل کر جبلِ ثور پہنچے اور ایک غار میں تشریف فرما ہوئے۔ جبل ثور مکہ سے تین میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں اور آنحضرت ﷺ کی جان کی حفاظت کے لئے جو قربانیاں دی تھیں سرکارِ دوعالم ﷺ ان کے معترف تھے جس وقت آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں موجود تھے تو آپ ﷺ نے ایسے موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مخلصانہ قربانیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا تھا۔

''ان دونوں کے متعلق تم کیا گمان کرو گے جن میں کا تیسرا خود اللہ ہو۔''

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مدینہ پہنچنے کے بعد بھی رحمتِ عالم ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت

Marfat.com

کی وہی عالم تھا جو مکہ میں تھا۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ خیبر، فتح مکہ ہو یا حجتہ الوداع، غرض کہ حالت جنگ ہو یا کیفیت ہو صلح و امن کی ہر جگہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مقدس آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے تعاون کیا اور سائے کی طرح ساتھ ساتھ رہے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"اللہ نے اپنے ایک بندے صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا کہ دنیا اور آخرت میں سے جسے چاہے اختیار کرے بندے صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا۔"

عاشقِ صادق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس نکتے کو سمجھ گئے کہ بندے صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد خود ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہے فرقت کے تصور سے آپ رضی اللہ عنہ بے اختیار رو پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ نے گلو گیر آواز میں عرض کی۔ "اپنی اور اپنی اولاد کی جانیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیں گے۔" یہ سن کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! ذرا تحمل سے کام لو۔" پھر فرمایا۔ "یہ دروازے اور کھڑکیاں جو مسجد کی طرف کھلی ہوئی ہیں بند کر دو صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی کھڑکی اور دروازہ کھلا رہے گا کیونکہ محبت اور رفاقت کے اعتبار سے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو افضل نہیں سمجھتا۔"

جب معلّم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے طول پکڑا نقاہت زیادہ ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! " ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو نماز پڑھائیں۔" جب امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا تو عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد کمزور دل کے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ خالی پائیں گے تو ان پر رقّت طاری ہو جائے گی۔" یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت لہجے میں فرمایا! "تم یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی عورت ہو! ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھائیں گے۔" حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔

Marfat.com

جب آفتابِ رسالت ﷺ غروب ہو گیا تو سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا مسئلہ نزاعی صورت اختیار کر گیا۔ انصار اپنا حق جتا رہے تھے اور مہاجرین اپنا حق ثابت کر رہے تھے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے کر سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے تو صورتِ حال کو گھمبیر پایا تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دور اندیشی اور جرأت کا مظاہرہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے برجستہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ''کیا آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا؟'' فرمایا! ''ہاں'' اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ ہیں ہم سب آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ہماری یہ بیعت اس شخص کے ہاتھ پر ہو گی جو رسول اللہ ﷺ کو ہم سب سے زیادہ عزیز تھا۔'' یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خلافت پر بیعت کر لی پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا یہ دیکھ کر مہاجرین و انصار سب ہی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے اس طرح اس شخص کا انتخاب عمل میں آیا جو نیک طنیت، پسندیدہ سیرت، پاکیزہ خصائل، صادق الایمان اور عقل و ایثار میں برتری رکھتا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد مجمعِ عام میں خطبہ دیا جو کہ باوجود اختصار کے حکومت کے لئے ایک دستور کی حیثیت رکھتا تھا جس میں شافع محشر ﷺ کی سنت پر چلنے، دین کے لئے جہاد کرنے اور مسلمانوں کے درمیان محبت و اتحاد پیدا کرنے کے عزائم نہایت نمایاں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عظیم الشان مجمع کے سامنے فرمایا۔

> ''لوگو! اگرچہ میں تم لوگوں سے بہتر نہیں ہوں لیکن تم پر امیر بنا دیا گیا ہوں اگر میں نیک کام کروں تو میری مدد کرو اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوتے دیکھو تو مجھے سیدھی راہ پر ڈال دو یاد رکھو راست گفتاری امانت ہے اور دروغ گوئی خیانت۔

Marfat.com

تم میں سے کمزور انسان بھی میرے نزدیک قوی ہے تا وقتیکہ میں اس کا حق دوسروں سے نہ دلوا دوں انشاء اللہ اور تم میں سے طاقتور انسان بھی میرے نزدیک کمزور ہے تاوقتیکہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ لے لوں انشاء اللہ۔ جو قوم بھی اللہ کی راہ میں جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ اس پر ذلت مسلط کر دیتا ہے اور جب بھی کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے اس پر اللہ اپنے عذاب کو عام کر دیتا ہے تم اس وقت تک میری اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں۔ اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت کرنا ضروری نہیں۔ اچھا اب تم نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ ہم سب پر رحم فرمائے۔ آمین"

ماخوذ: مشاہیر اسلام

جب آپ رضی اللہ عنہ کے کاندھوں پر خلافت کا کوہِ گراں پڑا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خود کو نہایت سنگین معاملات میں گھرا پایا یعنی بنی حنیفہ میں ارتداد کی آگ بھڑک رہی تھی اس کے بعد ہی یمامہ میں مسلیمہ کذّاب نے نبوت کا علم لہرایا۔ یمن میں الاسود العنسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ بنی اسد میں بھی یہ لعنت در آئی تھی بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ آگے بڑھتی ہی رہی ایک خاتون جس کا نام سجاح تھا وہ بھی نبوت کا علم لے کر اٹھی اس کا تعلق دراصل بنی تمیم سے تھا لیکن بعد میں بنی تغلب میں آ کر بس گئی۔ ان لوگوں کی سحر بیانی سے ہزاروں بادیہ نشیں کفر کی آگ میں کود پڑے ہر جھوٹا نبی قوت پکڑتا جا رہا تھا تو دوسری طرف منکرین زکوٰۃ زور پکڑتے جا رہے تھے ان فتنوں کی سرکوبی بھی ضروری تھی اس کے علاوہ ایک اور معاملہ درپیش تھا جو بے حد پیچیدہ اور مشکل تھا وہ معاملہ شام کے نصرانیوں کے مقابلے میں عسکری تیاریوں کی تکمیل اور ان کے تمام سیاسی

Marfat.com

ہتھکنڈوں کا دندان شکن جواب دینا اور آئندہ فتنوں کا سدّ باب اور ان کی جمعیت کو منتشر کرنا۔ اس سے پہلے محسن انسانیت ﷺ نے جزیرہ نما عرب کے حدود پر بنفس نفیس لشکر کشی فرمائی تھی اور موتہ اور تبوک کے غزوات کی اصل وجہ یہی تھی کہ شام کے نصرانی جزیرہ نما عرب کے لئے مزید خطرہ نہ بننے پائیں اسی مصلحت کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے محض موتہ اور تبوک پر ہی انحصار نہیں کیا بلکہ اپنے وصال سے قبل ان نصرانیوں سے جواب شام میں جمع ہو رہے تھے ٹکر لینے اور ان کی طاقت کو پاش پاش کرنے کے لئے ایک لشکر بھی تیار کر لیا تھا اس لشکر کی قیادت ہادیٔ امم ﷺ نے نو عمر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی تھی یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ میں قدرتی اور نفسیاتی طور پر زبردست جوش و استقلال تھا اسی لئے آپ ﷺ نے ایک ایسے لشکر کی رہنمائی جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ شامل تھے نوجوان حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دینے کا فیصلہ کر لیا تھا ختم المرسلین ﷺ کی علالت کی وجہ سے اس لشکر کی روانگی تاخیر کا سبب بنی اور جب آنحضرت ﷺ کو احساس ہو گیا کہ یہ بیماری موت کا پیش خیمہ ہے تو آپ ﷺ نے وصیّت فرمائی تھی کہ جو لشکر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ کی رہنمائی میں روانہ ہونے والا تھا وہ بدستور ان ہی کی رہنمائی میں روانہ ہو گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت کی زمام سنبھالتے ہی پوری دنیائے عرب ازسرِ نو کفر و نفاق میں مبتلا ہونے لگی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے وہ رفیق جن کے تدبر اور سلیقہ پر مکمل اعتماد تھا سب کے سب لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ میں شامل ہو چکے ہیں اگر ایسے نازک موقع پر وہ مرکز سے دور چلے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ ان کی رفاقت و اعانت اور مشاورت سے محروم رہ جائیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود کو آگ کے دریاؤں کے کنارے کھڑے پایا یہ ایسی آگ تھی جو جزیرہ نمائے

Marfat.com

عرب میں شدت سے بھڑک رہی تھی کفر و نفاق کی آندھی اس آگ کو مزید بھڑکا رہی تھی اب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے دو ہی صورتیں تھیں یا تو لشکر کو شام روانہ کر کے خود ان سنگین مسائل سے نبرد آزما ہوں یا اس لشکر کو بعد میں روانہ کریں یعنی پہلے اندرونی فتنوں کی آگ کو بجھائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر بعد میں عمل کریں الغرض حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زبردست بحرانی کیفیت سے دوچار تھے اور سخت آزمائش کا مقام تھا۔

اسی دوران منکرین زکوٰۃ کا ایک وفد آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی "یا امیر المومنین! ہم اسلام کے ہر رکن پر عمل کریں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔" شاید یہ لوگ بھول گئے تھے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اس کے نہ دینے سے یا انکار کرنے والے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہ جاتا۔ یہی ان کے خلاف سبب تھا کہ خلیفۂ رسول اللہ نے ان لوگوں کی اس پیشکش کو مسترد کر دیا اور فرمایا! کہ "اگر یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زکوٰۃ کی شکل میں ایک اونٹ کی رسی جیسی حقیر شے بھی دیا کرتے تھے تو وہ بھی بہ دستور ان سے وصول کی جائے گی۔" گویا آپ رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ ان پر خطر حالات کے ہوتے ہوئے بھی آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو شام روانہ کرنے کا اعلان فرما دیا اس لشکر میں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے اور اہل الرائے بھی۔ سخت حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے امّت کے زعماء نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اندرونی فتنوں کی آگ بھڑک رہی ہے ان حالات میں لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو مؤخر کر دیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے رفیقوں کا مشورہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ خلیفۂ رسول اللہ کے نزدیک حالات کا تقاضہ کچھ بھی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے سرتابی نہیں کی جا سکتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اصرار بڑھتا ہی رہا لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جرأت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

Marfat.com

فرمایا! ''اگر مجھے یہ خوف بھی ہوتا کہ مجھے جنگلی درندے اٹھا کر لے جائیں گے تو بھی اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کے بھیجنے سے گریز نہیں کرتا۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے سے پہلے ان کو جنگی آداب سکھائے اور فرمایا!

''خیانت نہ کرنا، بدعہدی نہ کرنا، غنیمت کے مال میں سے کبھی کچھ چھپا کر نہ رکھنا، نعشوں کی ناک اور کان کاٹ کر صورت نہ بگاڑنا۔ کسی بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا۔ ہرے بھرے درختوں کو ویران نہ کرنا۔ اونٹ، گائے، بکری کو بغیر ضرورت ذبح نہ کرنا۔ پھر فرمایا! عمر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس چھوڑ دو تا کہ میں ان سے مدد لے سکوں۔''

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ ہی میں مقیم رہے اور لشکر ملک شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ خلیفۂ رسول اللہ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں جمع ہونے کا حکم دیا جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''آپ رضی اللہ عنہ لوگ چوکنا رہیں، ہوشیار رہیں۔'' اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو مدینہ کی حفاظت کے لئے سرحدوں پر متعین کر دیا نگرانی کرنے والوں میں حضرت علی ابو تراب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مزید آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب بھی آپ لوگوں کو دشمن کی طرف سے کسی بھی قسم کا خطرہ محسوس ہو تو مجھے فوراً اطلاع دیں۔'' ادھر دشمن کو جب اس بات کا پتہ چلا کہ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ شام کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور وہ اپنی منزل کی طرف گامزن ہے تو مدینہ پر حملہ کا پروگرام بنایا چنانچہ ایک رات یہ لوگ مسلمانوں پر شب خون مارنے کے ارادے سے نکلے نگرانی کرنے والوں کو جوں ہی ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک آدمی دوڑایا۔ ''جاؤ امیر المومنین کو اطلاع دو۔'' وہ شخص دوڑا دوڑا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور دشمن کی اطلاع دی آپ رضی اللہ عنہ ایک مسلح جمعیت کو لے کر دشمن کے سامنے آموجود

Marfat.com

ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کو شکست ہوئی۔ چند روز کے بعد دشمن نے دوبارہ مسلمانوں پر شب خون مارا اس مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس زور سے جوابی حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے دشمن تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے منتشر ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کی لاشیں تک چھوڑ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دشمن کی کمین گاہوں کو کھنڈر بنا دیا تا کہ آئندہ وہ پناہ نہ لے سکیں آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں گھوڑے اور اونٹ چھوڑ دیئے اور پہرہ دار مقرر کر دیئے۔

تقریباً دو ماہ کی غیر حاضری کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فتح یاب ہو کر مدینہ واپس آ گئے اور ساتھ ہی مالِ غنیمت بھی لائے ان کے آنے سے اہل مدینہ کو ازسرنو قوت ملی خوف و ہراس کے بادل چھٹ گئے اور سکھ کا سانس لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو آرام کرنے کے بجائے مدینہ کا دفاع کرنے کا حکم دیا حکم کی تعمیل کی گئی اور لشکر مدینہ کے اطراف میں پھیل گیا۔

غارت گروں کو جب اس بات کا پتہ چلا کہ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کامیاب و کامران مدینہ واپس آ گیا ہے تو وہ غصہ سے پھن کچلے ہوئے سانپ کی طرح بل کھانے لگے اور ان کو موت کے سائے گہرے نظر آنے لگے تو وہ غیض و غضب کی حالت میں اٹھے اور بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اس کی اطلاع برابر آپ رضی اللہ عنہ کو مل رہی تھی اس واقعہ سے آپ رضی اللہ عنہ میں زبردست جذبۂ انتقام اور مسلمانوں کے خون ناحق کا بدلہ لینے کا جذبہ بیدار ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کر لیا کہ ان شورہ پشتوں کا قلع قمع کرنا اب ضروری ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے عرب کے مرتدوں سے فیصلہ کن جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ اس سلسلے میں امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گیارہ لشکر ترتیب دیئے۔

۱۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ پہلے وہ طلیحہ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ

Marfat.com

کریں یہاں سے فارغ ہونے کے بعد بنی تمیم کے مالک بن نویرہ سے پنجہ آزمائی کریں۔

۲۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کو حکم ہوا کہ وہ مسلیمہ کذاب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو جائیں۔

۳۔ مہاجرین ابی امیہ کو حکم ہوا کہ الاسود عنسی (جو اب قتل ہو چکا ہے) کے پیروکاروں سے جنگ کریں جو ابھی تک باقی رہ گئے ہیں یہاں سے فارغ ہونے کے بعد قبیلہ کندہ کے مرتدین سے جنگ کریں۔

۴۔ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف روانہ کیا گیا۔

۵۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قضاعہ سے جنگ کرنے کا حکم ہوا۔

۶۔ حذیفہ بن محض رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ وہ اہل قبا سے جنگ کریں۔

۷۔ عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ کو مہرہ سے جنگ کرنے کا حکم ملا۔

۸۔ شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل کے مددگار کی حیثیت سے بھیجا گیا کہ مسلیمہ کذاب سے جنگ کرنے میں ان کی مدد کریں۔ اس کے علاوہ انہیں یہ بھی حکم ملا کہ وہ اس کام سے فارغ ہو جائیں تو قضاعہ کی مہم میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے معاون ہوں۔

۹۔ طریف بن حاجن رضی اللہ عنہ کو سلیم اور ان کے حلیف اہل ہوازن سے لڑنے کا حکم ملا۔

Marfat.com

۱۰۔ سوید بن مقرن ﷛ کو حکم ہوا کہ تہامہ یمن کے قبائل میں مرتدوں سے جنگ کریں۔

۱۱۔ العلاء بن مقرن ﷛ کو حکم ہوا کہ وہ بحرین میں جنگ کریں۔

ماخوذ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ اور حضرت فاروق اعظم ﷛ صفحہ نمبر ۶۱

اس کے علاوہ جرنیلوں کو حکم دیا کہ جنگ کرنے سے پہلے ان لوگوں کو اصلاحی دعوت دیں ان کو اسلام کی آفاقی تعلیم سے روشناس کرائیں جسے یہ بھول چکے ہیں اگر یہ تمہاری دعوت پر لبیک کہیں تو ان کے ذہنوں کی آزمائش کریں یعنی دین سے متعلق سوالات کریں اگر ان کے جوابات سے تم کو تشفی ہو جائے تو یہ تمہارے بھائی ہیں اور تم ان کے بھائی۔ جو لوگ تمہاری اصلاحی دعوت پر لبیک نہ کہیں تو ان سے فیصلہ کن جنگ کرو اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رکھو جب تک یہ لوگ ذہنی اور قلبی طور پر خود کو اسلام کے سپرد نہ کر دیں اس کے بعد قائدین لشکر اپنے ہدف کی طرف روانہ ہو گئے۔ دشمن کے سامنے پہنچے تو ان کو اصلاحی دعوت دی جو لوگ ذہنی اور قلبی طور پر اسلام کے معیار پر پورے اترے ان کو سینے سے لگایا اس کے بعد جو ہونا تھا وہ ہوا یعنی فیصلہ کن جنگ۔ اللہ نے اسلامی لشکر کو اپنے اپنے محاذ پر فتح دی لیکن حضرت عکرمہ ﷛ بن ابوجہل اپنی عجلت پسندی کی وجہ سے شکست سے دوچار ہوئے ان کو اپنے مددگار ساتھی کا انتظار کرنا چاہئے تھا یعنی شرجیل بن حسنہ ﷛ کا۔ ان کی عجلت پسندی کی وجہ سے قابل قدر صحابہ کرام ﷡ شہید ہو گئے۔ جن میں زیادہ تر وہ صحابہ ﷡ تھے جو حافظ قرآن تھے جب امیر المومنین حضرت صدیق اکبر ﷛ کو حضرت عکرمہ ﷛ کی شکست کا علم ہوا تو وہ غیض و غضب میں آ گئے اور ان کو انتہائی سخت الفاظ میں سرزنش کی اور فوراً حضرت خالد ﷛ بن ولید کو روانہ کیا حضرت خالد ﷛ بن ولید بہ عجلت تمام محاذ جنگ پر پہنچے اور صف بندی کی مسلیمہ کذاب اور اس کے

Marfat.com

حلیف بنی حنیفہ نے متحد ہو کر اسلامی لشکر پر تباہ کن حملہ کیا لیکن حضرت خالدؓ بن ولید نے حسبِ عادت آہستہ آہستہ پسپائی اختیار کی دشمن یہ دیکھ کر جوش میں آکر بڑھتا ہی چلا گیا جب دشمن ان کے نشانہ پر آ گیا تو آپؓ نے اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ لگایا اور جوابی حملہ اتنی شدت سے کیا کہ دشمن بے شمار لاشیں چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا لیکن خالدؓ اور ان کے جاں نثاروں نے بھاگتے ہوئے دشمن کو موت کے گھاٹ اتار کر دم لیا۔ مسیلمہ کذاب میدان چھوڑ کر بھاگ گیا بنی حنیفہ کا بھی خاتمہ ہو گیا ان کے مضبوط قلعے اسلامی لشکر کے ہاتھ آئے اور جو مرتد بھاگ گئے تھے ایک عرصہ روپوش رہنے کے بعد بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوئے، خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی اور از سر نو دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اسلام کی خدمت کی۔

اس طرح مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی لگائی ہوئی آگ جس نے جزیرہ نما عرب کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ہمیشہ کے لئے ٹھنڈی ہو گئی۔ طلیحہ جو مرتدین کا سرغنہ تھا اس نے بھی توبہ کی اور از سر نو اسلام میں داخل ہوا عہد فاروقی میں طلیحہ نے ایران جنگ میں حصہ لیا، ایمانی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا تلوار کے خوب جوہر دکھائے اس طرح اس نے ماتھے پر لگے ہوئے ارتداد کے داغ کو دھو دیا اسی طرح حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کے دامن پر جنگ یمامہ کا ناکامی کا جو داغ لگا تھا وہ انہوں نے جنگ یرموک میں اپنے خون سے دھو دیا یعنی داد شجاعت دیتے ہوئے شہادت پائی۔

خلیفۂ رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قوت اور شوکت کی یہ حالت تھی کہ پورا عرب آپؓ کے زیر تسلط تھا اور اسلامی فوجیں ایک طرف شام کے میدانوں میں رومی فوج سے نبرد آزما تھیں تو دوسری طرف عراق میں فارس کی بے پناہ طاقت سے برسر پیکار تھیں اور اللہ غازیانِ اسلام کو دونوں محاذوں پر فتح پر فتح دے رہا تھا اس شان و شوکت اور عروج و اقتدار کے

Marfat.com

باوجود آپ ﷛ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے تھے اور آخرت کی باز پرس سے لرزاں براندام رہتے تھے آپ ﷛ نہایت رقیق القلب واقع ہوئے تھے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو خشوع و خضوع کے باعث آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہو جاتی اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے کہ آس پاس کے لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ نرم دلی اور رقت کے باعث بات بات پر سرد آہیں بھرتے تھے نماز میں کھڑے ہوتے تو ستون کی طرح بے حس وحرکت نظر آتے تھے رقت قلب کی وجہ سے اتنا روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ خوفِ آخرت اور عبرت پذیری کا یہ حال تھا کہ کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو کہتے ”کاش میں درخت ہی ہوتا کہ عاقبت کے جھگڑوں سے آزاد ہوتا۔“ کسی باغ کی طرف گزر ہوتا اور چڑیوں کو چہچہاتے ہوئے دیکھتے تو سرد آہ بھر کر فرماتے۔ ”پرندو! تمہیں مبارک ہو جہاں چاہتے ہو چرتے ہو چگتے ہو جس درخت کے سائے میں چاہتے ہو بیٹھ جاتے ہو اور قیامت میں تم سے کوئی حساب کتاب نہ ہوگا کاش ابوبکر ﷛ بھی تمہارے جیسا ہوتا۔“ کبھی فرماتے ”کاش! میں سڑک کے کنارے کا درخت ہوتا کہ میرے پاس سے کوئی اونٹ گزرتا اور مجھے اپنے منہ میں رکھ کر چبا لیتا پھر میں مینگنی بن کر نکل جاتا لیکن انسان نہ ہوتا۔“

ایک موقع پر آپ ﷛ نے فرمایا۔ ”کہاں ہیں وہ حسین اور روشن چہرے والے جو اپنے شباب سے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا کرتے تھے؟ کہاں ہیں وہ سلاطین جو بڑے بڑے شہر بساتے تھے اور ان کو قلعہ بند کرتے تھے؟ وہ بہادر جو میدان جنگ میں فتح و غلبہ حاصل کیا کرتے تھے؟ زمانے کی گردشوں نے پست کر دیا اور ان کے بازو توڑ دیئے۔“ ایک مرتبہ آپ ﷛ نے فرمایا! ”اگر میرا ایک پاؤں جنگ میں اور دوسرا اس سے باہر تو بھی میں اپنے آپ کو اللہ کے غضب سے محفوظ تصور نہیں کر سکتا۔“

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپؓ زبان پکڑ کر کھینچ رہے ہیں عرض کی! ''اللہ آپؓ کی مغفرت فرمائے ایسا نہ کیجئے۔'' فرمایا! ''اسی زبان نے تو مجھے برباد کیا ہے۔'' خلیفہ رسول اللہ کا یہ اسوہ ہمارے لئے بڑی نصیحت رکھتا ہے ہم اپنی زبان سے کتنے غافل اور بے پرواہ ہیں کہ جو بھی منہ میں آتا ہے کہہ جاتے ہیں ہمیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی زبان مبارک سے ہماری جیسی کوئی بات نکلی ہو گی پھر بھی آپؓ اپنی زبان کو یا یوں کہئے کہ اپنے آپؓ کو سزا دے رہے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ خود بھی آخرت کے پیکر نہ تھے بلکہ دوسروں کو بھی آخرت سے ڈرنے اور نیکی کی زندگی گزارنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے ایک دن آپؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا۔

''اے اللہ کے بندو! تم یہ بھی جان لو کہ اللہ نے اپنے حق کے عوض تمہاری جانیں رہن رکھ لی ہیں اور تم سے پختہ عہد لے لیا ہے اور قلیل فانی یعنی دنیاوی زندگی کے عوض کثیر باقی یعنی حیات اخروی عطا فرمائی ہے اور یہ جو خدا کی کتاب تمہارے درمیان ہے اس کے عجائبات کبھی ختم ہونے والے نہیں اور نہ اس کی روشنی کبھی ماند پڑے گی پس اللہ کے احکامات پر یقین رکھو اور اس کی کتاب سے فائدہ اٹھاتے رہو۔ اللہ نے تم کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر دو بزرگ کاتبین کو مقرر کر دیا ہے وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو اگر تمہیں استطاعت ہو تو اپنا وقت اللہ کے کاموں میں لگا کر پورا کرو اور یہ استطاعت اللہ کی توفیق بخشنے سے ہی مل سکتی ہے۔ بہت سی قوموں نے اپنی میعاد عمل اس اہتمام و لحاظ کے بغیر بسر کر ڈالی ہے تو میں تم کو اس کے جیسا ہونے سے روکتا

Marfat.com

ہوں پس! تم اپنی رفتار تیز کر دو ہاں تیز سے تیز تر کر دو کیونکہ تمہارے پیچھے ایک ایسا تعاقب کرنے والا لگا ہوا ہے جو نہایت تیز گام ہے۔"

ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے پینے کے لئے پانی مانگا تو لوگ شہد کا شربت لائے۔ پیالے کو منہ سے لگا کر ہٹا لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ہچکی بندھ گئی حاضرین کو بڑی حیرت ہوئی جب آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت سنبھل گئی تو حاضرین نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا! "میں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو بار بار ہٹا رہے ہیں حالانکہ میرے علاوہ کوئی اور شخص نہیں تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس چیز کو بار بار ہٹا رہے ہیں؟ فرمایا! دنیا میرے سامنے مجسم ہو کر آئی میں نے اس سے کہا کہ میرے پاس سے ہٹ جا وہ ہٹ گئی مگر پھر دوبارہ آئی اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بچ کر نکل جائیں تو نکل جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مجھ سے بچ نہیں سکتے۔ مجھے یہی واقعہ یاد آ گیا اور میرے دل میں خوف پیدا ہوا وہ کہیں مجھ سے چمٹ نہ جائے۔"

امور سلطنت سے ذرا فرصت ملتی تو رات کے اندھیرے میں آپ رضی اللہ عنہ ضرورت مندوں کے گھروں پر جاتے اور خاموشی سے ان کی ضروریات پوری کرتے۔ جب سردی کا موسم آتا تو مستحقین میں گرم چادریں تقسیم کرتے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے۔ تنگ دستوں کی مالی مدد کرتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت تفویض کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے مہاجر و انصار کی ایک مجلسِ مشاورت قائم کی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ پر مشتمل تھی جو ہر معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ کی معاونت کرتی۔

سردی کا موسم تھا اس دن کچھ زیادہ ہی سردی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈے پانی سے غسل

Marfat.com

کر لیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو حرارت ہوگئی اور یہی حرارت بخار کی شکل اختیار کرگئی جب مرض زیادہ بڑھا تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ ''کسی طبیب کو بلالیں۔'' فرمایا! ''طبیب نے مجھے دیکھ لیا۔'' لوگوں نے پوچھا! ''طبیب نے کیا کہا؟'' فرمایا! ''جو میں چاہتا ہوں وہی ہوگا۔'' آپ رضی اللہ عنہ کا حکیمانہ جواب سن کر حاضرین ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے دراصل آپ رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اللہ نے مجھے دیکھ لیا اب وہ جو چاہے گا وہی ہوگا۔ جب طبیعت زیادہ بگڑ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ''وہ نماز پڑھائیں۔''

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہر وقت آپ رضی اللہ عنہ کی تیمار داری میں مصروف رہتیں آپ رضی اللہ عنہ بستر پر نیم دراز ہیں آنکھیں بند سر جھکا ہوا ذکر الٰہی میں مصروف ہیں بخار کی شدت سے جسم تپ رہا تھا مقدس بیٹی اس ڈوبتے چاند کے سرہانے بیٹھی ہوئی ہیں آنکھوں سے اشکوں کا سیلِ رواں جاری، غم آلود حسرت انگیز خیالات آنسوؤں کے ساتھ دماغ کی پنہائی سے اتر رہے ہیں اور ایسے عالم میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا۔ ''بہت سی نورانی صورتیں ہیں'' - ''جن سے بادل بھی پانی مانگتے ہیں''۔ ''وہ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے پشت پناہ تھے۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا ''بیٹی! یہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس تھی۔'' نقاہت حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی پھر آپ رضی اللہ عنہ کو غشی کا دورہ پڑا حالت ابتر ہوگئی باپ کی حالت دیکھ کر امّ المومنین بے اختیار رو پڑیں اور ایک قدیم عربی شاعر کا شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا۔ ''جب نزع کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور سانس نہ آنے کی وجہ سے سینہ گھٹنے لگتا ہے تو دولت انسان کے کام نہیں آتی۔'' اتنے میں آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آ گیا اور جب یہ شعر سنا تو غصیلے انداز میں فرمایا ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اس شعر کے بجائے یہ آیت پڑھ۔ ''نزع کی حالت طاری ہوگئی ہے یہ وہ وقت ہے جس سے تو خوف کھایا کرتا تھا۔''

Marfat.com

وفات سے پہلے کچھ لوگ آپ ﷺ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ خلیفۂ رسول اللہ کے نیچے بوسیدہ چادر بچھی ہوئی ہے اور دوسری چادر اوڑھے ہوئے ہیں وہ بھی بوسیدہ ہے آپ ﷺ کے سرہانے ایک پیالہ رکھا ہوا ہے جس میں گیہوں اور کھجوریں رکھی ہوئی ہیں جب یہ لوگ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''مجھے سہارا دے کر بٹھا دو۔'' حکم کی تعمیل کی گئی۔ جسم پر گوشت کا نام تک نہ تھا ہڈیوں کے سوا کچھ نہ تھا سر اور جسم کے بال بڑھ گئے تھے صرف ایک نحیف اور ناتواں بدن تھا آپ ﷺ کا یہ حال دیکھ کر حاضرین رو پڑے فرمایا! ''اللہ تم پر اپنی رحمت نازل کرے کیوں روتے ہو؟'' عرض کی۔ ''آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر کہ سارا جسم لاغر ہو گیا بال بڑھ گئے ساری رعنائی ساری خوبصورتی جاتی رہی۔'' یہ سن کر آپ ﷺ نے حاضرین کی طرف دیکھا اور فرمایا! ''اے لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اس کی تعریف ایسے کرو جس کا وہ مستحق ہے اور امید وخوف دونوں کو ملحوظ رکھو اور دعا مانگنے کے ساتھ ساتھ الحان بھی اختیار کرو اور دیکھو حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کی تعریف میں اللہ نے فرمایا ہے ''یعنی وہ لوگ نیکیوں کی طرف دوڑتے تھے اور ہم کو امید وخوف کے ساتھ پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے۔'' یہ اللہ کی کتاب تم میں موجود ہے جس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے جس کی روشنی کبھی گل نہ ہوگی لہٰذا تم کلام الٰہی کی تصدیق کرو اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل کرتے رہو اور تاریکی والے دن کے لئے اس سے روشنی حاصل کرو۔''

''اے لوگو! اپنی عمر کی مہلتوں میں نیکیوں کی طرف سبقت کرو قبل اس کے تمہاری عمریں ختم ہو جائیں اور تم کو اپنی بداعمالیوں سے سابقہ پڑے کچھ لوگوں نے اپنی عمریں غیروں کے لئے صرف کر دیں اپنی جانوں کو فراموش کر دیا میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے نہ ہو جانا۔''

Marfat.com

جب بیماری شدت اختیار کر گئی بچنے کی امید کم رہ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور مندرجہ ذیل وصیت لکھوائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ وصیت ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ نے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے وقت اور دارِ بقا میں قدم رکھتے ہوئے لکھوائی ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب کافر بھی ان باتوں پر یقین کرنے لگتے ہیں جن سے انہوں نے انکار کیا تھا اور عصیاں کرنے والوں پر بھی حقائق آشکار ہو جاتے ہیں جس کو وہ جھٹلاتے تھے۔ میں اپنے بعد خطّاب کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت کے منصب پر نامزد کرتا ہوں تمہارا فرض ہے کہ تم لوگ ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ عمر رضی اللہ عنہ کا نام پیش کرتے وقت میرے سامنے اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام، امّت، اور خود اپنی اخروی بھلائی کا خیال ہے جہاں تک میرا مشاہدہ، تجربہ اور قیاس ہے عمر رضی اللہ عنہ عدل و انصاف سے کام لیں گے اور اگر وہ خدانخواستہ خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد بدل گئے تو میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ عصیاں شعار اور خطا کار اپنے کیے کی سزا بھی پاتے ہیں جہاں تک میرا تعلق ہے میرے سامنے ملت کا مفاد ہے البتہ میں غیب کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اس کا علم صرف اللہ کو ہے جو لوگ بھی زیادتی اور ستم رانی سے کام لیں گے انہیں انجام کار اس کا بدلہ مل ہی جائے گا۔ میں تمہارے لئے اللہ کی مہربانیوں اور پر امن زندگی کا خواہاں ہوں۔ فقط والسلام۔''

ماخوذ: انسانیت موت کے دروازے پر

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اس فرمان کو لے کر مسجد نبوی میں تشریف لائے جہاں پہلے ہی سے لوگ سننے کے لئے موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے وصیت نامہ پڑھ کر سنایا اور حاضرین کی رائے معلوم کی سب نے یک زبان ہو کر سمعنا واطعنا (بسروچشم) کہا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے عوام کے جذبات آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیئے جسے سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دعائے خیر دی۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلوت میں بلایا اور مناسب وصیتیں کیں۔ پھر ان کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا۔

> ''اے اللہ! میں نے یہ انتخاب اس لئے کیا ہے تاکہ مسلمانوں کی بھلائی ہو جائے مجھے یہ خوف تھا کہ وہ کہیں فتنہ و نفاق و فساد میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اے مالک! جو کچھ میں نے کہا ہے تو اسے بہتر جانتا ہے۔ میرے غور و فکر نے یہی رائے قائم کی تھی۔ اس لئے میں نے ایک ایسے شخص کو والی مقرر کیا ہے جو میرے نزدیک سب سے زیادہ مستقل مزاج ہے اور سب سے زیادہ مسلمانوں کی بھلائی کا آرزومند ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حکم سے اس دنیائے فانی کو چھوڑتا ہوں۔ اب تیرے بندے تیرے حوالے۔ وہ سب تیرے بندے ہیں۔ ان کی باگ تیرے ہاتھ میں ہے۔ یا اللہ! مسلمانوں کو صالح حاکم عنایت فرما۔ عمر رضی اللہ عنہ کو خلفائے راشدین کی صف میں جگہ عطا کر اور اس کی رعیت کو صلاحیت سے بہرہ مند فرما۔''

ماخوذ: انسانیت موت کے دروازے پر

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش پوری امت نے قبول کی تھی اور اس عظیم الشان اجتماع

Marfat.com

کے کسی شخص نے بھی انحراف نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا انتخاب حضرت ابو بکرؓ کی سب سے بڑی اسلامی خدمت تھی۔ آپؓ کی وفات کے وقت کیونکہ مسلمان بقول حضرت صدیق اکبرؓ اس وقت شام و عراق کے شیروں سے نبرد آزما تھے پھر ابھی ارتداد کی قہر سامانی پر مدت ہی کتنی گزری تھی مسلمانوں کو اس وقت مضبوط قیادت کی اشد ضرورت تھی۔ ایک ایسے مضبوط ارادہ اور باعزم انسان کی جو معاملات کو ان کی انتہا تک پہنچا سکے۔ عدل و انصاف ہر حال میں قائم کرے صرف اللہ اور اس کے محترم معظم رسول برحق ﷺ اور امت کے نقطۂ نگاہ سے امور کو انجام دے اور اس قابل ہو کہ حضرت ابو بکرؓ کی چھوڑی ہوئی مشکلات اور اہم مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت پاتا ہو۔ اور ارتداد کے قلع قمع کے بعد عربوں میں از سرِ نو رشد و ہدایت کی روح بیدار کرے ابو بکری ؓ عہد کی نامکمل فتوحات کو مکمل کرے۔ دولتِ نو تاسیس ان بنیادوں پر کرے جو امت کے مزاج کی سازگار ہو پھر مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کی نئی ذمہ داری بھی قبول کرے۔ اللہ کی کتابِ ہدایت اور ساقی کوثر ﷺ کے طریق کا نفاذ کرے اسلامی معاشرے میں داخل ہونے والی نئی امت کے لیے بھی کبھی شدت اور کبھی نرمی اختیار کرے، عدل و انصاف کو نافذ کرے اور اس میں ادنیٰ سی کمزوری نہ دکھائے اور نہ زیادتی اور ظلم کو روا رکھے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کا دورِ خلافت اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس بارِ گراں کو اٹھانے کی صلاحیت اور اہلیت حضرت عمرؓ فاروقِ اعظم سے زیادہ کسی اور شخص میں نہ تھی۔

حضرت ابو بکر الصدیقؓ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حسبِ ذیل سوال کیے۔

حضرت ابو بکرؓ: ''اے عائشہ میرے آقا ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا؟''

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ''تین کپڑوں میں''

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے دن رحلت فرمائی تھی؟''

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا: ''پیر کے دن''

یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''تو آج کی شب میرا بھی چل چلاؤ ہے۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر دیکھی اس میں زعفران کے دھبے تھے۔ فرمایا! ''اس کو دھو کر دو اور چادریں ملا کر مجھے کفنا دینا۔'' حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! ''یہ تو پرانی ہیں اور ہم میں تو اتنی استطاعت ہے کہ نئے کپڑوں میں کفنا سکیں۔'' یہ سن کر اس جلیل المرتبت عالی قدر مردِ قلندر نے فرمایا! ''بہتر تو یہی ہے کہ نئے کپڑے تو زندوں کے کام آئیں۔ مردوں کو نئے کپڑے دیئے بھی گئے تو کیا فائدہ آخر کار یہ حشرات الارض کی غذا بنیں گے۔'' پھر فرمایا ''بیٹی! ابن خطاب نہ مانے اور مجھے بیت المال سے وظیفہ دلایا یہاں تک کہ چھ ہزار درہم بیت المال کے اب تک میرے ذمہ قرض ہو چکے لہٰذا میرا فلاں باغ فروخت کر کے یہ رقم بیت المال میں جمع کرا دینا۔ ایک دودھ دینے والی اونٹنی، ایک چادر، ایک برتن اور ایک لونڈی جو مجھے بیت المال سے دی گئی تھی اس کو بھی واپس کر دینا۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام چیزیں اور رقم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیجیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے اختیار رو پڑے اور فرمایا! ''اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جانشین کے لئے مشکل نمونہ چھوڑا ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ کی شمع حیات جھلملا رہی تھی موت کا فرشتہ ادب و احترام کے ساتھ آہستہ آہستہ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف آ رہا تھا آپ نے فرمایا ''بیٹی! وہ کپڑا کہاں ہے جو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ

Marfat.com

انور پر ڈالا گیا تھا؟'' پیاری بیٹی رضی اللہ عنہا نے وہ کپڑا لا کر دیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے کو اپنے چہرہ پر رکھا اور اس کی خوشبو سونگھی اور فرمایا ''مجھے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آ رہی ہے۔'' پھر اپنا چہرہ قبلہ رخ کیا پھر آپ رضی اللہ عنہ کو خوب پسینہ آیا اور پھر اس محراب پر نظر جم گئی جس میں نماز پڑھایا کرتے تھے اس کے بعد کلمۂ شہادت اور درود شریف پڑھتے رہے پھر فرمایا ''صلّی اللہ علیک صلوٰۃ طیّبہ مبارکۃ'' اس کے بعد نگاہ قبلہ کی طرف پھر گئی اور بلند آواز سے فرمایا اے اللہ کے فرشتو! میرے پروردگار کے قاصدو السلام علیکم۔ اے بلانے والے حاضر ہوں۔

ماخوذ: خلفائے راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات

آپ رضی اللہ عنہ یہی کلمات دہراتے رہے تا آنکہ آپ رضی اللہ عنہ کی روح مبارکہ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو پرانی چادروں میں ہی کفنایا گیا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھائی اور ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں محوخواب ابد ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ تا حیات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور یہ رفاقت وفات کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا خادم یارِ غار اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام کی نیند سو رہا ہے یہ سعادت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی الم ناک وفات سے مدینہ کی فضا سوگوار ہو گئی لوگوں میں غم گساری اور بے قراری کی کم و بیش وہی کیفیت طاری ہو گئی جس کا نظارہ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت دیکھنے میں آیا تھا۔ حضرت علی ابو تراب رضی اللہ عنہ شدتِ گریہ سے بے تاب لغزیدہ قدموں کے ساتھ حجرۂ انور کے دروازے کے پاس آئے اور درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں فرمایا۔

Marfat.com

آج خلافت و نبوت ختم ہو گئی اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! تم پر اللہ کی رحمت ہو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور ساتھی تھے مونس و غم خوار اور معتمد تھے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اور مشیر خاص تھے۔ تم سب سے پہلے اسلام لائے اور خلوص و ایمان اور شدتِ یقین اور مشیّتِ خداوندی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے تم نے دین کی حمایت کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں۔ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی تھے اپنے دوستوں کے لئے سراسر خیر و برکت اور بہترین ساتھی تھے۔ تم بڑے عالی مناقب، صاحب خیر، بلند مرتبہ، عالی حوصلہ تھے اور رشد و ہدایت اور رحمت و فضیلت، ثانی اثنین اور رفیق غار تھے آپ رضی اللہ عنہ ہی پر سکون و طمانیت نازل کی گئی اور آپ رضی اللہ عنہ ہی ہجرت کے ہمراہی بنائے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو چھوڑ کر چل دیئے جس سے وہ حیران رہ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بہت جلدی کی اپنے پسماندگان کو سخت مشکل میں پھنسا دیا آپ رضی اللہ عنہ تو پورے طور پر کامیاب ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو کسی کی آہ و زاری کی کیا حاجت آپ رضی اللہ عنہ کا تو آسمانوں میں پرتپاک خیر مقدم ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی وفات نے مسلمانوں کو ناکارہ اور سست کر دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہیں اور اس کا مال اسی کے حوالے کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں پر آپ رضی اللہ عنہ کی موت کے غم سے زیادہ کوئی مصیبت نازل نہ ہو گی اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ دین کے نگہبان اور دین کی عزت اور دین کے ملجا اور ہادی تھے آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے حق میں سایۂ عافیت اور قلعۂ مستحکم تھے اور بارانِ رحمت تھے اور منافقوں کے حق میں سخت اور غیض و غضب تھے اللہ سے دعا ہے کہ

Marfat.com

ہمیں تمہارے بعد بے یارو مددگار نہ چھوڑ دے بلکہ ہمارے سہارے کے لئے کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر دے۔"

اشکبار حاضرین نے گلو گیر آواز میں کہا۔ "اے رسول اللہ ﷺ کے داماد آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔"

ماخوذ: خلفائے راشدین اور اہلِ بیت کے باہمی تعلقات

محسنِ انسانیت ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنّتی ہونے کی بشارت دے دی تھی جب آپ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ نے سفرِ آخرت اختیار کیا تو غربت و افلاس کی کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی آپ رضی اللہ عنہ کی دولت اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود میں خرچ ہوئی بیت المال سے جو کچھ بھی ملا وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ نے واپس کر دیا گویا آپ رضی اللہ عنہ نے اعزازی طور پر مسلمانوں کی خدمت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت دو سال تین ماہ تیرہ دن رہی لیکن اس مختصر عرصہ میں تاریخ اسلام میں ہمیشہ کے لئے نہایت تابناک دور قائم کر گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بے شمار کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کے منتشر اجزاء کو کتابی شکل دینا ہے۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔

رضی اللہ عنہ

۱۳ ہجری میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

قوی الجثہ

قد لانبا (اس قدر لانبا کہ ہزاروں میں کھڑے ہوں تو نمایاں نظر آئیں)

رنگ گورا

گداز جسم

گھنی داڑھی

بڑی بڑی مونچھیں

سر کے بال سامنے سے اڑے ہوئے

عرب کا مردِ آہن

قہرِ مجسم

شہسواری میں یکتا

شمشیر و سناں کے ماہر

عرب کے مشہور پہلوان

فن انساب کے ماہر (آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں ریت پر قدموں کے نشان دیکھ کر آدمی کا حلیہ اور اس کے قبیلہ کا نام بتا سکتا ہوں)

عربی میکدے کی جان

Marfat.com

یہ وہی عمر ہیں جب بازار سے گزرتے تھے تو لوگ یہ کہہ کر راستہ چھوڑ دیا کرتے تھے کہ ''ہٹ جاؤ! آتش مزاج عمر آ رہا ہے۔'' مردِ آہن، قہرِ مجسم، آتش مزاج۔ یہ ہیں خطّاب کے بیٹے عمر۔

سردارانِ قریش اور عمر ابن خطّاب کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا دین آہستہ آہستہ پھیلتا جا رہا ہے مجبور اور بے کس لوگ اس نئے دین میں داخل ہوتے جا رہے ہیں ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ تپتی ہوئی ریت پر ان کو گھسیٹا گیا۔ ان کے سینوں پر گرم گرم پتھر رکھے گئے اس کے باوجود یہ لوگ اپنے آبائی دین کی طرف نہیں پلٹے اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ہماری سرداریاں ختم ہو جائیں گی اور یہ غلام ابن غلام ہمارے ہم نشین بن بیٹھیں گے یہ سوچ سوچ کر ان کے دماغ کے تار جھنجھنا اٹھتے اور پھن کچلے ہوئے سانپ کی طرح بل کھانے لگتے پھر وہ بے اختیار چیخ اٹھتے۔ نہیں، نہیں ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ محمد ﷺ کے دین کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے چنانچہ اس اذیت ناک قضیے کو ختم کرنے کے لئے دارالندوہ میں ایک ہنگامی اجلاس ہو رہا تھا جس میں سردارانِ قریش کے علاوہ عرب کا مردِ آہن یعنی خطّاب کے بیٹے عمر بھی تھے۔ عرب کے مدبّر اس گتھی کو جتنا سلجھانے کی کوشش کرتے اتنی ہی وہ الجھتی جاتی تھی جب نتیجہ کچھ نہیں نکلا تو عرب کے مردِ آہن شعلہ مزاج عمر جنون کی حالت میں اٹھے اور تلوار کو فضا میں لہراتے ہوئے کہا ''میں ابھی محمد ﷺ کا سر لا کر دیتا ہوں۔'' عمر ابن خطاب کے اس جرأت مندانہ فیصلہ پر سردارانِ قریش دنگ رہ گئے اور حیرت سے ان کے چہرے کو تکنے لگے پھر ان کے ہونٹوں پر آہستہ آہستہ خبیث مسکراہٹ پھیلنے لگی۔ غیض و غضب کی حالت میں عمر ابن خطاب خانہ کعبہ سے باہر نکلتے ہیں اور کوہِ صفا کی جانب روانہ ہو

Marfat.com

جاتے ہیں۔ راستہ میں مردِ مسلم نعیم رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے ان کی ملاقات ہوتی ہے تو انہوں نے عمر ابن خطاب سے سوال کیا۔

نعیم بن عبداللہ : ''ابن خطّاب! خیر تو ہے؟ یہ چہرے پر جلال، ہاتھ میں ننگی تلوار۔ کہاں کا ارادہ ہے؟''

ابن خطّاب : محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔

نعیم بن عبداللہ : کیوں؟

ابن خطّاب : ''وہ ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں ان کی وجہ سے سارا عرب پریشان ہے۔''

نعیم بن عبداللہ : ''تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟''

ابن خطّاب : ''کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نیا گل کھلایا ہے؟ (ان کی آواز میں تحیر تھا)

نعیم بن عبداللہ : ''تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔''

ابن خطاب : اچھا! تو یہ دونوں بھی مرتد ہو گئے۔

پھر اپنی تلوار کی طرف دیکھا اور کہا! ''پہلے ان دونوں سے نمٹ لوں اس کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں گا۔'' اس کے بعد غیض و غضب کا یہ طوفان بہن کے گھر کی طرف مڑ گیا۔ غیض و غضب کا یہ عالم تھا جو قدم جہاں پڑتا وہاں کی زمین میدے کی طرح پس جاتی تھی۔ بہن کے گھر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ ''کون؟'' بہن نے پوچھا۔ ''عمر'' ان کی آواز میں گھن گرج تھی۔ اس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ معلم کے فرائض انجام دے رہے تھے وہ خوف سے تھر

Marfat.com

تھر کانپنے لگے اور پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ بہن نے خود کو سنبھالا اور ہمت کے سہارے دروازہ کھولا تو بھائی کو شمشیر بکف پایا وہ غیض و غضب کی حالت میں داخل ہوئے اور گرج کر کہا ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں بھی مرتد ہو گئے۔'' یہ کہہ کر بہنوئی کی طرف لپکے اور ان کو مارنا شروع کیا۔ بہن شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو بھائی نے بہن کو بھی آڑے ہاتھوں لیا الغرض بہن اور بہنوئی کو آپ رضی اللہ عنہ نے خوب مارا یہاں تک کہ وہ دونوں لہولہان ہو گئے۔ ایسے ہی عالم میں بہن نے کہا۔ ''اے عمر! تو چاہے ہمیں جان سے مار دے یا ہمارے جسم کے ٹکڑے کر دے لیکن ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ نہیں سکتے۔'' بہن کے جرأت مندانہ جواب سے یہ بے حد متاثر ہوئے اور پھر بہن کو لہولہان دیکھ کر بھائی کا سخت دل نرم پڑا اور کہا۔ ''اچھا! مجھے بھی وہ صحیفہ دکھاؤ جسے تم نے کلامِ ربّانی سمجھ رکھا ہے۔'' بہن نے کہا! ''ایسے نہیں پہلے غسل کرو۔'' یہ سن کر اور بھی حیرت ہوئی آخر کار غسل کیا اور آسمانی صحیفہ ہاتھ میں لے لیا اس کو کھولا تو اس آیت پر نظر پڑی۔

''زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔''

ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے۔

''اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔''

تو بے اختیار پکار اٹھے۔ ''میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔'' عمر ابن خطاب کی زبان سے کلامِ باسعادت سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ آفتاب کی طرح طلوع ہوئے اور کہا ''قسم بخدا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ

Marfat.com

نے تمہیں اپنے محترم نبی ﷺ کے لئے منتخب کرلیا ہے۔" کل ہی میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا تھا۔

"اے اللہ! عمر ابنِ ہشام یا عمر ابن خطاب سے اسلام کو عزت دے۔"

یہ وہ زمانہ تھا کہ محسنِ انسانیت ﷺ ارقم کے مکان میں جاں نثاروں کے ساتھ پناہ گزیں تھے۔ یہ مکان کوہِ صفا کی تلہٹی میں واقع تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آستانے پر پہنچ کر دروازے پر دستک دی صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا تو عرب کے مرد آہن عمر ابن خطاب کو شمشیر بکف پایا اس منظر سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم خوف سے سہم گئے۔ لیکن سرکارِ دوعالم ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ "ابن خطاب جس حال میں آیا ہے آنے دو اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو خیر ورنہ وہ واپس نہیں جا سکے گا۔" یہ سن کر رحمت عالم ﷺ نے تبسم فرمایا اور حکم دیا۔ "دروازہ کھول دو۔" چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ ابن خطاب اندر آئے تو سید الکونین ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کا دامن کھینچ کر فرمایا! "اے عمر! کس ارادے سے آیا ہے؟" نبوت کی پر جلال آواز نے عرب کے مردِ آہن کو لرزہ دیا ادب سے عرض کی۔ "آپ ﷺ کی غلامی میں آنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔" (عرب کے مردِ آہن کی آواز گیلے کاغذ کی طرح پھٹ رہی تھی) یہ سن کر چہرہ انور فرطِ مسرت سے تمتما اٹھا اور آپ ﷺ نے بے ساختہ فرمایا "اللہ اکبر" ساتھ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر اس زور سے نعرہ لگایا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ عرب کے مشہور پہلوان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح ایمان لا چکے تھے تاہم مسلمان کعبہ کا طواف اور اس کی حدود میں عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد یہ حالت دفعتاً بدل گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلام اعلانیہ ظاہر کیا کفار نے شروع شروع میں ان پر ظلم ڈھائے لیکن آپ رضی اللہ عنہ ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرتے رہے یہاں تک

Marfat.com

کہ آپ رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ میں جا کر اللہ کی عبادت کی۔ سردارانِ قریش اور ان کے حواری بے بسی کی حالت میں یہ ایمان افروز منظر دیکھتے رہے اور کچھ نہ کر سکے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ہم مسلمانوں کو عزت اور قوت حاصل ہوئی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے کافروں کا زور ٹوٹ گیا ایک بڑی تعداد جو کافروں کے خوف کی وجہ سے ایمان لانے میں پس و پیش کر رہی تھی وہ بھی اسلام میں داخل ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے لئے وقف کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب رکھا بہت سے امور میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذہانت، بصیرت اور معاملہ فہمی کا یہ عالم تھا کہ اذان کے طریقے، شراب پر پابندی، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا پردہ، منافق کی نماز جنازہ اور دیگر مسائل کے متعلق جو آیات نازل ہوئیں وہ تمام کی تمام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشوروں کی تائید میں تھیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔''

عہد نبوی میں جتنے بھی غزوات ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھرپور شرکت کی اور تلوار کے خوب جوہر دکھائے۔

غزۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ حنین میں جب مشرکین مکہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسد

Marfat.com

اللہ کے ہمراہ دلیری اور جانبازی سے مقابلہ کر کے دشمنوں کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ غزوۂ تبوک کی تیاری میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف اثاثہ بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ثقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جرأت اور ہمت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ بنا کر دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی۔ اسی سیاسی فہم و فراست کے مظاہرے سے وہ اختلاف ختم ہو گیا جو انصار و مہاجرین میں شروع ہونے کا خطرہ تھا۔

حضرت خلیفۂ رسول اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا مشیر خاص بنایا امورِ خلافت میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے عہد صدیقی میں بھی اسلامی سلطنت کے استحکام کے لئے انتہائی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے اپنی وفات سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورے اور عوام کی تائید حاصل کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

خلیفہ رسول اللہ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں سختی ہے جس کی شکایت متعدد مرتبہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کی لیکن یہ سختی امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے انتہائی ضروری بھی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان شکایات کا اچھی طرح سے علم بھی تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک عظیم الشان اجتماع کے سامنے خطبہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ کاش عالم اسلام کے حکمران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس بصیرت خطبہ پر خلوص نیت کے ساتھ عمل کریں تو یہ دنیا جنت بن جائے اور آخرت بھی سنور جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگ میری سختیوں سے گھبراتے ہیں۔ میری شعلہ مزاجی سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔ آپ لوگوں کے دل ایک انجانے خوف سے ہر

Marfat.com

وقت دھڑکتے رہتے ہیں۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ جب آفتاب رسالت ﷺ پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز تھے اس وقت بھی عمر رضی اللہ عنہ ہم پر سختی کیا کرتے تھے اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جانشین مقرر ہوئے تو اس وقت بھی عمر رضی اللہ عنہ کا رویہ ہمارے ساتھ انتہائی سخت تھا اب جب کہ وہ خود خلیفہ ہو گئے ہیں تو اللہ جانے کیا غضب ڈھائیں گے۔ آپ لوگوں کے یہ خیالات بالکل درست ہیں۔ میں سرور کونین ﷺ کا ایک ادنیٰ خادم تھا اور آپ ﷺ کی رحمت و شفقت کے مقام پر کون پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے محبوب رسول ﷺ کو رؤف اور رحیم کہا ہے جو خود اللہ کا ایک اسم ہے بارگاہِ نبوی میں میری حیثیت ایک ننگی تلوار کی سی تھی۔ رحمت عالم ﷺ جب چاہتے تھے نیام میں رکھ لیتے یا برہنہ رکھتے تاکہ میں اپنا وار پورا کرلوں۔ میں دربار نبوی میں اسی طرح رہا تاآنکہ آپ ﷺ اللہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ شافع محشر ﷺ تاحیات اس غلام سے خوش رہے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہوئے جن کا حلم، صبر و تحمل اور نرمی نیم روز آفتاب کی طرح روشن تھی میں ان کا بھی اطاعت گزار اور معاون تھا ان کی نرمی کے ساتھ اپنی سختی کو ملا دیا کرتا تھا اور تیغ بے نیام ہو جاتا تھا جب وہ چاہتے تو وہ اس سے وار کرتے تھے اور جب چاہتے اس کو نیام میں ڈال دیتے تھے۔ میں ان کے بھی ساتھ رہا یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور وہ آخری لمحات تک اس خادم سے خوش رہے۔''

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے طائرانہ نظر لوگوں پر ڈالی اور پھر گویا ہوئے۔

Marfat.com

''اے لوگو! اب تمہارے معاملات کی ذمہ داری میرے شانوں پر رکھ دی گئی ہے تو یقین کرو وہ سختی پہلے سے بھی زیادہ دوگنا ہوگئی ہے صرف ان لوگوں کے لئے جو مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ رہے نیک اور دین دار لوگ تو میں ان کے لئے اس سے بھی زیادہ نرم خو ہوں جس قدر وہ آپس میں نرم خو ہیں۔

اے لوگو! کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتا رہے اور لوگ اس کی اطاعت کریں مجھے مسلمانوں کے مال کے سلسلے میں یہ باتیں مناسب نظر آتی ہیں کہ حق کے ساتھ وصول کیا جائے اور ناجائز طریقہ سے اس کو صرف نہ کیا جائے۔ میری اور تمہارے مال کی مثال یتیم کے ولی کی مثال ہے اگر میں متمول ہوں گا تو اس کے لینے سے احتراز کروں گا اور اگر محتاج ہوں گا تو بھلائی کے ساتھ بقدرِ ضرورت اپنے اوپر صرف کروں گا۔ میں کسی کو یہ موقع نہیں دوں گا کہ وہ کسی پر ظلم کرے اگر کسی نے ایسا کیا تو میں اس کے چہرے کو اپنے پاؤں سے مسل دوں گا کہ وہ راہِ حق پر آ جائے۔ مجھ پر تمہارے چند حقوق ہیں میں اس لئے گوش گزار کر رہا ہوں کہ آپ لوگ اس کا مطالبہ کرسکیں۔ میرا فرض ہے کہ میں خراج اور خمس کو جائز طریقہ سے وصول کروں۔ میرا فرض ہے کہ جب وہ مال میرے ہاتھ آ جائے تو اس کو جائز طریقے سے مصرف میں لاؤں۔ میرا فرض ہے کہ میں تمہارے عطیات اور وظائف میں خاطر خواہ اضافہ کروں۔ سرحدوں کو مستحکم کروں اور تم کو خطرات میں نہ ڈالوں۔ تم کو گھر واپس آنے سے نہ روکوں یعنی سرحدوں پر طویل عرصہ تک مامور نہ کئے رکھوں اور جب تم میدانِ جنگ میں ہو تو ایک مشفق باپ کی طرح تمہارے اہل و عیال کی نگہبانی کروں۔''

Marfat.com

ان حقوق کی عملی تشکیل زیادہ تر امراء اور عمال کے ہاتھ میں تھی اس لئے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

''اچھی طرح سن لو! (آپ رضی اللہ عنہ کی آواز میں شیر کی سی گھن گرج تھی) میں نے تم کو ظالم اور جبّار بنا کر نہیں بھیجا ہے میں نے تم کو ہدایت کا امام بنا کر بھیجا ہے تا کہ بھٹکے ہوئے لوگ تمہارے ذریعے سے سیدھی راہ پائیں۔ فیاضی کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق ادا کرتے رہو انہیں مار کر ذلیل و خوار نہ کرو۔ نہ ان کی مدح و ستائش کرو کہ ان کو تمہارے ساتھ گرویدگی ہو جائے یعنی انہیں آزمائش میں نہ ڈالو۔ ان کے لئے اپنے دروازے بند نہ رکھو۔ ان کی طرف سے بے فکر نہ ہو کہ طاقتور کمزور کو نگل جائے۔ اپنے آپ کو ان پر ترجیح دے کر ان پر ظلم وستم نہ کرو۔ ان کے ساتھ جہالت سے پیش نہ آؤ۔ کفار کے ساتھ جہاد کرو لیکن اس معاملے میں ان کی قوت اور استعداد کا پورا پورا لحاظ رکھو۔

اے لوگو! تم گواہ رہو کہ میں نے ان امراء کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھائیں۔ ان پر مال غنیمت تقسیم کریں۔ ان کے مقدمات فیصل کریں اور کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے تو اس کو میرے سامنے پیش کریں۔''

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ عادل نے آخر میں فرمایا:

اللہ کے بندو! مجھ سے درگزر کرو میرے ساتھ تعاون کرو نیکی کے ساتھ۔ نیکی کے احکامات کی تکمیل کرانے اور برائی سے روکنے کے لئے میری مدد کرو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے تمہاری خدمات جو میرے سپرد کی ہیں ان کے متعلق مجھے نصیحت کرو۔“

ماخوذ : اسوۂ صحابہ جلد دوم

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور اہل خانہ کو جمع کیا اور ان سے کہا ”لوگوں کی نظریں تم پر لگی ہوئی ہیں اگر کسی نے بھی قانون شکنی کی تو میں اس کو عبرت کا نشان بنا دوں گا۔“ آئندہ اوراق میں آپ پڑھیں گے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے اور برادرِ نسبتی نے قانون کی خلاف ورزی کی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو عبرت کا نشان بنا دیا آپ رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رعایا کی زندگی کو خوش حال بنانے کے لئے ایک ایسا عظیم الشان اقتصادی نظام نافذ کیا جس کی مثال تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے اگر یہ نظام آج بھی من وعن اختیار کیا جائے تو بھوک، افلاس، بیماری، جہالت کے سیاہ بادل چشم زدن میں چھٹ سکتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اقتصادی نظام کی عمارت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی اور اعلان کیا کہ ”دجلہ سے نیل تک اگر ایک فرد بھی بھوکا، ننگا، مفلس، مظلوم تکلیف میں رہا تو قیامت کے دن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔“

آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ ہر علاقہ میں ایسے عامل مقرر کئے جائیں جو وہاں کے حالات سے مکمل طور پر واقف ہوں اور گذشتہ حکومتوں کی جگہ اسلامی نظام اور قوانین اس طرح نافذ کریں کہ وہاں کے باشندوں میں بے چینی پیدا نہ ہو اور رعایا کے ہر شخص کو اپنے فرائض کا احساس ہو سکے آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے عمال آپ ہی جیسی سیرت اختیار کریں آپ ہی کی طرز زندگی اور اخلاق کو اپنائیں اور کسی عامل سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کا ذمہ دار اپنے آپ رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے اس سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہ نے عمال پر کڑی نظر رکھی اور سختی سے ان کا

Marfat.com

محاسبہ کا انتظام کیا آپؓ کا جاسوسی نظام اتنا تیز اور سخت تھا کہ کسی علاقہ میں بھی بدامنی نہیں ہو پاتی آپؓ کے جاسوس آپؓ کو لمحہ لمحہ کی خبر اور ان کے افعال سے باخبر رکھتے اور اگر کسی عامل سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو آپؓ فوراً جواب طلب کرتے اور سنگین معاملہ پر فوراً اس کو برطرف کر دیتے تھے۔ گاہے گاہے عمالوں کو ہدایت فرماتے رہتے تھے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کریں۔ فضول خرچی اور شان و شوکت سے پرہیز کریں۔ عوام کو نماز کی رغبت کی ہدایت کرنے اور عدل و انصاف سے ان کے مقدمات کو فیصل کرنے کی خصوصی تاکید فرماتے اور بار بار عمال کو یاددہانی کراتے رہتے کہ وہ عوام کے خادم ہیں آپؓ کا اعتقاد تھا جو شخص امت کا مال کھاتا ہے یعنی تنخواہ لیتا ہے تو امت کی خدمت کرنا اس کا اولین فرض ہے اور اگر کوئی اپنے فرائض کی بجا آوری میں غفلت کرتا ہے تو وہ ''چور'' ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اس بات کا سخت خوف تھا کہ عمال عیش و عشرت کے خوگر نہ ہونے پائیں اور غیر قوموں کی عادتیں ان میں سرایت نہ کرنے پائیں اور حاکم تک ہر شخص بلا روک ٹوک پہنچ سکے چنانچہ جب کسی شخص کو عامل مقرر کرتے تو اس سے یہ معاہدہ لیتے کہ ''ترکی گھوڑے پر سفر نہیں کرو گے۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھاؤ گے۔ باریک لباس نہیں پہنو گے۔ دروازے پر دربان نہیں ہو گا۔ اہل حاجت کے لئے دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔'' جو عمال ان شرائط پر عمل کرتے تو آپؓ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے جو اس پر عمل نہیں کرتے ان کو فوراً معزول کر دیتے۔

حضرت عمیرؓ بن سعد بڑے بہادر اور جری سپاہی تھے انہوں نے شام اور دیگر شہروں کی فتوحات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور تلوار کے خوب جوہر دکھائے تھے کامیابی نے ہمیشہ ان کے قدم چومے ایسے بہادر اور پاکیزہ فطرت رکھنے والے حضرت عمیرؓ بن سعد کو امیر

Marfat.com

المومنین نے حمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حمص زرخیز اور خوش حال شہر تھا ہر چیز کی فراوانی تھی لیکن حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن سعد کو اس سے کوئی غرض نہ تھی ان کو جس مقصد کے لئے بھیجا گیا تھا وہ اس کو دیانت داری اور جانفشانی سے سر انجام دے رہے تھے۔ یعنی عوام کی خدمت، ان کی ضروریات ان کے دروازوں تک پہنچانا۔ ان کی خبر گیری رکھنا اور انصاف کے تقاضے پورے کرنا۔ یوں اہل حمص کی خدمت کرتے ہوئے ایک سال گذر گیا ایک دن امیر المومنین کا قاصد آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خط پیش کیا جس میں لکھا تھا ''آپ مدینہ تشریف لائیں اور ایک سال کی کارگذاری پیش کریں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ وہ اپنے گورنروں کی کارگذاری اور طرز عمل کا جائزہ لیتے رہتے تھے وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن سعد ان کے اعتماد پر پورے اترے ہیں یا نہیں۔ کئی دن کی مسافت کے بعد گورنر حمص بارگاہِ فاروقی میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ ننگے پاؤں، بوسیدہ سا کرتا زیب تن، جسم گرد و غبار میں اٹا ہوا، ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا، چند برتن جو ایک رسی میں بندھے کندھے پر لٹک رہے تھے۔ امیر المومنین ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا اور فرمایا! ''عمیر رضی اللہ عنہ! آپ آ گئے آپ رضی اللہ عنہ پر سلامتی ہو کہیے کیا حال ہے؟'' ''اللہ کا شکر ہے۔'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا میرا پیغام مل گیا تھا یا اپنے آپ ہی چلے آئے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ عرض کی۔ ''آپ رضی اللہ عنہ کا خط ملا اس کو پڑھا۔ مال و اسباب سمیٹا اور چل پڑا'' امیر المومنین نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بھی تو نہیں تھا اور وہ کہہ رہے ہیں کہ مال و اسباب لے کر آیا ہوں۔ ''کہاں ہیں وہ مال و اسباب؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن سعد نے عرض کی۔ ''یہ میرا ڈنڈا ہے جو سفر کے دوران جب مجھے تحفظ کی ضرورت پڑتی ہے تو

Marfat.com

یہ میرے کام آتا ہے۔'' یہ کہہ کر انہوں نے پوری قوت سے ڈنڈا زمین پر مارا اور جب تھک جاتا ہوں تو اس کے ساتھ ٹیک لگا لیتا ہوں۔ پھر کندھے پر لٹکے ہوئے برتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ میرا توشہ دان ہے یہ پانی پینے کا کٹورا ہے اور یہ لوٹا ہے بس۔'' اس کے بعد انہوں نے ایک گہری سانس لی اور خاموش ہو گئے۔

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جو خود ایک زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے لیکن حضرت عمیر رضی اللہ عنہ تو ان سے بھی بازی لے گئے جو شخص حمص جیسے زرخیز اور خوش حال صوبے کا ایک سال تک گورنر رہا ہو اور پھر یہ سادگی اور یہ زہد۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ ایسا محسوس ہوا جیسے وہ عمیر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں بڑی پرتکلف زندگی بسر کر رہے ہیں ان کا جی بھر آیا اور وہ بے اختیار رو پڑے یہاں تک کہ ان کی ہچکی بندھ گئی داڑھی تر ہو گئی لرزتے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے بارگاہِ خداوندی میں گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگی۔

''اے اللہ! اس سے پہلے کہ میرا نفس مجھ کو گمراہ کر دے مجھے ان رفیقوں کے ساتھ ملا دے جو اس حجرۂ مبارکہ میں آرام فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرنا۔''

چند ثانیہ خاموش رہنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''معاف کرنا میرے بھائی! جذبات میرے قابو میں نہیں رہے تھے۔ اچھا اپنی کارکردگی بیان کیجئے۔'' حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ گویا ہوئے۔

''میں نے مسلمانوں سے زکوٰۃ اور غیر مسلموں سے جزیہ لیا اور ان کو ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ امیر المومنین! اگر ایک درہم بھی باقی بچتا تو واللہ میں اسے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت

Marfat.com

میں پیش کر دیتا۔" فرمایا! "اے عمیرؓ! ہم تمہاری کارکردگی سے بہت خوش ہیں اللہ آپؓ کو اس کی جزائے خیر دے اچھا اب آپ واپس حمص تشریف لے جائیں۔" عرض کی! "میں چند روز کے لئے اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔" "اجازت ہے۔" چند روز کے بعد گورنر حمص اس شان سے روانہ ہوئے۔ جسم پر بوسیدہ لباس، ننگے پاؤں، ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا اور کندھے پر رسی سے بندھے تین برتن۔ بس۔ جب شہر کے قریب پہنچے تو پورا حمص آپؓ کے استقبال کے لئے چشم براہ تھا۔

ماخوذ: ہفت روزہ جسارت میگزین

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا شمار ان بلند مرتبہ صحابہؓ میں ہوتا ہے جنہیں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں اپنی معیت کی بشارت سنائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تخلیہ میں گفتگو فرماتے تھے جس کی وجہ سے دوسروں کو ان پر رشک آتا تھا آپؓ کا لقب صاحبِ السر رسول اللہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز یا محرم اسرار نبوت) اس لقب کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منافقین کے نام بتا دیئے تھے جن کو وہ رازداری سے محفوظ رکھتے تھے ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے کی نسبت جو فرمایا تھا کس کو زیادہ یاد ہے؟" حضرت حذیفہؓ نے کہا "مجھے یاد ہے۔ انسان کو اہل و عیال اور دولت و مال میں جو فتنہ پیش آتا ہے وہ نماز، روزہ، صدقہ، اچھی باتوں کے کہنے اور بری باتوں سے روکنے سے دور ہو جاتا ہے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا! "میں اس کی نسبت معلوم نہیں کر رہا ہوں میں اس فتنے کے متعلق معلوم کر رہا ہوں جو سمندر کی موجوں کی لہریں لے گا۔" حضرت حذیفہؓ نے عرض کی۔ "اے امیر المومنین اس فتنے سے آپؓ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کہ

Marfat.com

اس کے اور آپ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک دروازہ ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''کیا یہ دروازہ کھول دیا جائے گا؟ یا توڑ دیا جائے گا؟'' عرض کی۔ ''توڑ دیا جائے گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''کیا یہ دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا؟'' عرض کی ''ہاں ایسا ہی ہے۔'' راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ وہ دروازہ کون تھا؟'' انہوں نے جواب دیا ''ہاں بے شک ان کو اس کا اسی طرح علم تھا جس طرح اس بات کا علم ہے کہ آج کے بعد کل آئے گا۔'' راوی کہتا ہے کہ میں لحاظ سے نہ پوچھ سکا کہ وہ دروازہ کون تھا؟ اس لئے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ تابعی سے کہا کہ وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کریں۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ تابعی نے دریافت کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ''وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود تھا۔'' تاریخ شاہد ہے کہ یہ دروازہ جب سے ٹوٹا ہے کس کو معلوم نہیں کہ اسلام پر فتنوں کا سیلاب امنڈ آیا۔

ماخوذ: سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد سوم صفحہ ۶۴۵۔۶۴۴

ایسے ہی جلیل المرتبت صحابی حضرت حذیفہ یمان رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدائن کا حاکم بنا کر بھیجا تو اس شان سے مدائن میں داخل ہوئے خچر کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے معمولی سا لباس زیب تن تھا معززین شہر اپنے نئے والی کا استقبال کرنے کے لئے شہر سے باہر جمع تھے لیکن حضرت حذیفہ یمان رضی اللہ عنہ ان کے سامنے سے گزر گئے لیکن انہیں خبر تک نہیں ہوئی۔ جب انتظار کرتے کافی وقت گزر گیا تو انہوں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ نئے والی شہر آنے والے تھے وہ ابھی تک کیوں نہیں آئے۔ مسلمانوں نے جواب دیا وہ تو ابھی ابھی تمہارے سامنے سے گزر کر شہر کے اندر پہنچ گئے ہیں۔ یہ سن کر اکابر شہر حیران رہ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں اور اہل مدائن کو جمع کیا اور ان کے سامنے

Marfat.com

امیر المومنین کا فرمان پڑھا اس میں لکھا تھا ''حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تمہارے امیر مقرر کئے جاتے ہیں ان کا حکم سنو اور اطاعت کرو اور جو کچھ تم سے طلب کریں ان کو دو۔'' جب وہ فرمان پڑھ چکے تو چاروں طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی ضرورتیں بیان کریں ہم آپ رضی اللہ عنہ کی ہر خواہش پوری کرنے میں اپنی سعادت سمجھیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مقامِ فقر کی معراج پر تھے۔ فرمایا ''بھائی مجھے دو وقت کی روٹی اور گدھے کا چارہ چاہئے۔ جب تک یہاں رہوں گا اور اس سے زیادہ تم سے کچھ نہیں مانگوں گا۔'' اور واقعی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا قول پورا کر دکھایا۔ جب تک مدائن کے حاکم رہے۔ امارت میں فقیری کی شان رہی۔ مسجد کو گورنر ہاؤس بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ تن اہل مدائن کی خدمت میں مصروف رہتے ان کی ضروریات ان تک پہنچاتے انصاف کے تقاضے پورے کرتے۔ اہل مدائن آپ رضی اللہ عنہ کی کارگذاری سے بہت خوش تھے اور معترف بھی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ مسلمانوں میں وظیفہ تقسیم کر دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ ''وظیفے تقسیم ہو چکے ہیں اس کے بعد بہت سا مال بچ گیا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ لکھا ''جو مال بچ گیا ہے اس کو بھی مسلمانوں میں تقسیم کر دو کیونکہ یہ مال عمر رضی اللہ عنہ اور آلِ عمر رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے۔'' حکم کی تعمیل کی گئی بقیہ مال بھی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ رقم بھیجی تو سب حاجت مندوں میں تقسیم کر دی۔ اسی طرح جب تنخواہ ملتی تو اشیا خوردنوش کے لئے چند درہم اپنے پاس رکھ لیتے باقی سب حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔ ایک عرصے بعد دربار خلافت سے طلبی ہوئی تو فقیرانہ شان سے مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راستے میں چھپ کر بیٹھے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جس خستہ حالت میں مدینہ سے گئے تھے اس خستہ حالت میں واپس

Marfat.com

آئے ہیں تو فرطِ محبت سے ان سے لپٹ گئے اور فرمایا ''حذیفہ رضی اللہ عنہ تم میرے بھائی ہو میں تمہارا بھائی ہوں۔''

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ بازار میں گشت کر رہے تھے۔ ایک طرف سے آواز آئی۔'' اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا عاملوں کے لئے چند قوانین مقرر کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہو؟ تم کو خبر ہے کہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ جو مصر کا گورنر ہے وہ باریک کپڑے پہنتا ہے اس کے دروازے پر دربان مقرر ہے جس کی وجہ سے فریادی اس تک نہیں پہنچ پاتے۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا ابھی مصر جاؤ عیاض کو جس حالت میں پاؤ ساتھ لے آؤ۔'' حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ مصر پہنچے تو دیکھا دروازے پر دربان بیٹھا ہے اور عیاض باریک کپڑے کا کرتا پہنے بیٹھے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کا پیغام پڑھ کر سنایا تو عیاض نے کہا۔ کپڑے تبدیل کر لوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ اسی حالت میں میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ اسی حالت میں ان کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باریک کرتا اتروا کر کمبل کا کرتا پہنایا اور بکریوں کا ایک گلہ منگوا کر حکم دیا ''جنگل میں لے جا کر چراؤ۔'' عیاض کو انکار کی جرأت نہیں تھی مگر بار بار کہتے تھے کہ اس سے مر جانا بہتر ہے۔ امیر المومنین نے بار بار فرمایا ''تجھ کو اس سے عار کیوں؟ تیرے باپ کا نام غنم اسی وجہ سے پڑا تھا کہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔''

ماخوذ: اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم جلد دوم

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ عشرۂ مبشرہ میں ان کا بھی شمار ہوتا ہے۔ عرب کے بہترین تیر انداز غزوۂ احد کے موقع پر جب دشمن محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا اس وقت حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ دشمنوں پر تیروں

Marfat.com

کی بارش کر رہے تھے۔ ایسے موقع پر سرور کونین ﷺ نے فرمایا تھا۔ ''اے سعد رضی اللہ عنہ! میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اسی طرح دشمنوں پر تیر برساتے جاؤ'' یہ بہت بڑا اعزاز تھا آپ رضی اللہ عنہ کے لئے۔ آپ رضی اللہ عنہ رشتے میں حضور اکرم ﷺ کے ماموں بھی ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ فاتح ایران بھی تھے۔ ایسے جلیل القدر صحابی یعنی حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ عادل نے کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ ایک عرصہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے ایک محل تیار کروایا ہے جس میں وہ رہتے ہیں۔ اور دروازے پر دربان بٹھا رکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوں کر گوارا کر سکتے تھے کہ حاکم رعایا سے الگ تھلگ رہے جب کہ خود امیر المومنین رعایا کے درمیان رہتے ہیں۔ فریادی جب چاہے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ سکتا ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حکم دیا کہ کوفے جاؤ اور سعد رضی اللہ عنہ کے محل کو آگ لگا دو۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کوفے پہنچے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو فرمان فاروقی سنایا۔ اس کے بعد محل کو آگ لگا دی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ بے بسی کی تصویر بنے جلتے ہوئے محل کو دیکھتے رہے۔ قارئین کرام آپ کو جان کر حیرت ہوگی کہ یہ محل چونے گارے کا بنا ہوا نہیں تھا صرف گھاس پھونس کا بنا ہوا تھا وہ بھی ایک مختصر سا کمرہ۔

ماخوذ: اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم جلد دوم

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کو خط لکھا۔ ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس بکثرت اسباب، غلام، برتن اور مویشی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ جب میں نے تم کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تھا تمہارے پاس یہ سامان موجود نہیں تھے۔'' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواباً خط لکھا ''مصر میں زراعت اور تجارت دونوں سے پیداوار ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے پاس بہت سی رقم پس انداز ہو جاتی ہے۔'' حضرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ عذر قبول نہیں کیا۔ ان سے مال و اسباب اور دولت لے کر غریبوں میں تقسیم کر دی۔

حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عراق کی مہم سے فارغ ہو کر بصرہ آئے تو وہاں کے حاکم حضرت ابو اشعری رضی اللہ عنہ نے ان دونوں بھائیوں کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور چند روز کے لئے اپنے پاس ٹھہرایا اور کہا اگر میں تم دونوں بھائیوں کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو ضرور پہنچاؤں گا۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا مال ہے جس کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ اس رقم سے تجارتی سامان خرید لیں اور مدینہ پہنچ کر اس کو فروخت کر دینا۔ جو نفع حاصل ہو تم لے لینا اور اصل مال امیر المومنین کے حوالے کر دینا۔ یہ کہہ کر مال ان کے حوالے کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دے دی۔ دونوں بھائیوں نے اس پر عمل کیا لیکن جب یہ مال لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کل فوج کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ فرمایا "میرے بیٹے سمجھ کر انہوں نے تمہارے ساتھ یہ رعایت کی ہے لہٰذا اصل اور نفع میرے حوالے کر دو۔" بیٹوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سامان لے کر بیت المال میں جمع کر دیا۔

سب سے بڑی بات یہ تھی جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو عوام میں مقبول عام بنایا اور جس کی وجہ سے اہل عرب ان کے سخت قوانین کو بھی گوارا کرتے وہ تھا ان کا بے لاگ عدل و انصاف جس میں عمال، امراء، خواص، دوست، دشمن، شریف اور رذیل کی کچھ تمیز نہ تھی۔ ممکن تھا کہ اس بات سے ناراض ہوتے کہ وہ جرائم کی پاداش میں کسی کی عظمت و شان کا مطلق پاس نہیں کرتے لیکن جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ خاص اپنی اولاد اور عزیز و اقارب کے ساتھ ان کا یہ برتاؤ ہے تو لوگوں کو صبر آ جاتا تھا۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق عادل رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابو شحمہ مصر میں تھے انہوں نے دوستوں کے ساتھ مل کر شراب پی۔ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کے بیٹے ہونے کی وجہ سے ہلکی سی سزا دی۔ گورنروں کی کارکردگی سے متعلق معلومات دینے والے جاسوس نے اس واقعے کی اطلاع آپ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً گورنر مصر کو لکھا کہ ابو شحمہ کو فوراً میرے پاس روانہ کر دو۔ قاصد مصر پہنچا اور خط عامل مصر کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے خط پڑھا اور خاموشی سے ابو شحمہ کو قاصد کے حوالے کر دیا۔ جب ابو شحمہ مدینہ پہنچے تو ان کو شدید بخار تھا۔ ساتھیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا۔ اس وقت فرزند شدید بخار میں ہیں جب ان کی طبیعت سنبھل جائے تو ان کو سزا دے دینا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کا مشورہ نظر انداز کر دیا آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور بیمار بیٹے پر کوڑے برسانا شروع کر دیئے۔ حاضرین دم بخود، ساکت، پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ عبرت ناک منظر دیکھتے رہے۔ بیٹے نے فریاد کی لیکن عدل فاروقی ذرا بھی ملتفت نہ ہوا۔ آخر کار بیٹے نے کہہ ہی دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ میرے قاتل ہیں۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو تو کہنا میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے نفاذ میں حد یں جاری کرتا ہے۔ چند روز بعد بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ فرض ادا کرنے کے بعد کیا آپ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کی لاش پر آنسو بہائے؟ کسی قسم کے رنج و غم کا اظہار کیا؟ نہیں ہر گز نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ حسب معمول امور خلافت میں مصروف رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے برادرِ نسبتی حضرت قدامتہ بن مظعون رضی اللہ عنہ جو بڑے رتبے کے صحابی تھے انہوں نے شراب پی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اعلانیہ اسی (۸۰) دُرّوں کی سزا دی وہ بھی چند روز کے بعد انتقال کر گئے۔ "کیا تاریخ عالم ایسا عادل حکمران پیش کر سکتی ہے؟"

مصر کے گورنر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے بیٹے نے بغیر کسی وجہ کے ایک قبطی کے

Marfat.com

طمانچہ مارا اس نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی آپؓ نے قبطی سے فرمایا ''تم بھی اس کے طمانچہ مارو۔'' چنانچہ مجمع عام میں قبطی نے گورنر مصر کے بیٹے کے طمانچہ مارا۔ گورنر مصر بے بسی کی تصویر بنے عام لوگوں کے ساتھ یہ منظر دیکھا کئے۔ اس کے بعد گورنر مصر اور ان کے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا! ''تم لوگوں نے آدمیوں کو کب سے غلام بنا لیا ہے ان کی ماؤں نے تو ان کو آزاد جنا تھا۔''

ماخوذ: الفاروق

جبلہ بن الایہم غسانی شام کا رئیس تھا کعبہ کے طواف کے دوران اس کی چادر کا کونہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا جبلہ نے اس کے منہ پر زور دار طمانچہ مارا اس شخص نے بھی جواباً زور دار طمانچہ مارا جبلہ غصے سے آگ بگولہ ہو گیا وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور شکایت کی تو آپؓ نے فرمایا ''تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی۔'' یہ سن کر جبلہ کو سخت حیرت ہوئی اور کہا ''ہم اس رتبہ کے لوگ ہیں کہ ہمارے سامنے کوئی گستاخی کرتا تو وہ قتل کا مستحق ہوتا۔'' یہ سن کر آپؓ نے فرمایا ''جاہلیت میں ایسا ہی ہوتا تھا لیکن اسلام نے پست اور بلند کو ایک ہی کر دیا ہے۔'' یہ سن کر اس نے کہا ''اگر اسلام ایسا مذہب ہے جس میں شریف اور رذیل کی کچھ تمیز نہیں تو میں ایسے اسلام سے باز آیا۔'' وہ مرتد ہو گیا اور چھپ کر قسطنطنیہ چلا گیا۔

ماخوذ: الفاروق

ایک دن آپؓ امور خلافت میں مصروف تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ ''امیر المومنین! مجھ پر فلاں شخص نے ظلم کیا ہے۔'' وہ بار بار یہی کہتا رہا آپؓ کو غصہ آ گیا اور اس کے سر پر درّہ مارا اور فرمایا ''جب میں فیصل مقدمات کے لئے بیٹھتا ہوں تو تم لوگ نہیں آتے ہو اور جب میں مسلمانوں کے دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ہوں تو داد رسی کے لئے

Marfat.com

آتے ہو۔" وہ شخص چلا گیا لیکن کچھ دیر کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی سختی پر بڑا افسوس ہوا خدا کے سامنے جواب دہی کرنے کے بجائے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بہتر سمجھا کہ وہ دنیا ہی میں اپنا بدلا لے لے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بلایا وہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے درّہ اس کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا "یہ درّہ اٹھاؤ جس طرح میں نے تم کو مارا تھا اسی طرح تم بھی مجھ کو مارو۔" فریادی یہ سن کر حیران رہ گیا اور عرض کی یا امیر المومنین! بھلا مجھ سے ایسی جرأت اور گستاخی ہو سکتی ہے؟" فرمایا "پھر اپنا حق اللہ کے لئے معاف کر دو۔" فریادی نے کہا "میں نے اپنا حق اللہ کے لئے معاف کر دیا۔" آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت سنی اور اسی وقت اس کا ازالہ کر دیا۔

ماخوذ: خاصانِ خدا کا خوفِ آخرت

جرأت اظہار اور جرأت گفتار عربوں کا خاص جوہر تھا اور اس جوہر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قول و فعل اور عمل سے مزید نکھار دیا۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا "لوگو! اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم کیا کرو گے؟" ایک شخص وہیں کھڑا ہو گیا اور میان سے تلوار نکال کر بولا۔ "ہم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔" آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو آزمانے کے لئے گرج کر کہا۔ "تجھ میں اتنی جرأت ہے؟" اس نے بھی برجستہ اسی لہجہ میں جواب دیا۔ "ہاں۔ ہاں" آپ رضی اللہ عنہ نے نرم و لطیف لہجہ میں فرمایا۔ "الحمد اللہ! قوم میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں اگر میں ٹیڑھا ہو گیا تو مجھ کو سیدھا کر دیں گے۔"

ماخوذ: الفاروق

آپ رضی اللہ عنہ ملک شام سے کوفہ واپس آ رہے تھے کہ ویرانے میں ایک خیمہ نظر آیا آپ رضی اللہ عنہ سواری سے اتر کر خیمہ کے قریب گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو عمر رسیدہ خاتون نظر آئی آپ رضی اللہ عنہ نے اس

Marfat.com

سے پوچھا۔ ''کچھ عمر کا حال معلوم ہے؟'' خاتون نے جواب دیا۔ ''سنا ہے ملک شام سے روانہ ہو چکا ہے اللہ اس کو غارت کرے آج تک مجھ کو اس کے ہاں ایک حبہ بھی نہیں ملا۔'' فرمایا ''اتنی دور کا حال عمر رضی اللہ عنہ کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر عمر رسیدہ خاتون کو غصہ آ گیا اور بولی۔ ''جب اس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو مسلمانوں کا امیر کیوں بنا ہے۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ پر رقّت طاری ہو گئی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ فرمایا ''اس ضعیفہ کی خدمت کے لئے ایک خادم مقرر کیا جائے ضروریات زندگی کی ہر چیز مہیا کی جائے۔'' یہ سن کر خاتون نے کہا۔ ''اللہ تجھے جزائے خیر دے تجھے تو مسلمانوں کا امیر ہونا چاہئے تھا نہ کہ عمر رضی اللہ عنہ کو۔''

ماخوذ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

۱۸ھ ہجری میں حجاز، تہامہ اور نجد خشک سالی کی لپیٹ میں آ گئے۔ زمین خشک ہو گئی زندگی عذاب بن گئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بارش روٹھ گئی ہے۔ بھوک اور افلاس کے گہرے سائے جب حد سے زیادہ بڑھ گئے تو یہ لوگ گھبرا کر مدینہ کے اطراف میں آ کر بس گئے اس شدید آزمائش میں امت مبتلا ہوئی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت بہت نمایاں طور پر ابھر آئی تھی اس معرکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عزم بھی ظاہر ہوا اور ایک خاص انداز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس صفت کا ظہور ہوا جسے ناسازگار اور مخالف ہونے کی صفت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس نازک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملت کی پوری پوری پاس داری فرمائی اور دن رات غیر معمولی تندہی اور جانفشانی کے ساتھ مشغول اور کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ''ان آفت زدہ لوگوں کی فہرست تیار کرو تاکہ غلہ اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزیں منصفانہ طریقہ سے تقسیم ہو سکیں۔'' چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے بڑی جانفشانی کے ساتھ ایک طویل فہرست تیار کی اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ بیت المال میں جتنا غلہ اور

Marfat.com

دوسری چیزیں تھیں منصفانہ طریقہ سے تقسیم کیں اور دوسری طرف آپؓ نے تمام عمالوں کو صورتِ حال سے آگاہ کیا اور فوری طور پر امداد کی اپیل کی۔ چنانچہ امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے چار ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے روانہ کیے اور حضرت عمروؓ بن العاص نے ہزار ٹن غلہ اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزوں سے بھرے ہوئے بیس جہاز بحر قلزم کے راستہ روانہ کیے یہ تمام سامان آپؓ نے خود وصول کیا اور منتظمین کے حوالے کر دیا اسی طرح دوسرے صوبوں سے بھی سامان خورد نوش آنے لگا آپؓ روزانہ بیس اونٹ اپنی نگرانی میں ذبح کرواتے کھانا پکواتے اور اپنی نگرانی میں فاقہ زدہ لوگوں میں کھانا تقسیم کرواتے۔ آپؓ ایک ایک فرد سے پوچھتے۔ ''تم نے کھانا کھا لیا؟'' جواب ملتا۔ ''ہاں'' تو آپؓ کو سکون ملتا۔ لیکن خود بھوکے رہتے۔ جس کی وجہ سے آپؓ کمزور ہو گئے غم اور فکر کی وجہ سے آپؓ کی حالت غیر ہو گئی تھی خیر خواہ آپؓ کو آرام کرنے کا مشورہ دیتے لیکن آپؓ ان لوگوں کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیتے۔ آپؓ بار بار بارگاہِ خداوندی میں سربسجود ہوتے اور گڑگڑا کر عرض کرتے ''اے اللہ! میرے گناہوں کی سزا آنحضرت ﷺ کی امّت کو نہ دے۔'' آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے یہاں تک کہ آپؓ کی داڑھی بھیگ جاتی تھی۔ خشک سالی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی آخر کار ایک دن آپؓ پوری قوم کو لے کر نکلے اور نماز استسقا ادا کی اور تمام لوگوں نے آپؓ کے ساتھ اللہ سے گڑگڑا کر دعا مانگی اللہ نے دعا قبول کی چند روز کے بعد کالی گھٹا جھوم کر اٹھی بجلی کڑکی، بادل گرجے اور پھر؟ آسمان کا دہانہ کھل گیا بارش ہوئی اور ٹوٹ کر ہوئی یہاں تک کہ جل تھل ہو گیا جب خشک سالی کا زمانہ ختم ہو گیا تو آپؓ نے بادیہ نشینوں کو عزت و احترام کے ساتھ اپنے اپنے شہروں کو روانہ کر دیا۔

ایک مرتبہ آپؓ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت نے آپؓ کا دامن پکڑ کر کہا

Marfat.com

"اے امیر المومنین! میرا شوہر مر گیا ہے اس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں نہ وہ کوئی کام کر سکتے ہیں نہ میرے پاس مویشی ہیں میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں میں خفاف بن ایما القاری کی بیٹی ہوں جو حضور ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے۔" آپ رضی اللہ عنہ نے پوری توجہ کے ساتھ اس دکھی عورت کی بپتا سنی اور فرمایا "تم یہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں" آپ رضی اللہ عنہ بیت المال گئے اونٹ پر غلہ، کپڑے اور ضروریات زندگی کی دوسری چیزیں رکھیں اور سامان سے لدا ہوا اونٹ لے کر آئے اور اس عورت کے حوالے کر دیا اور فرمایا "لے جاؤ" دکھی عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رعایا پروری سے بہت خوش ہوئی اور دعائیں دینے لگی ایک صاحب جو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے بولے "امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے تو اس عورت کو بہت کچھ دے دیا" فرمایا "ارے کم بخت! اس عورت کے باپ اور بھائی نے میرے سامنے مدتوں ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کو فتح کیا۔"

جو مجاہدین سرحدوں پر دشمنان اسلام سے برسر پیکار ہوتے آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھروں پر جاتے خیریت دریافت کرتے اور فرماتے۔ "اگر تم کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو کاغذ پر لکھ کر مجھے دے دو میں لا دوں گا۔" چنانچہ خاتون خانہ پرچہ میں سودا سلف لکھ کر دیتیں اور لونڈی ساتھ کر دیتیں آپ رضی اللہ عنہ سامان خرید کر لونڈی کے حوالے کر دیتے اور جن گھروں میں لونڈی نہیں ہوتی آپ رضی اللہ عنہ سودے کا پرچہ لے کر بازار جاتے تمام سامان خرید کر ان کے حوالے کر دیتے۔ جن مجاہدین کے خطوط آتے آپ رضی اللہ عنہ خود ان کے گھر جاتے اور خطوط پہنچاتے اور فرماتے، "اگر کوئی پڑھنے والا نہ ہو تو آپ دروازے کے پاس آ جائیں میں پڑھ دوں گا۔" پھر فرماتے "فلاں دن قاصد جائے گا جواب لکھ کر رکھنا تا کہ بھیج دوں۔" پھر خود ہی کاغذ قلم لے جاتے جن عورتوں کے خطوط تیار ہوتے ان سے لے لیتے اور جن کے تیار نہیں ہوتے ان سے کہتے "آپ دروازے

Marfat.com

کے پاس آ جائیں وہ کہتی جاتی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہ لکھتے جاتے تھے۔"

رعایا کا حال معلوم کرنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ راتوں کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ گشت کرتے کرتے آپ رضی اللہ عنہ تقریباً شہر سے باہر نکل گئے وہاں آپ رضی اللہ عنہ کیا دیکھتے ہیں خیمہ لگا ہوا ہے اور ایک شخص تنہا باہر بیٹھا ہے قریب ہی چراغ روشن ہے وہ سر جھکائے کسی گہری سوچ میں مبتلا ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کے قریب پہنچے اور بلند آواز سے فرمایا "السلام علیکم! اے مردصحرا" مردصحرا غیر متوقع آواز پر چونک پڑا اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے سامنے ایک بلند قامت قوی الجثہ شخص کھڑا ہے ہاتھ میں چھوٹا سا درّہ ہے۔ مردصحرا نے بجھے ہوئے لہجے میں سلام کا جواب دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اے مردصحرا اس خیمہ کے اندر کون ہے؟ اور تم اتنی رات گئے تن تنہا یہاں کیوں بیٹھے ہو؟" اس سے پہلے مردصحرا جواب دیتا خیمہ کے اندر سے کراہنے کی آواز آئی یہ نسوانی آواز تھی آپ رضی اللہ عنہ آواز کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "یہ کراہنے کی آواز کس کی ہے؟" بولا یہ میری بیوی کی ہے وہ اس وقت دردِ زہ میں مبتلا ہے افسوس میں اس وقت اس کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔" یہ کہہ کر وہ خیمہ کے اندر چلا گیا چند ثانیہ بعد وہ باہر آیا اور رندھی ہوئی آواز میں بولا "تکلیف شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔" فرمایا "اے مرد صحرا! گھبراؤ نہیں میں ابھی آتا ہوں۔" آپ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے نیک بخت بی بی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا نیک بخت بی بی نے جو اتنا سنا فوراً چادر اوڑھی اور اپنے امیر کے ساتھ چل پڑیں وہاں پہنچ کر وہ تو خیمہ کے اندر چلی گئیں اور آپ رضی اللہ عنہ مردِ صحرا سے باتیں کرنے لگے صبح کاذب کے وقت بچے کے رونے کی آواز آئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا نے خیمہ سے سر باہر نکال کر پکارا "امیر المومنین! لڑکا ہوا ہے اپنے دوست کو مبارکباد دیجئے۔" امیر المومنین کا نام سنتے ہی مردِ صحرا گھبرا

Marfat.com

گیا اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا "آپؓ؟ امیر المومنین؟" فرمایا "گھبراؤ نہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" دوسرے دن آپؓ نے مولود بچے کا وظیفہ مقرر کر دیا اور مردِ صحرا کے حالات بدل کے رکھ دیئے۔

قافلہ مدینہ کے باہر آ کر ٹھہرا آپؓ کو معلوم ہوا تو اس کی خبر گیری اور حفاظت کے لئے خود تشریف لے گئے آپؓ پہرہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے بچے کے رونے کی آواز آئی آپؓ آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود میں بلک بلک کر رو رہا ہے۔ ماں کو تاکید کی کہ بچہ کو بہلائے تھوڑی دیر کے بعد پھر ادھر سے گذر ہوا تو بچہ کو بدستور روتا پایا سخت لہجہ میں فرمایا "تو بڑی بے رحم ماں ہے۔" اس نے کہا "تم کو اصل حقیقت معلوم نہیں خوامخواہ مجھ کو پریشان کرتے ہو بات یہ ہے کہ عمرؓ نے حکم دیا ہے کہ بچہ جب تک دودھ نہیں چھوڑے گا بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر نہیں کیا جائے گا اس غرض سے میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں اس وجہ سے یہ رو رہا ہے۔" یہ سن کر آپؓ پر رقّت طاری ہوئی آپؓ فجر کی نماز پڑھاتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ نماز کے بعد فرمایا "عمرؓ تباہ ہو گیا تو نے نہ جانے کتنے بچوں کا خون کیا ہو گا؟" اسی دن آپؓ نے اعلان کر دیا "جس دن بچہ پیدا ہو گا اسی دن اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔" امیر المومنین حضرت عمرؓ کا یہ قانون آج بھی یورپ میں "عمرؓ لاء" کے نام سے رائج ہے۔

حسب معمول رات کو گشت کرنے کے لئے نکلے مدینہ سے تین میل دور صرار نامی ایک مقام ہے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ عورت کچھ پکا رہی ہے اور بچے رو رہے ہیں آپؓ نے معلوم کیا "یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟" اس نے جواب دیا "کئی وقتوں سے بچوں کو کھانا نہیں ملا ہے ان کو بہلانے کے لئے خالی ہانڈی میں پانی ڈال کر چڑھا دی ہے۔" یہ سن کر آپؓ اسی وقت مدینہ

Marfat.com

آئے اور بیت المال سے آٹا، گوشت، کھجوریں لیں اور اپنے غلام اسلم سے کہا ''یہ سارا سامان میری پیٹھ پر رکھ دو۔'' اسلم نے کہا ''یہ سامان میں پہنچا دوں گا۔'' فرمایا ''ہاں! قیامت کے دن میرا بوجھ تم نہیں اٹھاؤ گے۔'' الغرض یہ سامان خود لاد کر لائے اور عورت کے حوالے کر دیا اس نے جلدی سے آٹا گوندھا ہانڈی چڑھائی حضرت عمرؓ خود چولہا پھونکتے جاتے تھے کھانا تیار ہوا تو بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور اچھلنے کودنے لگے۔ آپؓ بچوں کو دیکھتے اور خوش ہوتے تھے۔ عورت نے کہا ''اللہ تم کو جزائے خیر دے سچ تو یہ ہے کہ امیر المومنین بننے کے قابل تم ہو نہ کہ عمرؓ۔''

ایک دن سخت گرم ہوا چل رہی تھی زمین دہکتا ہوا انگارہ بنی ہوئی تھی حضرت عمرؓ نے سر پر چادر ڈالی ہوئی تھی اور صدقہ کے اونٹوں کا حلیہ بتاتے جاتے تھے حضرت علیؓ لکھتے جاتے تھے پاس ہی حضرت عثمان غنیؓ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے موقع کی مناسبت سے حضرت عثمان غنیؓ سے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا قول بیان کیا۔ فرمایا! ''حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے والد سے کہا ''بابا! اس شخص کو آپ ضرور ملازم رکھ لیجئے اس سے بہتر آپ کی مزدوری میں نہیں آیا کیونکہ یہ امین بھی ہے اور قوی بھی۔''

ماخوذ: الفاروق

ایک دن آپؓ صدقہ کے اونٹوں کے بدن پر تیل لگا رہے تھے ایک شخص نے کہا ''امیر المومنین یہ کام کسی غلام کے سپرد کر دیا ہوتا۔'' فرمایا۔ ''مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ مسلمانوں کا غلام ہے۔''

ماخوذ: الفاروق

ایک دن احنف بن قیس رؤساء عرب کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ امیر

Marfat.com

المومنین دامن چڑھائے ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے احنف بن قیس کو دیکھ کر کہا۔ ''آؤ تم بھی میرا ساتھ دو بیت المال سے ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم تو جانتے ہو ایک اونٹ میں کتنے غریبوں کا حق ہے۔'' یہ سن کر ایک شخص نے کہا ''آپ کیوں زحمت اٹھاتے ہیں کسی غلام کو حکم دیجئے وہ ڈھونڈ لائے گا۔'' فرمایا ''مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا جو مسلمانوں کا حاکم ہوتا ہے وہ مسلمانوں کا غلام ہوتا ہے عہد فاروقی آپ رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تصدیق کر رہا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک فرمانبردار غلام کی طرح مسلمانوں کی خدمت کی۔

ایک دن منبر پر چڑھ کر فرمایا ''ایک دن وہ تھا کہ میں اپنی خالہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور وہ اس خدمت کے عوض میں مٹھی بھر کھجور دے دیا کرتی تھیں۔ آج میرا یہ زمانہ ہے یعنی میں امیر المومنین ہوں۔'' یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ''اے امیر المومنین! یہ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی توہین کی۔'' فرمایا ''تنہائی میں میرے دل نے کہا تم تو امیر المومنین ہو تم سے افضل کون ہو سکتا ہے اس لئے میں نے اپنے دل کو اپنی حقیقت بتا دی۔''

ایک مرتبہ خطبہ میں کہا۔ صاحبو! ایک زمانہ وہ تھا جب میں اس قدر نادار تھا کہ لوگوں کو پانی بھر کر لا دیا کرتا تھا وہ اس کے صلے میں مجھ کو چھوارے دیتے تھے وہی کھا کر بسر کرتا تھا۔

یہ کہہ کر منبر سے اترے۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ بات منبر پر کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا ''میری طبیعت میں ذرا غرور آ گیا تھا۔ یہ اس کی دوا تھی۔''

حضرت عمر فاروقِ عادل رضی اللہ عنہ نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کیا کہ بیت المال مسلمانوں کا مشترکہ خزانہ ہے ان کا اس میں کوئی حق نہیں ہے وہ صرف امین ہیں چنانچہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بیمار ہوئے دوا کے لئے شہد کی ضرورت پیش آئی شہد بیت المال میں وافر مقدار میں موجود تھا لیکن مسلمانوں کی اجازت کے بغیر آپ رضی اللہ عنہ شہد نہیں لے سکتے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ امین تھے آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے منبر پر چڑھ کر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''مجھے دوا کے لئے شہد کی ضرورت ہے اگر آپ لوگ اجازت دیں تو شہد لے لوں ورنہ مجھ پر حرام ہے۔'' لوگوں نے اجازت دے دی آپ رضی اللہ عنہ نے حسب ضرورت شہد لے لیا۔

اگر کبھی عمال ان کے ساتھ امتیازی سلوک کرتے جو ان میں اور عام مسلمانوں میں تفریق و امتیاز پیدا کرتا تو سخت برہم ہوتے تھے ایسے لوگوں کی سرزنش کیا کرتے تھے ایک مرتبہ عتبہ رضی اللہ عنہ ابن فرقد نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نہایت تکلف کے ساتھ لذیذ کھانا بھیجا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''کیا تمام مسلمان یہی کھانا کھاتے ہیں؟'' قاصد نے جواب دیا۔ ''نہیں''۔ فرمایا ''مجھے بھی نہیں چاہیئے۔'' اس کے بعد عتبہ رضی اللہ عنہ ابن فرقد کو لکھا ''یہ تمہاری اور تمہارے باپ کی کمائی نہیں ہے تمام مسلمانوں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور عیش پرستی سے بچو۔''

ایک مرتبہ یہی عتبہ رضی اللہ عنہ ابن فرقد آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے دیکھا کہ امیر المومنین زیتون کے ساتھ روٹی کھا رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی شریک طعام کر لیا لیکن خشک نوالہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترا عرض کی۔ ''امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ کو میدے سے رغبت ہے؟'' فرمایا ''تمام مسلمانوں کو میدہ مل سکتا ہے؟'' عرض کی ''نہیں'' فرمایا ''تم چاہتے ہو کہ میں دنیا میں ہی کھانے پینے کا مزہ اڑاؤں۔''

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے سالن میں روغن زیتون ڈال کر سامنے رکھ دیا۔ فرمایا۔ ''ایک برتن میں دو دو سالن تا دمِ مرگ نہیں کھاؤں گا۔''

Marfat.com

لوگ اپنے محبوب امیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھجوریں پیش کرتے آپ رضی اللہ عنہ بلا تکلف کھا لیا کرتے اگر ان میں سڑی گلی کھجوریں بھی ہوتیں تو ان کو بھی کھا لیا کرتے آپ رضی اللہ عنہ کی غذا نہایت سادہ تھی عام طور پر جو کی روٹی اور روغن زیتون دسترخوان کی زینت ہوتا۔ کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی ہوتی جو کہ بغیر چھنے آٹے کی ہوتی۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ خلافت میں امیر المومنین کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے کرتے میں کئی کئی پیوند لگے ہوئے ہیں سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں پھٹی جوتیاں ہیں بازار میں گشت کر رہے ہیں دکانداروں کو حسن معاملہ کی تلقین کر رہے ہیں پورا پورا ناپ تول کی تلقین کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ گذشتہ قوموں کو ذلت کے ساتھ اسی لئے تباہ کر دیا کہ وہ ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ وہ اپنے گذر اوقات کے لئے بیت المال سے کتنا لے سکتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف مشورے دیئے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''آپ رضی اللہ عنہ بیت المال سے دو وقت کی روٹی اور اپنے اہل و عیال کے لئے اوسط درجہ کا کھانا، کپڑے کے دو جوڑے ایک سردی کے لئے اور دوسرا گرمی کے لئے۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل کیا جب قمیض پھٹ جاتی تو اس میں پیوند لگا لیا کرتے تھے کبھی تہ بتہ پیوند لگے ہوتے اور کبھی ببول کے کانٹے لگا لیا کرتے۔

ایک مرتبہ جمعے کے روز آنے میں دیر ہو گئی حاضرین مسجد نے بہت انتظار کیا جب آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سب سے پہلے دیر سے آنے کی معذرت کی اس کے بعد وضاحت کی کہ میرے پاس ایک ہی قمیض ہے میں نے اس کو دھویا جب وہ خشک ہو گئی تو اس کو پہن کر حاضر ہوا ہوں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔

Marfat.com

بارگاہِ رسالت سے آپؓ کو ''فاروق اعظم'' کا خطاب ملا۔ آپؓ کا بھی شمار ان دس صحابہ میں ہوتا ہے جن کو بارگاہِ رسالت سے جنتی ہونے کی بشارت ملی۔ آپؓ اکثر سوچا کرتے تھے کہ میں مسلمانوں کے قلب میں رہتا ہوں پھر شہادت کیوں کر ہو سکتی ہے۔ لیکن آپؓ کو کیا معلوم تھا کہ قاتل آپؓ ہی کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہا ہے۔ آپؓ نے متعدد مرتبہ فرمایا کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس بار کو اٹھانے کی قوت رکھتا تو مجھ پر یہ بہت زیادہ آسان ہوتا کہ میں آگے بڑھ جاؤں اور میری گردن اڑا دی جائے۔

ایک مرتبہ آپؓ حج پر گئے تو آمدورفت میں اسّی درہم خرچ ہو گئے ان کو اس پر اس قدر افسوس ہوا کہ بار بار ہاتھ پر ہاتھ مارتے جاتے تھے کہتے جاتے تھے۔ ''یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ ہم نے اللہ کے مال میں فضول خرچی کی۔''

۲۳ھ ہجری میں آپؓ نے حج کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ان کی سطوت و جبروت کا آفتاب نصف النہار پر آ گیا تھا حضرت سعیدؓ بن المسیب جو کہ ایک مشہور تابعی گزرے ہیں وہ بھی اس سفر میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ ''حضرت عمرؓ جب ابطح پر پہنچے تو بہت سی کنکریاں جمع کر کے اس پر چادر بچھائی اور اسی کو تکیہ بنا کر فرش خاک پر لیٹ گئے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔ ''اے اللہ! اب میری عمر زیادہ ہو گئی ہے میرے قویٰ ضعیف ہو گئے ہیں میری رعایا ہر جگہ پھیل گئی ہے بس تو مجھ کو اس حالت میں اٹھا لے کہ میرے اعمال برباد نہ ہوں اور میں حد اعتدال سے آگے نہ بڑھوں۔'' یہ آپؓ کا آخری حج تھا اس کے بعد آپؓ کو ایک سازش کے تحت شہید کر دیا گیا۔

ماخوذ: الفاروق

Marfat.com

جب آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی وفات کا یقین ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان رقوم کا حساب لگایا جو اب تک آپ رضی اللہ عنہ کو بیت المال سے ملا تھا۔ یہ رقم آٹھ ہزار درہم سے زیادہ تھی ان رقوم میں ان دو جوڑوں کی قیمت بھی شامل تھی جو آپ رضی اللہ عنہ ایک جوڑا سردی اور دوسرا جوڑا گرمی میں پہننے کے لئے لیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب میں دنیا سے رخصت ہوں تو بیت المال کا مقروض نہ ہوں۔ میرا حساب مطلقاً پاک اور صاف ہو۔'' ابھی آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کل رقم بیت المال میں جمع کرا دی اور رسید لے لی۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے دس سال تک بحیثیت امیر المومنین مسلمانوں کی اعزازی طور پر خدمت کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ بائیس لاکھ پانچ ہزار ایک سوتیس مربع میل تھا۔ اس میں جزیرہ خوزستان، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان، مکران، جس میں بلوچستان کا کچھ حصہ آ جاتا ہے شامل تھا یہ تمام فتوحات خاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات ہیں اور اس کی تمام مدّت دس برس سے کچھ ہی زیادہ ہے۔

ماخوذ: الفاروق

اس قلیل مدت میں عظیم الشان فتوحات پر بنی نوع انسان کی پوری تاریخ حیران ہے بلاشبہ ان فتوحات کا سہرا حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن وقاص اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان جیسے نامور جرنیلوں کے سر ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر محاذ کی تازہ صورتحال سے نہ صرف باخبر رہتے تھے بلکہ ہر مورچے کی چھوٹی سے بڑی جنگی حکمت عملی آپ رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق تشکیل دی جاتی تھی یہی سبب تھا اس وقت کے بڑے بڑے

Marfat.com

حکمران اور ان کی افواج و عوام حضرت عمرؓ کے نام ہی سے خوفزدہ اور لرزہ براندام رہتے تھے۔

ماخوذ: جسارت میگزین

نہاوند کی جنگ میں بے شمار ایرانی گرفتار ہو کر آئے تھے جو مسلمانوں کی غلامی میں آ گئے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی غلامی میں جو ایرانی آیا اس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابولولو تھی یہ غلام پیشہ ور تھا اس لئے آپؓ نے اس پر محصول عائد کر دیا جو کہ چار درہم روزانہ تھے یہ غلام اس محصول کو ناقابل برداشت سمجھتا تھا ایک دن وہ بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوا اور کہا۔ ''یا امیر المومنین! میرے آقا مغیرہؓ نے مجھ پر اتنا محصول لگایا ہے جو میں ادا نہیں کر سکتا۔'' آپؓ نے پوچھا۔ ''کتنا محصول لگایا ہے؟'' بولا۔ ''چار درہم روزانہ'' ۔ ''تم کیا کام کرتے ہو؟'' بولا ''میں بڑھئی ہوں۔ لوہار ہوں اور نقاش ہوں۔'' فرمایا ''ان پیشوں کے مقابلہ میں یہ محصول زیادہ نہیں ہے۔'' غلام غصّے کی حالت میں وہاں سے چلا گیا اور ہر ایک سے کہتا پھرتا۔ ''امیر المومنین نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔''

آپؓ نے حضرت مغیرہؓ کو بلایا اور غلام کے معاملے میں ان کو نصیحت کی۔ دوبارہ آپؓ کی ملاقات ابولولو سے ہوئی تو آپؓ نے اس سے پوچھا۔ ''میں نے سنا ہے تم ایسی چکیاں بھی بنا لیتے ہو جو ہوا سے چلتی ہیں۔'' اس نے کہا: ''ہاں'' آپؓ نے فرمایا ''ہمارے لئے بھی ایسی چکی بنا دو۔'' بولا۔ ''میں تمہارے لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کا ذکر مرکز میں تو ہو گا ہی صوبوں تک میں ہو گا۔'' اس کے لہجے میں طنز تھا۔ جب یہ غلام چلا گیا تو آپؓ نے ساتھیوں سے فرمایا ''اس غلام نے مجھے دھمکی دی ہے۔'' ساتھیوں نے تائید کی۔

جب یہ غلام آپس میں ملتے تو گلے مل کر روتے حضرت عمرؓ کے لئے نازیبا الفاظ

Marfat.com

استعمال کرتے، نفرت کا اظہار کرتے۔ ابولولو جب ایرانی غلاموں کے بچوں کو دیکھتا تو ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور غضب ناک لہجہ میں کہتا۔ ''عرب میرا جگر کھا گئے۔'' پھر اس کے دل میں آتش انتقام بھڑک اٹھتی کیونکہ اس کا وطن چھن گیا اس کی قوم کے بے شمار لوگ قتل ہو گئے۔ ابولولو وطنی جوش انتقام سے بھرا ہوا تھا اس کے دل میں اپنے ہم وطن قیدیوں کے لئے جو اب عربوں کی غلامی میں تھے غیض وغضب کی بھٹی سلگ رہی تھی چنانچہ اس نے حضرت عمرؓ سے انتقام لینے کے لئے دوشاخہ خنجر تیار کیا پھر اس کو زہر میں بجھایا اور موقع کا منتظر رہا۔

فجر کی اذان ہو چکی تھی۔ نمازی آچکے تھے ابولولو بھی چادر اوڑھے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ مسجد میں نیم تاریکی تھی جس کی وجہ سے لوگ اس کو پہچان نہ سکے۔ حضرت عمرؓ فاروقِ عادل مسجد نبوی میں تشریف لائے صفیں درست ہوئیں اور آپؓ کی پرجلال آواز مسجد نبوی میں گونجی۔ ''اللہ اکبر'' ابولولو تیزی سے آپؓ کے قریب پہنچا اور اس نے یکے بعد دیگرے چھ وار کیے آخری وار کاری تھا جس وقت حضرت عمرؓ نے زخم کی حرارت محسوس کی تو پکارا۔ ''پکڑو اس کتے کو جس نے مجھے مار دیا۔'' ابولولو آپؓ کو زخمی کرنے کے بعد وہاں سے بھاگا لوگ اس کو پکڑنے کے لئے دوڑ پڑے وہ اپنے بچاؤ کے لئے مسلسل وار کر رہا تھا جس کی وجہ سے دس بارہ آدمی بھی زخمی ہو گئے آخر کار ایک پہلوان صفت آدمی نے چادر ڈال کر اس کو پکڑ لیا۔ لیکن ابولولو نے اپنا خنجر اپنے سینے میں اتار لیا یعنی خودکشی کر لی۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے نماز پڑھائی اس حالت میں کہ امیر المومنین زخمی حالت میں پڑے ہوئے تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہونے کے فوراً بعد آپؓ کو زخمی حالت میں گھر لایا گیا آپؓ کے زخمی ہونے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھوڑی ہی دیر میں اہل مدینہ سمٹ کر کاشانۂ فاروقی کے سامنے جمع ہو گئے لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے

Marfat.com

تھے۔ مدینہ کی فضا سوگوار تھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ تشریف لائے تو آپؓ نے ان سے فرمایا۔ لوگوں سے معلوم کرو۔ ''میرا قاتل کون ہے؟'' حضرت عبداللہ ابن عباسؓ باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے لوگوں سے پوچھا۔ ''امیر المومنین کا قاتل کون ہے؟'' حاضرین نے جواب دیا ''ابولولو۔'' آپؓ نے امیر المومنین کو بتایا کہ آپؓ کا قاتل ابولولو ہے۔ یہ سن کر فرمایا۔ ''اللہ کا شکر ہے کہ یہ گھناؤنا فعل کسی مسلمان نے نہیں کیا۔'' آپؓ نے دوبارہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے فرمایا ''لوگوں سے معلوم کرو اس سازش میں تم لوگ بھی شریک ہو۔'' آپؓ نے دوبارہ یہ سوال مجمع سے کیا تو مجمع بے اختیار پکار اٹھا ''نہیں نہیں۔ ہمیں تو کچھ بھی خبر نہیں۔ ہماری تو دلی تمنا ہے کہ ہماری عمریں بھی امیر المومنین کو لگ جائیں۔'' لوگوں کا جواب آپؓ تک پہنچا دیا گیا۔ طبیب کو بلایا گیا۔ اس نے نبض دیکھی اس کے بعد اس نے نبیذ پلائی جو کہ کھجور کا عرق تھا۔ نشہ سے پاک۔ وہ زخم کے راستہ نکل گیا۔ پھر دودھ پلایا وہ بھی زخم کے راستے نکل گیا۔ طبیب مایوس ہو گیا۔ حسرت بھری نظروں سے وہ آپؓ کو دیکھنے لگا اور گلوگیر آواز میں کہا۔ ''شاید آپؓ شام تک نہ بچ سکیں۔'' اب آپؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو بلایا اور فرمایا۔ امّ المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا کہ عمرؓ کی خواہش ہے کہ انہیں ان کے رفقاء نامدار آنحضرت ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دے دی جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ امّ المومنین کے یہاں پہنچے تو وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کا پیغام سننے کے بعد حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ''واللہ! یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن آج میں عمرؓ کو خود پر ترجیح دوں گی۔'' حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا جواب آپؓ تک پہنچا دیا جس کو سن کر آپؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد آپؓ

Marfat.com

نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو حسب ذیل وصیت کی۔

جانِ پدر! خلافت جیسے بار گراں کو اٹھانا ہر ایک کا کام نہیں بظاہر یہ پھولوں کا بستر ہے لیکن درحقیقت یہ پرخار صحرا ہے بس خاندانِ عدی میں ایک ہی شخص ایسا کافی ہے جسے احکم الحاکمین کے سامنے لاکھوں انسانوں کے حقوق کے متعلق جواب دینا پڑے گا۔ بیٹا میں بظاہر امیر المومنین تھا اتنی بڑی سلطنت کا فرمانروا لیکن میری ایک رات بھی صبر وسکون سے نہیں گزری۔ جب ساری مخلوق سکون کی نیند سوئی ہوئی ہوتی تو رات کی تاریکی میں دن بھر کے کاموں کا جائزہ لیتا اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا اور اپنی ایک ایک لغزش پر گھنٹوں انسو بہاتا۔

میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ بیت المال دولت سے بھرا رہتا تھا جو مخلوق کی امانت تھی میں اس کا امین تھا لیکن میں نے آج تک امانت میں خیانت نہیں کی ایک درہم بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا اور نہ ہی کسی عزیز کی ذات پر خرچ کیا۔ خبردار تم قوم کی اس پیشکش یعنی خلافت کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرنا۔"

ماخوذ: ماہنامہ آستانہ اگست ۵۰ء دہلی

اس کے بعد آپؓ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو مزید وصیت کی۔

"مجھے مشک سے غسل نہ دیا جائے اور نہ ہی مشک میرے قریب لایا جائے۔ مجھے اوسط درجہ کا کفن دینا۔ میری قبر معمولی ہونا چاہئے۔ میری تعریف میں وہ باتیں نہ کہی جائیں جو مجھ میں نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ مجھے خوب جانتا ہے۔ جب تم جنازہ لے کر چلو تو تیز تیز قدم چلنا کیوں کہ اگر مجھ میں اللہ کے نزدیک کوئی

Marfat.com

بھلائی ہے تو تم مجھے اس جگہ پہنچا دو گے جو میرے لئے بہتر ہے اور اگر مجھ میں کوئی برائی ہے تو تم اپنے کندھوں سے وہ برائی جلدی اتار پھینکو گے جو تم اٹھائے ہوئے ہو گے۔''

آپ رضی اللہ عنہ کا سر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے زانو پر رکھا ہوا تھا قریب ہی ایک تنکا پڑا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو اٹھایا اور فرمایا۔ ''کاش میں تنکا ہوتا۔ کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ کاش میں پیدا ہی نہ کیا جاتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔'' پھر فرمایا۔ ''میرا رخسار زمین پر رکھ دے شاید تیرے بوڑھے باپ پر اللہ مہربان ہو جائے اور وہ رحم کر دے۔'' یہ سن کر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میرے زانو اور زمین میں کوئی فرق ہے؟'' فرمایا ''تیری ماں نہ رہے میرا رخسار زمین پر رکھ دے۔'' آپ رضی اللہ عنہ کا رخسار زمین پر رکھ دیا آپ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پاؤں پھیلا دیئے اور فرمایا ''افسوس ہے مجھ پر اور میری ماں پر اگر اللہ نے مجھے معاف نہ کیا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروقِ اعظم بار بار یہی فقرہ دہراتے رہے تا آنکہ آپ رضی اللہ عنہ دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ ۲۸ر ذی الحجہ کو آپ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تین دن تک آپ رضی اللہ عنہ حیات رہے اور یکم محرم الحرام کو مدفون ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن، مسلمانوں کے محترم معظم غلام یعنی امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں محو استراحت ہیں۔

۲۴ھ ہجری میں شہادت پائی

Marfat.com

فرمان نبوی ﷺ

میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

حق بات میرے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے گی۔

اس امت میں عمر رضی اللہ عنہ محدث ہے۔

فرشتے ان کی زبان میں بات کرتے ہیں۔

آسمان کا ہر فرشتہ عمر رضی اللہ عنہ کی توقیر کرتا ہے۔

زمین کا ہر شیطان ان کے خوف سے لرزتا ہے۔

جس نے عمر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔

جب تک یہ شخص یعنی عمر رضی اللہ عنہ زندہ رہے گا فتنوں کے دروازے بند رہیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم اگر ایک پلڑے میں رکھا جائے اور روئے زمین کے تمام زندہ لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں۔ تو یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں اس شخص سے بری اور بیزار ہوں جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر بدی کے ساتھ کرے۔

Marfat.com

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفۂ راشد تھے جن کا دورِ خلافت خوش حالی، فارغ البالی اور فتوحات کا دور تھا۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ام حکیم بیضاء کے نواسے تھے اس رشتہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھانجے ہوئے۔ امّ حکیم حضرت عبداللہ کی جڑواں بہن تھیں۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بہت بلند اور فضائل سے بھرا ہوا ہے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ رضی اللہ عنہ چوتھے نمبر پر ہیں۔ سیرت و کردار اور اسلامی خدمات میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان کی نیکی اور حسن اخلاق کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو محبوب رکھا، انہیں اپنا مقرب اور معتمد بنا لیا۔ اس کے بعد اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی کر دی جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو دوسری صاحبزادی حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ یہ سعادت کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ جب حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اگر میرے اور لڑکی بھی ہوتی تو میں اس کو بھی بیاہ دیتا۔'' محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جو مرتبہ تھا وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو ان دس صحابہ میں شمار فرمایا جنہیں زندگی ہی میں جنتی ہونے کی بشارت سنائی گئی تھی۔ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ ''ہر نبی کا ایک رفیق ہو گا اور جنت میں میرے رفیق عثمان ہوں گے۔'' دورِ جاہلیت میں چند آدمی تعلیم یافتہ تھے ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اسی لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی بھی تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے دولت کی فراوانی تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

غنی بھی تھے اور سخی بھی۔ جب قریشِ مکہ کے ظلم و ستم حد سے زیادہ بڑھے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''حبشہ کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں ہونے دیتا وہ سچائی کی زمین ہے عدل و انصاف کی جگہ ہے۔'' چنانچہ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ بھی تھیں۔

اسلام کی سربلندی کی خاطر تجارتی خسارے کی بھی پروا نہیں کی جب آنحضرت ﷺ نے اپنے رفیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ یہاں آ کر آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی دولت اسلام کی اشاعت میں صرف ہونے لگی۔ مدینہ میں مسلمانوں کو میٹھے پانی کی بڑی تکلیف تھی مدینہ میں بیئر رومہ کے نام کا ایک کنواں تھا جس کا مالک یہودی تھا وہ مسلمانوں کے ہاتھ پانی فروخت کیا کرتا یہ دیکھ کر سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو بھی بیئر رومہ کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے اس کو جنت میں پانی کا ایک حوض ملے گا۔'' یہ سنتے ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کنواں کو ۳۵ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں عام مزدوروں کی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے بھی کام کیا کچھ عرصہ بعد مسجد نبوی نمازیوں کے لئے ناکافی ہو گئی تو مسجد کے قریب کی جگہ پچیس ہزار درہم میں خرید کر آنحضرت ﷺ کے ایماء پر مسجد میں شامل کر دی۔ ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے سفارت کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔ یہ عمل بذات خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان پر مکمل اعتماد نبوی کی دلیل ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سرورِ کونین ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فوراً ان کا بدلہ لینے کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اس کے علاوہ محسنِ انسانیت ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

نہ قرار دیا اور ان کی طرف سے اپنے سے بیعت لی یہ اتنا بڑا شرف اور امتیاز ہے کہ اس میں کوئی اور شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شریک نہیں ہوسکتا۔ غزوۂ تبوک ایسے وقت میں واقع ہوا جب کہ قحط سالی کے مہیب سائے منڈلا رہے تھے شدید گرمی تھی گویا آسمان سے آگ برس رہی ہے ی بنا پر اس غزوہ کو جیش العسرۃ کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے امداد کی اپیل کی س اپیل پر مردوں کے علاوہ عورتوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کل ثاثہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر کا نصف مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایسے نازک موقع پر تیس ہزار فوج کے ایک تہائی حصے کا نام خرچ برداشت کیا اس کے علاوہ ایک ہزار دینار، ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے بمعہ سازوسامان کے اللہ کی راہ میں ڈھیر کیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فراخ دلانہ خدمت پر فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار پکار اٹھے "آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی عمل پر نقصان نہیں ہوگا۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عہدِ نبوی میں اعلیٰ درجہ کی مشاورتی کونسل کے ایک اہم رکن تھے اس بناء پر کوئی غزوہ ہو یا اور کوئی اہم معاملہ اس میں شریک رہتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ البتہ غزوۂ بدر میں (۱۷ رمضان، ۲ ہجری) اپنی شریک حیات حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر وہ اپنی اہلیہ کی دیکھ بھال اور علاج کی خاطر مدینہ میں رک گئے۔ لیکن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا صحت یاب نہ ہوسکیں اور ٹھیک اسی وقت حضرت حارث رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کی فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ میں داخل ہوئے اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ کی تدفین میں مصروف تھے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں شرکت نہیں کی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی مالِ غنیمت میں سے مجاہدین کے ساتھ حصہ دیا۔

Marfat.com

جب ختم الرسل ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلافت کے زیر بار آئے تو اس وقت بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجلس مشاورت کے ایک اہم رکن رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ تمام معاملات میں برابر شریک رہتے۔ جان و مال سے مدد کرتے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلافت کے بار گراں کو اٹھانے پر مامور کیے گئے اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کی مشاورتی کونسل کے رکن رہے جنگی امور ہوں یا سیاسی، ملکی معاملات ہوں یا غیر ملکی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہمیشہ شریک رہتے حضرت عمر فاروق عادل رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ کے مشورے کے بعد خلافت کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی۔ بیعت مکمل ہو جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا حمد و ثنا کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"لوگو! تم ایک عارضی مقام پر کھڑے ہوئے ہو اور زندگی کی بقیہ منزلیں طے کر رہے ہو اس لئے جتنے خیر کے کام کر سکتے ہو انہیں انجام دے کر موت کی طرف بڑھو تم دنیا میں آئے اور یہاں کے صبح و شام دیکھ چکے ہو یاد رکھو! فریب دینا دنیا کی سرشت میں ہے ہشیار رہو کہ زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریبی شیطان تمہیں دھوکہ دے۔ جو لوگ مر گئے ان سے عبرت حاصل کرو۔ خیر کے کاموں میں لگے رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے غفلت نہیں کرتا۔ کہاں ہیں وہ دنیا والے جنہوں نے دنیا کو پسند کیا، آباد کیا اس سے مدتوں فائدہ اٹھایا۔ اس نے انہیں اٹھا کر پھینک نہیں دیا۔ اس دنیا کو اسی طرح چھوڑ دو جس طرح اللہ نے اس کی نسبت فرمایا اور آخرت کے طلب گار بن جاؤ غور کرو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مثال کس طرح فرمائی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اے پیغمبر علیہ السلام! ان لوگوں سے ایک مثال یہ بھی بیان کر دو کہ دنیا کی زندگی کی مثال پانی کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے برسایا تو زمین کی روئیدگی پانی کے ساتھ مل گئی یعنی اس نے پانی کو جذب کر لیا اور خوب پھلی پھولی پھر آخر کار بھوسا ہو کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے اڑائے پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے پیغمبر علیہ السلام! مال اور اولاد دنیا کی زندگی کے چند روزہ بناؤ سنگھار ہیں اور نیک اعمال (جن کا اثر دیرپا) تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور توقع آئندہ کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔''

(سورۂ کہف : ۱۸ ـ ۱۷)

اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حکّام وقت، محصلین زکوٰۃ، خراج وصول کرنے والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ حق ہی قبول کرتا ہے۔ اپنا حق لو اور دوسروں کا حق دو۔ امانت، امانت ہے۔ اس کی پاسداری ضروری ہے اور تم امانت میں خیانت کر کے پہلے خائن نہ بن جاؤ ورنہ تم اپنے بعد والے خائنوں کے ساتھ شریکِ گناہ رہو گے۔ وفا کرو۔ یتیم پر ظلم نہ کرو۔ اس شخص پر کسی طرح کا ظلم نہ کرو جس کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے۔ یاد رکھو جو ان کے ساتھ ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے خود بھی نیکی کرو اور دوسروں کو بھی نیکی کی ترغیب دو۔ ذمّیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''

Marfat.com

مسجد نبوی سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ صفیں درست ہوئیں اور نئے امام یعنی امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔

عہد فاروقی میں جو شہر مکمل طور پر فتح نہیں ہوئے تھے امیر المومنین حضرت عثمانؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ لشکر ترتیب دیئے اور روانہ کئے۔ اسلامی لشکر نے ان شہروں کو مکمل طور پر فتح کیا اسلامی پرچم لہرایا، توحید کا جھنڈا بلند کیا ہر طرف سے ''اللہ اکبر'' کی صدائیں گونجنے لگیں۔ آرمینیہ، افریقہ، قبرص، طبرستان اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔ فارس میں شرپسندوں نے سر اٹھایا تو غازیانِ اسلام نے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کچل کر رکھ دیا اور اپنا اقتدار اس انداز سے مضبوط کیا کہ وہ دوبارہ سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکیں۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ نے ایک لشکر حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کی سرکردگی میں بلادِ نوبیہ کی طرف روانہ کیا جب یہ لشکر دنقلہ پہنچا تو دشمن نے اچانک اس پر حملہ کر دیا۔ سخت معرکے کے بعد اللہ نے غازیانِ اسلام کو فتح دی ادھر رومیوں نے اسکندریہ کے قریب بحری جنگ چھیڑ دی رومی فوج کا سپہ سالار ہرقل کا بیٹا قسطنطین تھا اور اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت عبداللہؓ بن سعد تھے۔ رومیوں نے اس جنگ میں تقریباً ایک ہزار بڑی اور اونچی کشتیاں استعمال کیں اور مسلمانوں کے پاس صرف دو سو کشتیاں تھیں گھمسان کی جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دشمن کو ذلت آمیز شکست۔ اس طرح عہد عثمانی میں مسلمانوں کو بحر و بر پر مکمل غلبہ ہو گیا۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے بے شمار کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کو اختلاف و تحریف سے محفوظ کرنا اور ایک قرأت پر امّت مسلمہ کو جمع کرنا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔ آرمینیہ اور آذربائیجان کی مہم میں شام، مصر اور عراق وغیرہ کی فوجیں تھیں جن میں زیادہ تر نومسلم اور عجمی تھے جن کی مادری زبان عربی نہ تھی۔ حضرت

Marfat.com

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اس فوج کے سپہ سالار تھے انہوں نے دیکھا کہ اختلافِ قرأت بہت زیادہ ہے ہر ایک اپنے ملک کی قرأت کو درست سمجھتا ہے۔ جب وہ فتح یاب ہو کر واپس آئے تو انہوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تفصیل سے حالات بتائے اور گذارش کی کہ اگر اس طرف جلد توجہ نہیں کی تو مسلمان، عیسائیوں اور رومیوں کی طرح خدا کی کتاب میں بھی شدید اختلاف پیدا کر لیں گے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں اتر گئی۔ اور انہوں نے امّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے عہد صدیقی کا مرتب اور مدوّن کیا ہوا نسخہ منگوایا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے اِملا کرا کے تمام ملک میں اس کی اشاعت کی اور ان تمام مختلف مصاحف کو جنہوں نے خود اِملا سے لکھا تھا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ان اختلافات کو رفع کرنے کی اگر اس وقت کوشش نہ کی جاتی تو آج قرآن بھی انجیل، توریت اور زبور کی طرح ہوتا اس طرح جامع القرآن ہونے کا شرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھا تھا۔

اور یہ اسلام کی اتنی بڑی اور اہم خدمت ہے جس کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ قرأتِ قرآن اور تجوید کے بھی ماہر تھے۔ فقہ میں ملکہ حاصل تھا اس وجہ سے ان کا شمار فقیہہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ہوتا ہے عہد صدیقی، عہد فاروقی میں مجلسِ افتاء اور شوریٰ کے رکن رہے۔

احترام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں پیش نظر رکھتے تھے خود بھی اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی تلقین کیا کرتے تھے۔ تقویٰ اور طہارت آپ رضی اللہ عنہ کا ذاتی وصف تھا آپ رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا وصف ''حیا'' تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی شرمیلے، بے حد رحم دل، کم سخن، حلیم و متین تھے۔ نیکی سے محبت اور منکرات سے نفرت کرتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت خلافت کے امور میں

Marfat.com

مصروف رہتے جس کی وجہ سے کاروبار کی نگرانی نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ بیت المال سے تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ گویا آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح اعزازی طور پر مسلمانوں کی خدمت کی۔

ایمان لانے کے بعد ہر جمعے کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات فضائل اور اخلاق کا پیکر تھی۔ آپ ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں کہ ''حیا'' کا وصف بہت زیادہ تھا۔ خاتم المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازراہِ بے تکلفی اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زانوئے مبارک کھلا ہوا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانوئے مبارک ڈھانپ لیا۔ حاضرین نے اس کی وجہ معلوم کی تو ارشاد فرمایا۔ ''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''میری امت میں حیا میں سب سے زیادہ سچا عثمان ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ سلیم الفطرت تھے آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ''عہد جاہلیت میں بھی نہ کبھی شراب پی، نہ راگ و رنگ کی محفل میں شریک ہوا اور نہ کبھی زنا کا ارتکاب کیا۔''

ہر وقت مصروف رہنے کے باوجود کثرت سے عبادت کرتے تھے۔ صائم الدہر اور قائم الیل تھے۔ نماز انتہائی خضوع و خشوع سے پڑھتے اس درجہ محویت ہوتی کہ گردو پیش کی خبر نہ ہوتی تھی۔ نائبِ رسول کا سب سے اہم فرض دین کی خدمت اور اس کی اشاعت و تبلیغ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس خدمت کے لئے تیار رہتے جہاد میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے ان کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے اور دین مبین کی طرف آنے کی دعوت دیتے تھے۔

Marfat.com

تمام اسلامی مملکت جس میں شام، عراق، ایران اور افریقہ شامل تھے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت اور امارت کے ماتحت تھی۔ اللہ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی۔ اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے راضی۔ اس مرتبے اور منصب کے باوجود خوفِ خداوندی اور خوفِ آخرت ہمیشہ دامن گیر رہتا۔ جب کبھی سامنے سے جنازہ گزرتا تو کھڑے ہو جاتے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ قبرستان سے گذرتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی۔ لوگ کہتے کہ ''جنت اور دوزخ کے تذکروں سے آپ رضی اللہ عنہ پر اتنی رقت طاری نہیں ہوتی آخر قبروں میں کیا خاص بات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بے قرار ہو جاتے ہیں۔'' فرمایا ''میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اگر یہ منزل آسانی سے طے ہو گئی تو پھر تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر اس میں دشواری پیش آئی تو تمام مرحلے دشوار ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قبر سے زیادہ اور مصیبت والا منظر میں نے کوئی نہیں دیکھا۔''

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں کئی عوامل کارفرما تھے جن میں اہم ترین کردار عبداللہ ابن سبا کا تھا۔ یہ یہودی یمن کا رہنے والا تھا توریت اور انجیل کا بہت بڑا عالم تھا انتہا سے زیادہ چرب زبان، اس کی ماں حبشن اور باپ عربی تھا اس کے ساتھیوں میں محمد بن ابو بکر، کعب بن الحبکب، ابوفردہ، محمد بن الحذیفہ، مالک بن الحارث، مالک بن الاشترنخعی، جندب بن کعب ازدی، عمیر بن انصابی، کمیل بن زیاد نخعی اور خوارج یہ تمام کردار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں برابر کے شریک تھے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنی مدد کے لئے مسلمانوں کو ہتھیار اٹھانے کے لئے منع کر دیا تھا اور فرمایا! میرا سب سے بڑا معاون اور مددگار وہ شخص ہو گا جو اپنا ہاتھ اور ہتھیار روکے رکھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قاصد کے ذریعے مدد کرنے کا پیغام بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ نے منع

Marfat.com

کر دیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مدد کے لئے کہا تو فرمایا ''میں مقابلہ نہیں کروں گا کیونکہ میں اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پہلا خلیفہ بننا پسند نہیں کر سکتا جس کے ہاتھوں امت میں خونریزی کا آغاز ہو۔''

ایک اور روایت ہے کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تو بعض مخلص ساتھیوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے بہت اصرار کے ساتھ دریافت کیا کہ ''آپ رضی اللہ عنہ باغیوں سے کیوں نہیں لڑتے؟'' یہ سن کر فرمایا۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا اور میں اس عہد پر بڑی سختی کے ساتھ اس وقت تک قائم رہوں گا جب تک میری گردن میرے جسم سے علیحدہ نہ کر دی جائے۔'' اس کے بعد مزید فرمایا ''اگر یہ باغی مجھے قتل کر دیں گے تو پھر مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر ایک امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکیں گے۔ اور ایک سردار کے ماتحت ہو کر جہاد نہیں کر سکیں گے۔''

ماخوذ: ہدیٰ ڈائجسٹ صفحہ نمبر ۷۸

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ پیش گوئی شہید ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ شرپسندوں نے کاشانۂ عثمانی کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم شرپسندوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن شرپسند کسی کی بات سننے کو تیار نہیں تھے ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ ''عثمان رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔'' خطرے کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لئے بھیج دیا اور نصیحت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کسی بھی قسم کا نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ محاصرہ طول پکڑتا جا رہا تھا۔ بھوک اور پیاس کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے کھانے پینے کا سامان آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچانے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی کیونکہ محاصرہ سخت

Marfat.com

تھا۔ شرپسندوں نے گھر میں داخل ہونے کی بہت کوشش کی لیکن حضرت حسینؓ اور دوسرے صحابہؓ کے فرزندوں نے مزاحمت کی تو دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا آخرکار دشمن مکان کے عقبی حصہ کی طرف سے دیوار پھلانگ کر آپؓ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور آپؓ کو شہید کر دیا جس وقت آپؓ کو شہید کیا تو اس وقت آپؓ قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے۔

خون کے قطرے اس آیت پر گرے۔

"عنقریب تمہاری طرف سے اللہ ان سے نمٹ لے گا اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔"

حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ کوٹھے پر چڑھیں اور پکارا۔ "لوگو! تمہارے امیر کو قتل کر دیا۔" یہ سن کر صحابہ کرامؓ دوڑ پڑے اندر جا کر دیکھا تو امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ خون میں لت پت پڑے ہوئے تھے۔ مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کی منظر کشی جس دل گداز انداز میں کی ہے ذرا دل تھام کر پڑھیے۔

> رسول اللہ ﷺ کے تیسرے جانشین کا یہ گھر ہے جہاں دونوں جہاں کے ہادی ﷺ کی دو صاحبزادیاں صاحبِ خانہ بن کر آئی تھیں۔ یہ جھونپڑا اس خلیفہ کا ہے جو روم، ایران، عراق، مصر اور ہندوستان تک حکمرانی کرتا تھا۔ اس چھوٹے سے مکان میں دنیا کے بڑے بڑے تاجداروں کی قسمت کے فیصلے ہوتے یہ عثمانؓ بن عفان کی زخموں سے چور لاش ہے۔ یہ رسولِ خدا ﷺ کے داماد کا جنازہ ہے۔ یہاں قرآن کا جمع کرنے والا حیا و ایمان کا پتلا ستم کی تلواروں سے

Marfat.com

کٹ کر گرا ہے دیکھنا کیسی حسرت برستی ہے خون میں لتھڑی ہوئی صورت زبانِ حال سے کچھ کہتی ہے۔ ستم گروں کا دل بوڑھے امیر المومنین کو قتل کر کے بھی ٹھنڈا نہ ہوا دل لرزانے کی بات ہے امیر المومنین جانشین رسول اللہ ﷺ کا جنازہ تین دن تک بے گور وکفن پڑا رہا۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوشش سے چار آدمیوں نے امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا اور قبرستان لے کر چلے عبرت کا مقام ہے جو خلیفہ دُنیا کے بڑے حصّے کا مالک ہو اس کی میت کے ساتھ چار آدمی سے زیادہ نہ تھے اور اس پر بلوائیوں کا یہ حال تھا کہ جنازے پر پتھر مار رہے تھے اور بے چارے جنازہ اٹھانے والے بھاگا بھاگ جا رہے تھے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی میت کو جنت البقیع میں لے گئے تو بلوائیوں نے سخت یورش کی اور کہا کہ ''ہم مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن نہ ہونے دیں گے'' آخر مجبور ہو کر یہودیوں کے قبرستان میں جو بقیع کے برابر میں تھا اس حامیٔ اسلام اور مسلمان خلیفہ کو دفن کیا گیا۔

ماخوذ: محرم نامہ صفحہ نمبر ۵۴۔۵۳

۴۹ دن تک شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیئے رکھا اور یہ طویل عرصہ آپ رضی اللہ عنہ نے بھوک اور پیاس میں گذارے۔ حیرت اور سخت حیرت کا مقام ہے کہ آج تک کسی مسلمان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بھوک اور پیاس یاد نہیں آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت گیارہ برس گیارہ مہینہ اور اٹھارہ دن رہی۔

۱۸/ ذوالحجہ بروز جمعہ بوقت عصر ۳۵ھ ہجری میں شہادت پائی۔

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فریضۂ حج ادا کر کے واپس تشریف لا رہی تھیں کہ

Marfat.com

راستہ ہی میں آپؓ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کی اطلاع ملی۔ یہ المناک خبر سنتے ہی آپؓ کا دل بھر آیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے آپؓ نے رندھی ہوئی آواز میں فرمایا ''ظالموں نے عثمانؓ کو قتل کیا اللہ کی قسم! وہ ان میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، ان سب سے زیادہ پرہیزگار، خدا ترس تھے۔ پھر وہ تو ان دس صحابہؓ میں سے تھے جنہیں زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔''

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا

''اللہ تعالیٰ! ابوعمر پر رحم فرمائے قسم بخدا وہ سب سے زیادہ کریم اور نیکیوں میں سب سے بہتر تھے۔ شب بیدار اور سحر خیز تھے۔ دوزخ کے ذکر پر بہت روتے تھے۔ ہر نیکی میں سبقت اور عطا و بخشش میں سب سے آگے تھے۔ بڑے باحیا، باوفا اور غیور تھے۔ جو ان پر لعنت کرے اس پر قیامت تک لعنت کرنے والوں کی لعنت پڑتی رہے۔''

حضرت حذیفہ بن یمانیؓ نے فرمایا

''اب اسلام میں اتنا بڑا شگاف پیدا ہو گیا ہے کہ پہاڑ بھی اسے بند نہیں کرسکتا۔''

ثمامہ بن عدیؓ نے فرمایا

''امت محمّدیہ سے خلافت و نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب ملوکیت اور زبردستی کا دور دورہ ہوگا جو شخص جس چیز پر غالب آئے گا اسے ہڑپ کر لے گا۔''

Marfat.com

حضرت علی ابو تراب رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ، کنیت ابو الحسن اور لقب ابو تراب اور اسد اللہ تھا یہ دونوں لقب آپ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت سے عطا ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا اصل نام عبد مناف اور کنیت ابو طالب تھی۔ آپ کی یہی کنیت تاریخ کا حصہ بن گئی۔ آپ کثیر العیال تھے آمدنی کم ہونے کی وجہ سے گذر اوقات مشکل سے ہوتی تھی ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا جس کی وجہ سے آپ کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محترم چچا ابو طالب کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ”کیوں نہ چچا ابو طالب کے بعض بچوں کی کفالت کر کے ان کی معاشی پریشانی کم کی جائے۔“ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور اپنا مدعا بیان کیا حضرت ابو طالب نے بخوشی یہ اعانت قبول کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کاشانۂ نبوی میں نشوونما پائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی میں پروان چڑھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے آسودگی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت وشفقت سے بہرہ مند رہے۔

جب اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو عورتوں میں سب سے پہلے امّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ مردوں میں امام المجاہدین، رفیق غار، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسے نورانی ماحول میں پرورش پائی جہاں عنایت ربّانی کا فیض ہوتا تھا۔ جہاں سے اس مبارک دعوت کی خوشبوئیں پھوٹا کرتی تھیں اور ہدایتِ محمّدی کا نور ضوفگن ہوتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پرہیز گاری، خدا ترسی اور تقویٰ کے ماحول میں تربیت پائی اور رنج وغم، راحت، فراخی، تنگدستی اور خوشی وغم میں

Marfat.com

آپ ﷺ کے شریک رہے۔

جب سردارانِ قریش نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو اس سازش سے آگاہ کر دیا۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ''آج رات تم میرے بستر پر آرام سے سو جاؤ'' اس کے علاوہ اہل قریش کی جو امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں وہ بھی ان کو دیں اور فرمایا ''صبح کو یہ امانتیں لوٹا دینا۔'' اس کے بعد محسن انسانیت ﷺ اپنے معتمد ساتھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سرورِ کونین ﷺ کے حکم کو دل و جان سے قبول کیا یعنی اپنی جان آنحضرت ﷺ پر قربان کر دی اس طرح آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایثار اور جانبازی کی بہترین مثال قائم کر دی۔ جب ساقی کوثر ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بخیریت تمام مدینہ منورہ پہنچ گئے تو اس کے بعد دیگر مسلمان بھی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے لگے ہجرت کرنے والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انسان کامل ﷺ نے مہاجروں اور انصار میں بھائی چارہ قائم فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''تم میرے بھائی ہو۔''

سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کی محبت میں سر تا پا غرق۔ اسی والہانہ محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی پیاری خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور پانچ سو درہم کا مہر مقرر ہوا۔

حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شرکت کی اور شاندار جنگی و عسکری خدمات انجام دیں۔ غزوہ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہ اس لئے شریک نہیں ہو سکے کہ

Marfat.com

آنحضرت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت نبوی کی حفاظت کے لئے مدینے میں چھوڑ دیا تھا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آپ ﷺ مجھ کو عورتوں اور بچوں کی نگرانی کے لئے چھوڑے جاتے ہیں۔" یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام تھے تمہارا درجہ بھی میرے ساتھ یہی ہے اگرچہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں بے مثل بہادرانہ خدمات انجام دیں اور تمام مواقع پر قابل قدر کام کئے غزوۂ بدر میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ ہی حملہ آور ہوئے اور مدِّ مقابل مشرک کو ایک ہی وار میں قتل کیا۔ غزوۂ احد اور غزوۂ حنین میں آپ رضی اللہ عنہ کا درجہ اس لئے سب سے بڑھا ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان خطرناک غزوات میں اس قدر استقلال و استقامت کا ثبوت دیا تھا کہ یہ اپنی جگہ سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے۔ غزوۂ خیبر میں آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو کسی عام آدمی کے بس کا روگ نہیں تھا۔ غزوۂ خیبر کا واقعہ کچھ اس طرح سے ہے کہ قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے کئی روز ہو چکے تھے لیکن وہ فتح نہیں ہو پا رہا تھا تو ایک رات آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "کل میں اس شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہوگا اور خدا اور رسول ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہوں گے۔" اس مقدس ارشاد کو سن کر رات بھر مسلمان جاگتے رہے اور سب ہی یہ آرزو کرتے رہے کہ کاش آنحضرت ﷺ مجھ کو جھنڈا مرحمت فرمائیں۔ آرزو کرنے والوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ "آج سے پہلے میں نے کبھی اس طرح کی آرزو نہیں کی۔" صبح ہوئی تو نبوّت کی پرجلال آواز گونجی۔ "علی کہاں ہیں؟" عرض کی "علی رضی اللہ عنہ تو آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں۔" آنحضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور بیماری ختم ہو گئی اس کے بعد علم آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس مضبوط قلعے کو بہت جلد بڑی

Marfat.com

بہادری سے فتح کر لیا۔

اس طرح فاتح خیبر کہلائے اور بارگاہِ رسالت ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ کا خطاب عطا ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اسی طرح جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ معاہدے کے لئے بیت المقدس تشریف لے گئے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام خلیفہ مقرر کیا۔

جب آفتابِ ہدایت ﷺ غروب ہو گیا اور مسلمانوں نے متفقہ طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر چنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بلند مرتبہ اور صائب الرائے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان سے تمام معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت میں کمی نہیں ہوئی بلکہ ان کی شہرت اور بڑھ گئی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضاۃ کا عہدہ بھی ان کے سپرد کر دیا اور اپنا مشیر بھی بنایا ہر اہم کام آپ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے سرانجام پاتا جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہادت کے درجے پر فائز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اصحاب الرائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے کے بعد مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی بیعت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا مشیر بنایا اور ہر معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ کو اوّلین درجہ دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے چار دن بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو تراب نے خلافت کا استقبال ایسی حالت میں کیا کہ مدینہ منورہ پر عملاً باغیوں کا قبضہ تھا۔ قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ دندناتے پھر رہے تھے۔ نبی محترم ﷺ کے شہر کی حرمت پامال ہو رہی تھی اہل مدینہ رنجور، مغموم اور خوف زدہ تھے۔

Marfat.com

قاتلانِ عثمان نے حُبِّ علی رضی اللہ عنہ کا لبادہ اوڑھ لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے معاون و مددگار بن گئے۔ چند روز کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ نے اعلان کیا کہ "جو لوگ کوفہ، بصرہ اور مصر سے آئے ہیں وہ واپس چلے جائیں۔" لیکن عبداللہ ابن سبا، مالک الاشتر، حکیم بن جبلہ اور ان کے ساتھیوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا حالانکہ یہ خود کو محبان علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر تاجِ خلافت رکھا اور سب سے پہلے ان ہی لوگوں نے بیعت کی اور اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے سرتابی کر رہے تھے۔ یہ شگون حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے نیک ثابت نہیں ہوا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ دارالخلافہ مدینہ منورہ سے کوفہ لے آئے یہ شہر تو پہلے ہی سازشی عناصر کا مرکز تھا جس کی ایک شاخ بصرہ اور دوسری مصر میں تھی یہاں آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی مشکلات اور پریشانیوں میں اضافہ ہوتا ہی چلا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت اور بلند ہمتی سے بہت کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن افسوس صد افسوس ان کے ساتھی آپ رضی اللہ عنہ کے منصوبوں کو ناکام بناتے رہے ظالموں نے آپ رضی اللہ عنہ کا ذہنی سکون برباد کر کے رکھ دیا دل رنج و غم سے بھر دیا اہل کوفہ کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے دل ہلا دینے والا خطبہ دیا۔

ڈاکٹر طہٰ حسین المصری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ علامہ بلاذری کے حوالے سے اپنی شہرہ آفاق کتاب "علی رضی اللہ عنہ" میں قلم بند کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> امّا بعد! جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس نے بیزار ہو کر اس کو چھوڑ دیا اللہ اس کو حقیروں کے ساتھ ذلّت اور خواری کے عذاب میں مبتلا کرے گا میں نے تم کو ان لوگوں سے لڑنے کی دن رات دعوت دی مخفی طور پر کہا اور اعلانیہ کہا کہ ان کے حملہ کرنے سے پہلے تم مقابلے میں آ جاؤ خدا کی قسم!

Marfat.com

جس کے قبضے میں میری جان ہے جس قوم کے گھر پر حریف چڑھ کر لڑنے آئے وہ ذلیل ہو گی تم سب نے ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دیا تم پر میری بات گراں گذری تم نے اس کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ تم لوٹے جا رہے ہو دشمن کے سوار انبار تک گھس آئے اور حسّان بن حسّان اور بہت سی عورتوں اور مردوں کو قتل کر دیا اور ان کے پازیب تک اتار لیتے ہیں اور کافی مال و متاع لے کر واپس جاتے ہیں اور ان میں سے کسی کو معمولی زخم تک نہیں آتے اور اگر ان کے پیچھے کسی مسلمان کی جان چلی جائے تو میرے نزدیک ملامت کی بات نہیں بلکہ ایسا ہی ہونا چاہئے حیرت اور سخت حیرت اور دلوں کو مردہ دماغوں کو حیران اور غموں کو بڑھانے والی بات ہے کہ وہ اپنے باطل پر اس قدر متحد اور جمے ہوئے ہیں اور تم حق پر ہو کر بھی ناکام و نامراد ہو۔ حالت یہ ہے کہ تم تیر نہیں چلاتے بلکہ دوسروں کے تیروں کا نشانہ بنتے ہو تم حملہ آور نہیں ہوتے دوسرے تم پر حملہ کرتے ہیں تم پر دست درازی کر کے اللہ کی معصیت کی جاتی ہے اور تم گوارا کرتے ہو۔

جب میں نے تم سے موسم سرما میں کہا کہ ان پر حملہ کر دو تو تم نے کہا یہ سردیوں کے دن ہیں اور جب میں نے گرمیوں میں کہا کہ ان سے لڑو تو تم نے جواب دیا کہ ابھی شدت کی گرمی ہے گرمیوں کے دن جانے دیجئے۔ تو جب تم سردی اور گرمی سے بھاگتے ہو تو بخدا! تلواروں کے سامنے تمہاری گرد بھی نہیں ہو گی۔ اے مرد نما لوگو! اے خواب کے بندو! اے پردہ نشینوں کی عقلو! خدا کی قسم! تم نے اپنی نافرمانی سے میری تدبیریں غلط کر دیں اور مجھے غصّے سے بھر دیا اتنا کہ

Marfat.com

قریش نے میرے متعلق کہا کہ ابو طالب کا لڑکا بہادر ضرور ہے لیکن لڑائی میں صاحبِ تدبیر نہیں۔ ان نکتہ چینوں کے کیا کہنے مجھ سے زیادہ لڑائی کا ماہر اور مردِ میدان کون ہو گا بخدا میری عمر ابھی بیس سال کی بھی نہ تھی کہ میدانِ جنگ میں کود پڑا اور آج ساٹھ سال سے آگے ہوں لیکن جس کا حکم نہیں چلتا اس کی رہنمائی کیا۔''

''علی'' صفحہ نمبر ۶۹۔۶۸۔۶۷

اہل کوفہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی لیکن خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اس کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ نے متعدد مرتبہ اہل کوفہ سے خطاب کیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو مایوسی ہوئی۔ بدعہدی، فریب، نافرمانی اہل کوفہ کی سرشت میں شامل تھا۔ قوم کی مسلسل نافرمانی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ شدتِ غم سے گھبرا اٹھتے اور فرماتے۔ ''ظالمو! تم نے میرے قلب کو رنج و غم سے بھر دیا کاش میں تمہاری صورت نہ دیکھتا۔'' اور کبھی ربّ کائنات سے دلسوزی کے ساتھ فریاد کرتے ''اے اللہ! تو ان سے اچھی قوم مجھے اور اس نافرمان قوم کو مجھ سے بدتر حاکم دے۔'' اور کبھی قاتل کی تمنا کرتے اور فرماتے ''کم بخت نے کیوں دیر لگا رکھی ہے۔'' اور کبھی یوں فرماتے ''بد بخت کو کس نے روک رکھا ہے۔'' پھر اپنے قتل کے بارے میں عربی شاعر کے یہ اشعار پڑھتے

موت کے استقبال کی تیاری کر لو
وہ تم تک پہنچنے والی ہے
موت سے نہ گھبراؤ جب اس نے
تمہارے صحن میں قدم رکھ دیا ہے

Marfat.com

وضو کرتے وقت بسا اوقات اپنی داڑھی اور پیشانی کی طرف اشارہ کر کے فرماتے۔ ''واللہ! یہ ضرور رنگین ہو گی۔'' سرورِ کونین ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''ابوتراب'' کا لقب عطا کیا تھا اور خاکساری نے ان کو اس لقب کا صحیح مصداق بنا دیا تھا ہر شخص آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت اور اطاعت کو اپنا فرض سمجھتا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ خود بازار سے سودا سلف خرید کر لاتے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے بازار سے کھجوریں خریدیں اور خود اٹھا کر چلنے لگے تو ایک شخص نے عرض کی۔ ''یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! میں پہنچا دوں؟'' فرمایا ''بچوں کا باپ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ ایسے دکاندار کو تلاش کرتے جو آپ رضی اللہ عنہ کو پہچانتا نہ ہو اس سے سودا خریدتے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ پسند نہ تھا کہ کوئی دکاندار امیر المومنین جان کر سودے میں رعایت کرے۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اپنے لئے کبھی پختہ مکان نہیں بنایا۔ لباس نہایت سادہ پہنتے تھے ایک شخص نے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک پھٹی پرانی قمیض ہے جب آستین کھینچی جاتی تو ناخن تک پہنچ جاتی ہے اور جب چھوڑی جاتی ہے تو سکڑ کر نصف کلائی تک آ جاتی اسی حالت میں امور خلافت انجام دیتے تھے اور اسی حالت میں بازار کا گشت کیا کرتے تھے لوگوں کو اللہ سے ڈراتے ان کو یومِ حساب اور قیامت کی یاد دلاتے۔ خرید و فروخت کے موقع پر ان کی نگرانی کرتے اور بلند آواز میں فرماتے۔ ''خدا سے ڈرو، ناپ تول پورا کرو۔ گوشت پُھلا کر نہ رکھو۔'' اگر لین دین میں یا گفتگو میں کسی کو ٹیڑھا پاتے تو سخت لہجہ اختیار کرتے اور کبھی درّے سے ٹھیک کرتے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ گاڑھے کا تہبند باندھے اور گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوئے بازاروں میں گشت کیا کرتے۔ لیکن بعض اوقات یہ سادہ لباس بھی بمشکل ہوتا۔ ایک دن منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ ''میری تلوار کون خریدے گا؟'' حاضرین نے وجہ دریافت کی۔ فرمایا ''اگر میرے پاس تہبند کی رقم ہوتی تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔'' ایک شخص نے اٹھ کر عرض کی ''یا امیر المومنین! ہم آپ رضی اللہ عنہ کو تہبند کی قیمت

Marfat.com

دیتے ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی پیشکش منظور فرمائی۔

سابق خلفاء رضی اللہ عنہم کی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا فرض سمجھا کہ نماز میں لوگوں کی امامت کریں لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں۔ دین کی باتیں سمجھائیں اور بتائیں کہ اللہ کو مسلمانوں کی کون سی بات پسند ہے اور کون سی بات اللہ کو ناپسند ہے اور اللہ خود ان سے کیا چاہتا ہے۔ کبھی منبر پر بیٹھ کر اور کبھی کھڑے ہو کر وعظ کرتے لوگوں کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتے ان کی خیریت معلوم کرتے جو آدمی اپنے دین یا دنیا سے متعلق کوئی ضروری بات معلوم کرتا اس کو بتاتے پھر گفتگو اور وعظ ہی کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے بلکہ ان میں اپنی سیرت اپنا کردار پیش کر کے انہیں تعلیم دیتے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے امام تھے اور ان کے لئے نمونہ اور رہنما بھی۔

آپ رضی اللہ عنہ حسب معمول فقراء اور مساکین کو رات کا کھانا کھلاتے ضرورت مندوں اور مستحقین کو تلاش کر کے اس کو سوال سے بے نیاز کر دیتے۔ جب رات ہوتی تو حسبِ معمول عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ تہجد کی نماز ادا کرتے اور رات زیادہ ہو جانے پر آرام فرماتے پھر صبح اندھیرے ہی مسجد میں آ جاتے اور بار بار فرماتے۔ نماز، نماز اللہ کے بندو نماز۔ گویا مسجد میں سونے والوں کو بھی بیدار کرتے۔

جس طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مال کے امین تھے اور کڑی نظر رکھتے تھے اسی طرح امیر المومنین حضرت علی ابو تراب رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کے مال کے امین تھے اور کڑی نظر رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ اصفہان سے بہت زیادہ مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سامان کی گنتی کرنے کے بعد چند لوگوں کو اس کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور دوبارہ سامان کی گنتی کی تو اس میں دو مٹکے کم تھے ایک شہد کا اور دوسرا گھی کا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہرہ دینے والوں سے معلوم کیا لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ سخت لہجہ میں

Marfat.com

معلوم کیا تو عرض کی ''اس کی حقیقت نہ پوچھئے ہم دونوں مٹکے لائے دیتے ہیں۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ کو جلال آ گیا اور فرمایا ''تم کو اس کی حقیقت بتانی ہو گی۔'' عرض کیا ''ہم نے دونوں مٹکے حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیئے ہیں۔'' ''کس کے حکم سے۔'' لیکن پہرے دار خاموش رہے آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں مٹکے واپس منگوائے اس میں جو کچھ صرف ہو چکا تھا اس کی قیمت تین درہم ہوتی تھی چنانچہ حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے یہاں سے تین درہم منگوائے اور اس کے بعد تمام سامان مسلمانوں میں تقسیم کر کے بیت المال میں جھاڑو دی پھر شکرانے کی نماز پڑھی تا کہ قیامت کے دن لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی دیانت کی شہادت دیں۔

ضرار اسدی روایت کرتے ہیں کہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا اور تارے ڈوبتے ہوئے ہوتے تو امیر المومنین اٹھتے اور اپنی داڑھی پکڑ کر اس طرح بے چینی کا اظہار کرتے جیسے انہیں سانپ نے ڈس لیا ہو گریہ و زاری کرتے اور انتہائی دلسوزی کے ساتھ کہتے۔ ''اے دنیا! مجھے دھوکہ نہ دے دوسروں کو دے میں تجھ کو تین طلاقیں دے چکا ہوں جنہیں میں کبھی واپس نہیں لوں گا۔ اے دیا! تیری عمر بہت کم ہے اور تیرے پیچھے پڑنا بہت ہی چھوٹی بات ہے۔ آہ! توشہ کم ہے اور ایک طویل سفر درکار ہے۔''

ایک مرتبہ کسی رئیس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دو خوبصورت چادریں بطور تحفہ دیں آپ رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے چادروں پر نظر پڑی تو دریافت کیا ''یہ چادریں کہاں سے آئیں؟'' حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں چادریں لے کر بیت المال میں جمع کرا دیں اس کے بعد خطبہ دینا شروع کیا۔

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرشِ خاکی پر محوِ استراحت تھے جو چادر آپ رضی اللہ عنہ اوڑھے ہوئے تھے وہ جسم سے ہٹ گئی تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرشِ خاکی پر سو رہے ہیں اور بدن پر مٹی لگی ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کے بدن سے مٹی صاف کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے "ابو تراب اٹھو، ابو تراب اٹھو"۔ حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ لقب بہت پسند آیا اور اس کو اپنا لیا جب کوئی شخص آپ رضی اللہ عنہ کو ابو تراب کہہ کر مخاطب کرتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرطِ مسرت سے جھوم اٹھتے۔

ایک مرتبہ ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کا میں دوست ہوں اس کے علی رضی اللہ عنہ بھی دوست ہیں۔" پھر فرمایا "الٰہی جو شخص علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔" ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ۔" ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ "علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ سنّت کا اب کوئی واقف نہیں رہا۔"

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں تھے تو ایک روز قیس بن عبادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "یا امیر المومنین! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے لہٰذا ہم آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنے آئے ہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟" یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "یہ بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ نہیں فرمایا۔" اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو ایک دن مؤذن نے حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے واسطے پکارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے جاؤ میری جگہ نماز پڑھائیں گے لیکن امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادے سے باز رکھنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصّہ اور خفگی کی حالت میں فرمایا! تم حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی عورت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھائیں گے۔ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے اپنی

Marfat.com

جگہ غور کیا تو اس شخص (حضرت ابو بکرؓ) کو اپنی دنیا کے لئے بھی قبول کر لیا جس کو آنحضرت ﷺ نے ہمارے دین کے واسطے انتخاب فرمایا تھا۔ کیونکہ اسلام اصل دین ہے اور حضرت ابو بکرؓ کیونکہ دین کے امیر اور دنیا کے قائم رکھنے والے تھے پس ہم نے حضرت ابو بکرؓ کو مستحق سمجھ کر ان سے بیعت کر لی اور کسی نے بھی کوئی اختلاف نہ کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی نہیں کیا اور نہ کوئی بیزار ہوا۔ لہٰذا میں نے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حق ادا کیا ان کی اطاعت کی ان کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد کیا وہ جو کچھ مجھے دیتے میں لے لیتا تھا جہاں کہیں مجھے لڑنے کا حکم دیتے تو میں لڑتا تھا اور ان کے حکم سے حدِ شرع لگاتا تھا جب حضرت ابو بکرؓ کا وصال ہو گیا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا تو ہم نے حضرت عمرؓ سے بھی بیعت کی ان کی خلافت میں بھی نہ کوئی جھگڑا ہوا نہ اختلاف۔ میں نے ان کا بھی حق ادا کیا اور ان کی اطاعت کی اور ان کے ہمراہ لشکر میں شامل ہو کر جہاد کیا اپنے کوڑے سے ان کے سامنے حدود قائم کیں انہوں نے بھی جو عطا کیا لے لیا۔

ماخوذ: خلفاء راشدین اور اہل بیتِ کرام کے باہمی تعلقات صفحہ ۱۳۹-۱۲۸

۳۰ھ ہجری میں معرکۂ صفین نے ایک نئے فرقے کو جنم دیا جس کا نعرہ تھا ''اِنّ الحکمہ الا اللہ'' یعنی حکومت کسی آدمی کی نہیں ہونی چاہئے۔ اپنے اس عقیدے کی بنیاد پر وہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور سخت تنقید بھی کیا کرتے تھے یہ فرقہ تاریخ اسلام میں ''خوارج'' کے نام سے متعارف ہوا اس فرقے کے لوگ بہادر بھی تھے اور جنگجو بھی۔ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ خوارج روز بروز طاقت پکڑتے جا رہے ہیں اگر اس فتنے کا ابھی سدّ باب نہیں کیا تو آئندہ بڑی دقتیں پیش آئیں گی چنانچہ اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کیا اور پیش قدمی کی جس کے نتیجہ میں معرکۂ

Marfat.com

نہروان واقع ہوا گھمسان کا رن پڑا دونوں طرف سے لاشیں گرنے لگیں جو خارجی بچ گئے انہوں نے راہِ فرار اختیار کی اور حضرت علیؓ کامیاب و کامران واپس آئے۔ جو خارجی بچ گئے تھے ان کا کام لوٹ مار کرنا، لوگوں کو قتل کرنا، دہشت پھیلانا اور حضرت علیؓ کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت کی آگ بھڑکانا تھا۔

حج کا موسم تھا چند خارجی حج کرنے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ حامیانِ علیؓ اور حامیانِ امیر معاویہؓ میں سخت اختلاف ہیں یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کے امام کے پیچھے نماز تک پڑھنے کو تیار نہیں۔ آخر کار ایک غیر جانبدار آدمی کو امام بنایا اور اس طرح نماز ادا کی گئی۔ اس منظر سے ان خارجیوں کی آنکھوں میں خون اتر آیا پھر ان کو جنگ صفین اور جنگ نہروان یاد آ گئی جس میں ان کے باپ، بھائی، عزیز و اقارب اور احباب قتل ہوئے تھے۔ آخر کار ان خارجیوں نے باہم مشورہ کیا کہ کیوں نہ ان تینوں امیروں کو قتل کر دیا جائے جس کی وجہ سے عالمِ اسلام میں خانہ جنگی کی آگ شدّت سے بھڑک رہی ہے اور امّت باہمی اختلاف کی دلدل میں دھنستی جا رہی ہے چنانچہ ان میں سے ایک نے حضرت علیؓ کو قتل کرنے کا بیڑہ اٹھایا اس کا نام عبدالرحمٰن ابن ملجم تھا دوسرے نے حضرت امیر معاویہؓ کو قتل کرنے کے لئے اپنا نام پیش کیا اس کا نام حجاج بن عبداللہ صریمی تھا۔ تیسرے نے حضرت عمرو بن العاصؓ عاملِ مصر کو قتل کرنے کے لئے اپنا نام پیش کیا اس کا نام بکر یا ابن بکیر تھا یہ تینوں اس بات پر متفق ہوئے کہ ایک مقررہ دن میں اپنا کام پورا کر دیں گے ان لوگوں نے قتل کا وقت اور تاریخ بھی مقرر کر دی۔ یعنی ۱۷ / رمضان المبارک بروز جمعہ، نماز فجر۔ اس کے بعد یہ لوگ چند ماہ مکہ میں رہے اور رجب کے مہینے میں عمرہ ادا کیا اس کے بعد یہ اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ تینوں نے مقررہ وقت پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن امیر معاویہؓ بچ گئے، قاتل گرفتار کر لیا اور تمام راز معلوم

Marfat.com

کرنے کے بعد اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی بچ گئے۔ وہ بیماری کی وجہ سے نہیں آئے تھے ان کی جگہ ان کا محافظ خارجہ بن حذافہ عدوی نماز پڑھا رہا تھا وہ قتل ہو گیا یہاں بھی قاتل گرفتار کر لیا بعد میں اس کو قتل کر دیا۔ ان بدبختوں کا انجام دیکھنے کے بعد میں آپ کو کوفہ لئے چلتا ہوں تا کہ معلوم ہو عبدالرحمٰن ابن ملجم اپنے مقصد میں کس طرح کامیاب ہوا۔

عبدالرحمٰن ابن ملجم کوفہ آیا اور اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کیں لیکن کسی پر اپنا ارادہ ظاہر نہیں کیا کافی غور و فکر کے بعد اس نے شبیب بن شجرہ پر اپنا ارادہ ظاہر کیا وہ مدد کے لئے تیار ہو گیا کیونکہ شبیب بن شجرہ کے عزیز و اقارب بھی جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ اسی دوران ابن ملجم کی ملاقات قطام نامی عورت سے ہوئی۔ یہ عورت نہایت حسین و جمیل تھی اس کے باپ، بھائی اور دیگر رشتے دار بھی جنگ نہروان میں علوی لشکر کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے ابن ملجم نے اس حسینہ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا تو کافر ادا حسینہ نے کہا ''پہلے میرا مہر ادا کر دو پھر میں نکاح کروں گی۔'' ابن ملجم نے اس سے مہر کی رقم معلوم کی تو اس نے کہا تین ہزار درہم، ایک لونڈی، ایک غلام اور علی رضی اللہ عنہ کا سر۔ یہی میرا مہر ہے۔

ابن ملجم نے کہا ''اس وقت میں آخری شرط پوری کر سکتا ہوں۔'' قاتل حسینہ نے کہا ''اگر تم علی رضی اللہ عنہ کا سر لا کر دے سکتے ہو تو بقیہ شرطیں معاف۔''

آخر وہ رات آ ہی گئی جس کا عبدالرحمٰن ابن ملجم کو شدّت سے انتظار تھا گویا امیر المومنین حضرت علی ابو تراب رضی اللہ عنہ کی زندگی کی آخری رات۔ یہ رات آپ رضی اللہ عنہ کی بیداری میں بسر ہوئی صبح کاذب کے وقت نیند نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ خادم نے پکارا نماز، نماز۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً بیدار ہو گئے مگر لیٹے رہے۔ دوبارہ خادم نے پکارا۔ نماز نماز۔ پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ لیٹے رہے۔ جب تیسری مرتبہ خادم نے پکارا۔ نماز، نماز۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور

Marfat.com

جانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ بد بخت ابن ملجم اور اس کا ساتھی پہلے ہی مسجد میں پہنچ چکے تھے دونوں نے چہروں کو چھپا رکھا تھا۔ نمازی آ چکے تھے۔ صفیں درست ہو چکی تھیں۔ آپؓ نے جونہی مسجد کے دروازے پر قدم رکھا شبیب نے تلوار کا بھرپور وار کیا لیکن اس کی تلوار طاق سے ٹکرائی۔ آپؓ کا خادم قنبر اس کو پکڑنے کے لئے دوڑا لیکن وہ تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرار ہو گیا۔ اس کے فوراً ہی بعد ابن ملجم نے آپؓ پر تلوار کا بھرپور وار کیا تلوار پیشانی پر لگی اور دماغ تک اتر گئی اور وہ چلایا ''اے علیؓ فیصلہ کرنا اللہ کا حق ہے۔'' اس کے فوراً ہی بعد آپؓ پکارے ''ربِّ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔'' اور پھر پکارے ''قاتل بھاگنے نہ پائے۔'' لوگ قاتل کو پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن اس نے اپنے بچاؤ کے لئے تیزی سے تلوار گھمانی شروع کی لوگ فوراً پیچھے ہٹ گئے لیکن مغیرہ بن شحنہ نے نہایت جرأت اور پامردی کے ساتھ قاتل سے تلوار چھین لی اور اس کو اپنی فولادی باہوں میں جکڑ لیا۔

آپؓ کو زخمی حالت میں گھر لائے آپؓ پر غشی کی سی کیفیت طاری تھی جب مکمل طور پر آپؓ ہوش میں آ گئے تو بد بخت قاتل کو آپؓ نے طلب کیا اس سے سوال و جواب ہوئے اس کے بعد حضرت حسنؓ کو بلایا اور فرمایا

> ''یہ میرا قاتل ہے اس کی ہر طرح سے خاطر مدارات کرو اچھا کھانا کھلاؤ، نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اپنے خون کا بدلہ خود لوں گا یا معاف کر دوں گا اگر میں اللہ کو پیارا ہو گیا تو قاتل کو ایک ہی وار میں قتل کر دینا۔ خبردار! اس کے ہاتھ پاؤں مت کاٹنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ خبردار! ناک کان نہ کاٹو اگرچہ وہ کتا ہی کیوں نہ ہو۔''

اس کے بعد آپؓ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا

Marfat.com

اور مندرجہ ذیل وصیت کی۔

''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا اس کی عبادت کرنا۔ دنیا کے پیچھے کبھی مت دوڑنا۔ جو چیز تم سے دور ہو جائے اس کا غم نہ کرنا، ہمیشہ حق بات کہنا اگرچہ اپنی ہی ذات کے متعلق ہو۔ یتیم پر رحم کرنا، بیکس اور معذوروں کی مدد کرنا، فقیروں کو کھانا کھلانا، ظالم کی سرکوبی کرنا، مظلوم کی حمایت کرنا۔ آخرت کا بہترین تحفہ اعمال حسنہ ہے۔ اگر کوئی حق کے معاملہ میں تمہیں ملامت کرے تو اس کی ملامت سے دل گرفتہ نہ ہونا۔ سننا اور اپنی اصلاح کرنا۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ محمد بن الحنیفہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''بیٹا! جو وصیت میں نے تمہارے بھائیوں یعنی حسنین رضی اللہ عنہ کو کی ہے ان ہی امور کی وصیت تم کو بھی کرتا ہوں تم اپنے دونوں بھائیوں کی عزت کرنا کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر مت کرنا۔

آپ رضی اللہ عنہ دوبارہ حضرت حسنین رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

میں تم دونوں کو بھی محمد بن الحنیفہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بھی تمہارا بھائی ہے اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے تم کو معلوم ہے کہ مجھے اس سے بے حد محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرنا ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا۔ عزیز و اقارب سے تعلقات رکھنا، دولت ہو تو زکوٰۃ ضرور ادا کرنا۔ وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ خطاکار سے درگذر کرنا۔ غصہ روکنا، جاہل کی بات پر صبر کرنا۔ اللہ تمہیں توفیق دے۔

Marfat.com

اس کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''لوگو گواہ رہنا! علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میری نماز، میری عبادت، میرا جینا، میرا مرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔''

ماخوذ: انسانیت موت کے دروازے پر

حضرت زید بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر جب مدینہ منورہ پہنچی تو ایک قیامت برپا ہوگئی ہر آنکھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غم میں اشکبار تھی جب بے قرار دلوں کو سکون ہوا تو ایک جماعت امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس خیال سے حاضر ہوئی کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے کی خبر سن کر امّ المومنین پر کیا گزری۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ جماعت آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اذن مانگا تو انہوں نے دیکھا کہ جانکاہ حادثے کی اطلاع پہلے ہی پہنچ چکی ہے مقدس ماں رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور وہ اردگرد کے ماحول سے بے خبر۔ جماعت اس رقت انگیز منظر سے بے حد متاثر ہوئی اور خاموشی سے واپس آ گئی دوسرے روز امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روضۂ انور پر تشریف لائیں اور فرمایا

''اے نبی محترم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام! اے ابوالقاسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رفیقوں پر سلام۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین عزیز کی وفات کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے آئی ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین رفیق کی یاد تازہ کرنے آئی ہوں۔ بخدا

Marfat.com

آپ ﷺ کا چنا ہوا حبیب منتخب کیا ہوا عزیز قتل ہو گیا۔ واللہ! وہ قتل ہو گیا جس کی بیوی افضل ترین عورت تھی۔ واللہ! وہ قتل ہو گیا جو آپ ﷺ پر ایمان لایا اور ایمان کے عہد پر پورا اترا میں رونے والی غمزدہ ہوں میں اس پر آنسو بہانے آئی ہوں اور دل جلانے والی ہوں اگر قبر کھل جاتی تو آپ ﷺ بھی یہی فرماتے کہ میرا عزیز ترین اور افضل ترین وجود قتل ہو گیا۔"

۱۷ رمضان المبارک بروز جمعہ بوقت نماز فجر آپ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ۲۰ رمضان المبارک کو آپ رضی اللہ عنہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کل چار سال نو ماہ رہی۔

۴۰ھ ہجری میں شہادت پائی۔

Marfat.com

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ مکہ کے مشہور خاندان قریش سے تعلق رکھتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عامر اور کنیت ابو عبیدہ تھی۔ یہ کنیت تاریخ میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام بن کر رہ گئی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو "امین الامت" کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ عہد طفلی میں بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ شروع ہی سے سلیم الفطرت اور پاک طینت تھے بت پرستی، مے نوشی اور ناچ و رنگ کی محفل سے ہمیشہ دور رہے آپ رضی اللہ عنہ کے مزاج میں شدت کے بجائے نرمی تھی آپ رضی اللہ عنہ ہر ایک کے متعلق اچھی رائے رکھتے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مخلص ترین ساتھیوں میں سے تھے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے اسلام پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ بلا کسی تردّد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ستائیس سال تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقدس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اور جب آفتابِ ہدایت مدینہ کے افق پر طلوع ہوا تو چند ماہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ بھی حبشہ سے مدینہ آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے درمیان اخوت قرار دی۔

اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے آفتابِ ہدایت کے غروب ہونے کے بعد اسلام کو انتشار اور اضطراب سے بچا کر استحکام بخشا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلامی سلطنت کو وسعت دی اور زمین پر بکھرے اسلام کو سمیٹ کر عرشِ اعظم پر پہنچا دیا تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے جیوش اسلامیہ کی سپہ سالاری سے فتوحات کے دائرہ کو وسیع تر کیا اور فوجی نظام کو استوار و مستحکم کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بہترین شمشیر باز تھے آپ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی رزم گاہ میں گذری۔ تلوار کو ہمیشہ بے نیام رکھا حتیٰ کہ سوتے وقت بھی برہنہ شمشیر اپنے سرہانے رکھ کر سوتے تھے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر مہارتِ فن اور جانبازی کا وہ ثبوت دیا جس کی مثال مشکل سے ملے گی مشرکینِ مکہ کی ایک ہزار غرق آہن فوج کے سامنے آپ رضی اللہ عنہ فولاد کی دیوار بن کر کھڑے رہے۔ کفر و اسلام اور حق و باطل کی آزمائش کا بڑا عجیب وغریب نظارہ تھا جو دنیا نے اور چشم فلک نے پہلی بار دیکھا باپ بیٹے کے مقابلے میں، بھائی بھائی کے مقابلے میں، چچا بھتیجے کے مقابلے میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ عبداللہ بن الجراح بھی مشرکین مکہ کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا اور سامنے کھڑے ہوئے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو خون خوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جونہی معرکۂ کارزار گرم ہوا عبداللہ نے نہایت پھرتی کے ساتھ بیٹے پر تلوار کا بھرپور وار کیا اگر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پھرتی کے ساتھ خود کو نہ بچاتے تو مشرک باپ کی تلوار سر پر پڑ کر کمر کو توڑتی ہوئی نکل جاتی۔ شروع شروع میں باپ کے وار کو روکتے رہے خود کو بچاتے رہے لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ باپ کا جوش جنوں کم نہیں ہو رہا ہے تو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دین کے خلوص نے جوش مارا اور خم ٹھونک کر مشرک باپ کے سامنے آئے اور تلوار کا بھرپور وار کیا دوسرے لمحے مشرک باپ عبداللہ بن الجراح کا سر زمین پر خون میں غلطاں پڑا تھا یہ والہانہ جوش اور دینی وارفتگی کی نہایت سچی مثال تھی جس میں ماں، باپ، بہن، بھائی غرض تمام رشتہ دار بالکل ایک اجنبی دشمن کی طرح نظر آتے ہیں۔ چنانچہ قرآنِ مجید نے اس انقطاعِ الی اللہ کی ان الفاظ میں داد دی۔

"یعنی تو نہیں دیکھے گا ان لوگوں کو جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ تعلق رکھیں خواہ وہ ان کے بیٹے یا

Marfat.com

باپ یا ان کے بھائی یا ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے ایمان نقش کر دیا اور روح القدس کے ساتھ ان کی مدد دی ہے وہ خدا اپنے ان نیک بندوں کو (مرنے کے بعد) بہشت میں لے جائے گا ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ اس بہشت میں ہمیشہ رہیں گے۔ (ان کے نیک اعمال کے باعث) خدا ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے یہی لوگ خدائی جماعت میں شامل ہیں اور یقیناً خدائی جماعت ہی فتح یاب ہو گی۔''

(سورۂ مجادلہ، آیت نمبر۲۲)

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی کارگزاری جس طرح جنگ بدر میں لاجواب تھی اسی طرح جنگ احد میں بھی ان کی کارگزاری بے نظیر اور بے عدیل تھی۔ اسی غزوہ میں ایک بدبخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے مغفر کی دو کڑیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں دھنس گئیں اور دندانِ مبارک بھی شہید ہو گیا اس موقع پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اخلاص اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان اس رنگ میں دیا کہ چہرۂ مبارک سے زرّہ کی دونوں کڑیاں اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچیں جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی ذرّہ برابر پرواہ نہ کی وہ بعد میں اس واقعہ کا بڑی محبت اور بڑے فخر کے ساتھ اظہار کیا کرتے تھے۔ سچ یہ ہے کہ دانت کیا چیز ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو جانیں اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار نثار کیں اور عشق و محبت کا وہ وجد آفریں نظارہ دکھایا کہ دنیا حیران رہ گئی اور آج تک حیران ہے۔

انمار اور ثعلبہ کے ڈاکوؤں نے مدینے کے اطراف میں حملہ آور ہو کر غارت گری شروع

Marfat.com

کی تو آنحضرت ﷺ نے ان کی سرکوبی کے لئے چالیس مجاہدوں کا ایک دستہ تیار کیا اور اس دستے کی کمان داری حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو سونپی آپ رضی اللہ عنہ نے کمالِ جرأت مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈاکوؤں کے مرکزی مقام ذی القصد پر چھاپہ مار کر ایسے زور دار انداز سے ان پر حملہ کیا کہ انہیں اپنی جانیں بچانی مشکل پڑ گئیں۔ اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کی خواہش پر ان کے ہاں مبلغ بنا کر بھیجا تھا تاکہ وہ ان لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دیں اور اچھی تربیت کریں آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی عمدگی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے۔ الغرض اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ کی رحلت تک ہر موقع ہر مہم اور ہر جنگ میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے اور کبھی بھی انہوں نے آپ ﷺ سے جدا ہونا نہ چاہا حقیقت یہ ہے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پروانوں کی مانند تھے جو برابر شمع کے گرد چکر لگاتے رہتے تھے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح ان دس اصحاب رسول میں سے ایک ہیں جنہیں آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے دنیا ہی میں جنّتی ہونے کی بشارت دے دی تھی۔

آفتابِ ہدایت غروب ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی۔ خلیفۂ رسول ہونے کے بعد سارے عرب میں فتنۂ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ہولناک فتنے کا بڑی ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور دس ماہ کے اندر اندر اس کا استیصال کر دیا۔ اس پر آشوب دور میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح برابر خلیفۃ الرسول ﷺ کے دست و بازو بنے رہے۔ فتنۂ ارتداد کے فرو ہونے کے کچھ عرصے بعد شام اور ایران سے معرکہ آرائیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔

۱۲ھ ہجری کے آغاز میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام پر مختلف اطراف سے لشکر کشی

Marfat.com

کا اہتمام کیا اس سلسلے میں انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حمص کی طرف، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فلسطین کی طرف، حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ کو اردن کی طرف اور حضرت یزید رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دمشق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی ہدایت فرمائی کہ اگر میدان کارزار میں تم سب کو یکجا ہونا پڑے تو تم سب کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس حکم سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور بزرگی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ جو آپ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کے درمیان حاصل تھی۔ دوسرے دن آپ رضی اللہ عنہ روانگی کے لئے تیار ہو کر آئے تو خلیفۃ الرسول لشکر میں تشریف لائے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین کیا۔ فرمایا:

''ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ! میں نے خوب اچھی طرح سے دیکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کس عزت اور محبت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے اور ان کے حضور میں تمہاری کتنی قدر و منزلت تھی۔ اس وجہ سے میری نظر میں تمہاری بڑی وقعت ہے۔ میں خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج روئے زمین پر میں کسی شخص کو بھی تمہارے اور عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب کے برابر نہیں سمجھتا ہر اس انسان کی عزت جو مجھ سے ملتا ہے میری نظر میں تمہاری وقعت سے کم ہے۔''

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امین الامت رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

''ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ! تم میدانِ جنگ میں جا رہے ہو وہاں نیک اعمال بجا لانا جو خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا موجب ہو شہید کی موت بہترین موت ہے۔ پس کفار کے مقابلے میں کبھی پیٹھ نہ پھیرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہارا نامۂ اعمال تمہارے دائیں ہاتھ میں دے اور دنیا و آخرت میں راحت و آرام

Marfat.com

پہنچائے۔ مجھے یقین ہے کہ تم ان نیک نفس اور پاک طینت لوگوں میں سے ہو جو ہر وقت اپنے خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جو دنیا کی آلائشوں میں نہیں پھنستے اور جنہوں نے آخرت ہی کو اپنا توشہ بنایا اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل و احسان ہے کہ اس نے تمہیں اس امر کی توفیق دی کہ تم ایک فوج لے کر خدا کے دشمنوں سے جنگ کرنے جا رہے ہو پس اسلام کے پرچم کو سربلند کرنے کے لئے اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ اور ان لوگوں سے جہاد کرو جو ظلم و ستم میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ دن رات عیش پسندی جن کا کام ہے۔ رعایا سے بے خبر اور ملک سے بے پرواہ ہیں جنہوں نے اپنے خالق و مالک کو چھوڑ کر جھوٹے اور فرضی معبودوں کی پرستش شروع کر دی ہے اور اپنے شرک و کفر میں برابر بڑھتے جا رہے ہیں۔ اللہ کا نام لے کر رخصت ہو خدائے پاک و برتر تمہیں ایسے سب لوگوں پر فتح عطا فرمائے اور تمہیں پوری پوری کامیابی بخشے۔ آمین۔"

اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سات ہزار غازیانِ اسلام کے ساتھ حمص کا رخ کیا جب آپ رضی اللہ عنہ مآب پہنچے جو عمان کا شہر تھا تو وہاں کے باشندوں نے قلعہ بند ہو کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے جلد ہی ان کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا شہر والوں نے عاجزی کے ساتھ صلح کی درخواست کی اور جزیہ دینا قبول کر لیا یہ شام کا سب سے پہلا شہر تھا جس پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی بصرہ کو تسخیر کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ جابیہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ قیصرِ روم نے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بے شمار فوجیں جمع کی ہیں شام کے تمام شہروں کے باشندے اور عیسائی عرب بھی نہایت غیظ و غضب کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں اور تمام ممالک میں سخت جوش اور ہیجان پھیل گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

تمام صورتِ حال سے امیر المومنین حضرت ابو بکرؓ کو مطلع کیا معاملہ نہایت اہم اور نازک تھا اس لئے بہت غور وفکر کے بعد آپؓ نے یہی فیصلہ کیا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ کو اس مہم کو سر کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ چنانچہ امیر المومنینؓ نے حضرت خالد سیف اللہؓ کو خط لکھا جس میں تحریر تھا۔

''اس خط کو پڑھتے ہی تم فوراً عراق سے شام کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں ابو عبیدہؓ اور ان کی فوج سے مل کر قیصرِ روم کا مقابلہ کرو۔ جب تم شام پہنچ جاؤ تو وہاں کی تمام فوجوں کے سپہ سالار تم ہو گے۔ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر تمہارا حامی اور مددگار ہو۔ والسلام''

جس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حکم خالدؓ بن ولید کو ملا وہ عراق میں ایرانیوں کے خلاف مصروف جہاد تھے۔ آپؓ نے اسی وقت مثنیٰ بن حارثہؓ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور فوج کا ایک دستہ لے کر برق رفتاری کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گئے دوسری طرف امیر المومنین نے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ، حضرت شرجیل بن حسنہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی فوجیں لے کر حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچ جائیں چنانچہ چاروں جرنیل اپنی اپنی فوجیں لے کر حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچ گئے تو انہوں نے سب سے پہلے اجنادین کا رخ کیا جہاں رومیوں کا ایک زبردست لشکر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ ۲۸؍ جمادی الاول ۱۳ھ ہجری کو اجنادین کے قریب فریقین کے درمیان گھمسان کا رَن پڑا رومی فوج نے بھرپور طریقے سے مزاحمت کی لیکن غازیانِ اسلام کے جوشِ ایمان کے سامنے ان کی پیش نہ چلی اور وہ میدانِ جنگ میں بے شمار لاشیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اجنادین کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت ابو عبیدہؓ نے دمشق کا

Marfat.com

محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا محاصرہ ابھی جاری تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی اور حضرت عمر فاروقِ عادل رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ عہد فاروقی کے اوائل ہی میں ایک دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فصیل پھاند گئے اور شہر کے دروازے کھول دیئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ تیار کھڑے تھے وہ فوراً شہر کے اندر داخل ہو گئے اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا اور وہ شہر کے دوسرے حصے میں عیسائیوں سے لڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے شہر کے وسط میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے اہلِ شہر کو امان دے دی ہے اس لئے تم بھی اپنا ہاتھ روک لو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسی وقت تلوار نیام میں ڈال لی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے مفتوحہ حصہ شہر کو بھی معاہدۂ صلح میں شامل کر لیا اور دمشق پر اسلامی پرچم لہرایا۔

دمشق کی شکست نے رومیوں کو سخت مشتعل کر دیا اور وہ اردن کے ایک شہر بیسان میں جمع ہو کر زبردست جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گئے مسلمانوں کو اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بیسان کا رخ کیا اور اس کے سامنے فحل کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ لڑائی سے پہلے فریقین کے درمیان سفیروں کے ذریعہ گفت و شنید ہوتی رہی لیکن اس کا نتیجہ کچھ نہ نکلا بالآخر رومیوں نے اپنا سفیر سپہ سالارِ فوج حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے براہِ راست گفتگو کے لئے بھیجا۔ رومی سفیر اسلامی لشکر میں پہنچا تو سب مسلمانوں کو ایک ہی لباس میں پایا اور یہ لوگ فرشِ خاک پر بیٹھے آپس میں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ رومی سفیر نے ایک فوجی سے پوچھا کہ تمہارا سپہ سالارِ اعظم کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا وہ سامنے بیٹھے ہیں۔ اس وقت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فرشِ خاک پر بیٹھے تیروں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے ان کے

Marfat.com

لباس اور عام مسلمانوں کے لباس میں مطلق کوئی فرق نہ تھا۔ سفیر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''کیا آپ رضی اللہ عنہ ہی سپہ سالارِ اعظم ہیں؟'' فرمایا ''ہاں۔''

رومی سفیر نے کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ جنگ کئے بغیر چلے جائیں تو ہم ہر فوجی کو دو دو دینار دیں گے آپ چونکہ سپہ سالار ہیں اس لئے شہنشاہِ روم آپ رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار دینار مرحمت فرمائیں گے اور آپ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ کو دو ہزار دینار مدینہ میں بھیج دیئے جائیں گے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے رومی سفیر کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اس پر وہ سخت برہم ہوا اور دھمکی دے کر چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا تین دن کے بعد میدان کارزار میں صلیب و ہلال آمنے سامنے تھے۔ گھمسان کا رن پڑا پچاس ہزار رومیوں کے مقابلے میں غازیانِ اسلام کی تعداد نصف سے بھی کم تھی لیکن جس طرف بھی یہ رخ کرتے دشمن اپنے ساتھیوں کی لاشیں چھوڑ کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ مسلمانوں کے طوفانی حملے نے دشمن کی صفوں کو الٹ کر رکھ دیا اور چند گھنٹوں کے اندر اندر اس کی کمر توڑ کر رکھ دی اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ فحل اور بیسان پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر مَرج الرّوم پر قبضہ کر لیا اور پھر حمص کا رخ کیا۔ اہل حمص چند ماہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرتے رہے لیکن جب ان کو کسی طرف سے امداد کی امید نہ رہی تو جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کر کے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔ حمص کے بعد شیزار، معرۃ النعمان، حماۃ اور کئی دوسرے مقامات بھی یکے بعد دیگرے مسخر ہو گئے۔

یہاں سے فتح یاب ہونے کے بعد اسلام کا یہ بطل جلیل حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح رومیوں کے ایک مضبوط گڑھ لاذقیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کا سختی سے محاصرہ کر لیا۔ یہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک عجیب جنگی تدبیر سے کام لیا یعنی تمام میدان میں بڑے بڑے گڑھے

Marfat.com

کھدوائے اور اس کے بعد محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے اہل لاذقیہ نے مطمئن ہو کر شہر کا دروازہ کھول دیا اور کاروبار میں مصروف ہو گئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اسی رات اپنی فوج کے ساتھ پلٹ آئے اور گڑھوں میں چھپ کر بیٹھ گئے جونہی سپیدۂ سحر نمودار ہوا آناً فاناً گڑھوں سے نکل کر شہر میں داخل ہو گئے انہیں دیکھ کر اہل لاذقیہ پر سکتہ طاری ہو گیا اور انہوں نے کسی مزاحمت کے بغیر ہتھیار ڈال دیئے لاذقیہ کی فتح کے بعد آپ رضی اللہ عنہ حمص واپس آ گئے۔

رومیوں کی پے در پے شکستوں نے ہرقل کو چونکا دیا اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ مسلمانوں کو ہر قیمت پر شام سے نکال دیا جائے چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے تمام مقبوضات آرمینیہ، الجزیرہ، قسطنطنیہ سے فوجیں طلب کیں جو تمام کی تمام انطاکیہ میں جمع ہو گئیں یہ لشکر جرار جس میں بڑے بڑے آزمودہ کار جنگجو شامل تھے، جب انطاکیہ سے روانہ ہوا تو مسلمانوں نے باہمی مشورے سے فیصلہ کیا کہ شام کے جن شہروں پر ان کا قبضہ ہو چکا ہے وہاں سے فوجیں ہٹا لی جائیں اور یہ ساری فوجیں سمٹ کر ایک جگہ جمع ہو جائیں ساتھ ہی دربارِ خلافت سے کمک طلب کر لی جائے اس فیصلے کے مطابق مسلمانوں نے دمشق، حمص وغیرہ کے شہروں کو خالی کیا تو وہاں کے باشندوں کو جزیے کی وہ ساری رقم واپس کر دی جو ان سے وصول کی گئی تھی کیونکہ اب وہ ان شہروں کے باشندوں کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ پابندئ عہد اور رواداری کی ایسی مثال دنیا کی کسی اور قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مسلمانوں کا یہی حسن اخلاق تھا جس نے بدترین دشمنوں کے دل جیت لئے چنانچہ مسلمانوں نے جب ذمیوں کو تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا اور جزیے کی رقم واپس کی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے اور دعائیں دینے لگے کہ خداوندا تم کو کامیاب کرے دوبارہ جلد واپس لائے۔

غازیانِ اسلام شام کے شہروں سے نکل کر دریائے یرموک کے کنارے ایک مقام پر جمع

Marfat.com

ہو گئے اسی اثناء میں مدینہ سے کمک بھی آ پہنچی لیکن اب بھی مسلمانوں کی تعداد تیس اور چالیس ہزار سے زیادہ نہ تھی جبکہ رومی لشکر تقریباً دو لاکھ جنگجوؤں پر مشتمل تھا حسب معمول سفیروں کا تبادلہ ہوا لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا چنانچہ جنگ کا آغاز ہو گیا رومی فوج اس معرکہ میں نہایت بے جگری سے لڑی انہوں نے مجاہدین پر تابڑ توڑ حملے کئے اور ایک دفعہ تو اتنی شدت سے حملہ کیا کہ اسلامی لشکر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا لیکن غازیانِ اسلام کی سرفروشی اور مہارتِ جنگ نے صورتِ حال کو سنبھال لیا اور انہوں نے رومیوں پر اس شدت سے جوابی حملہ کیا کہ ان کی صفوں کی صفیں الٹ کر رکھ دیں موت کا رقص جاری تھا ستر ہزار دشمنانِ اسلام کی لاشیں میدانِ یرموک میں بکھری پڑی تھیں اور کوئی ان کا اٹھانے والا نہ تھا تقریباً تین ہزار غازیوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

شہنشاہِ ہرقل کو رومی فوج کی ذلت آمیز شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے حسرت سے ملک شام کی طرف منہ کیا اور کہا ''اے شام الوداع، اے شام الوداع'' اور وہ ناکامی کا داغ لئے قسطنطنیہ بھاگ گیا۔ یرموک کی فتح کے بعد مسلمانوں کا سیل رواں قنسرین کی طرف بڑھا اور اسے فتح کرتے ہوئے حلب، انطاکیہ تک جا پہنچا ان شہروں پر اسلامی پرچم لہراتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے جس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی محاصرے میں لے رکھا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس محاصرے کو مزید سخت کر دیا۔ عیسائیوں نے ہمت ہار دی اور صلح کی درخواست اس شرط کے ساتھ کی کہ ''امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ عادل بیت المقدس تشریف لائیں اور اپنے ہاتھوں سے معاہدۂ صلح کی تکمیل کریں۔'' حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ درخواست بارگاہِ فاروقی میں پہنچا دی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور چند انصار و

Marfat.com

مہاجرین کو ساتھ لے کر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ جابیہ کے مقام پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور دوسرے جرنیلوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا وہیں عیسائیوں کا وفد بھی پہنچ گیا معاہدہ تحریر کیا گیا گواہان کے دستخط ہوئے وعدے کے مطابق وفد نے امیر المومنین کو شہر کی چابی عنایت کی۔ جابیہ سے چل کر آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس پہنچے اور شہر کے اندر داخل ہو کر اس جگہ نماز پڑھی جہاں آج کل مسجد عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ اثنائے قیام ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن رباح سے بصد احترام درخواست کی کہ "آج آپ رضی اللہ عنہ اذان دیں۔" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا "میں عہد کر چکا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی اذان نہ دوں گا لیکن آج آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد بجا لاؤں گا۔" یہ کہہ کر اذان دینی شروع کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ یاد آ گیا اور ان پر رقّت طاری ہو گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم روتے روتے بے خود ہو گئے۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو سارے شام کا والی مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر اور والی شام دونوں حیثیتوں میں اپنے فرائض نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیئے۔ لوگوں پر اپنی عسکری اور انتظامی صلاحیتوں کا سکہ بٹھا دیا آپ رضی اللہ عنہ نے مدارس قائم کئے جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے اور فقہی مسائل بتاتے تھے۔

۱۸ھ ہجری میں فلسطین کے ایک شہر عمواس میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی یہ وبا اتنی تیزی سے پھیلی کہ دیکھتے ہی دیکھتے شام، عراق اور فلسطین اس کے لپیٹ میں آ گئے طاعون کی اس بیماری سے تقریباً پچیس ہزار مسلمان اللہ کو پیارے ہو گئے اس میں نامور مسلمان جرنیل بھی شامل تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس وبا کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ اس کی تدبیر اور انتظام

Marfat.com

کے لئے خود روانہ ہوئے سرغ پہنچ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے افسروں سے ملاقات کی مقام اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ ''کل یہاں سے فوج کی واپسی ہے۔'' یہ اعلان سنتے ہی امیر لشکر حضرت امین الامت رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور طیش میں آ کر کہا ''اے عمر رضی اللہ عنہ! تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو؟'' یہ سن کر امیر المومنین نے فرمایا ''ہاں تقدیر الٰہی سے بھاگتا ہوں مگر بھاگتا بھی ہوں تقدیر الٰہی کی طرف۔'' اس کے بعد امیر المومنین اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے درمیان وبا سے بچنے کے طریقہ پر تبادلہ خیالات ہوتے رہے لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا آخر کار امیر المومنین اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ تشریف لے آئے۔

مدینہ پہنچتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے اہل الرائے اصحاب سے مشورہ کیا اس کے بعد فوراً حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ''فوج جہاں خیمہ زن ہے وہ جگہ نشیب میں ہے اور وہاں کی ہوا مرطوب ہے لہٰذا فوج کو کسی بلند اور پر فضا مقام پر لے کر چلے جاؤ۔'' حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس حکم کی تعمیل کے متعلق سوچ رہے تھے کہ طاعون پوری قوت سے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اے لوگو! یہ تکلیف تمہارے رب کی نعمت ہے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر ہے اور تم سے پہلے نیک لوگ طاعون سے وفات پاتے آئے ہیں۔ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بھی اس میں حصہ نصیب فرمائے۔''

جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری کو اپنا جانشین مقرر کیا اور لوگوں کی موجودگی میں اپنے فرزند حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو نہایت پر اثر الفاظ میں وصیت کی۔ فرمایا:

Marfat.com

''بیٹا عامر رضی اللہ عنہ! میری کامیابی کا راز یہ تھا کہ میں نے کبھی اپنی ہستی کو مرتبہ انسانیت سے بالاتر نہیں سمجھا اور میں ایسا کیوں سمجھتا جب کہ میں اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھا کہ میری ایک قوت بھی فنا سے محفوظ نہیں اگر میں اپنی قابلیت اور اعلیٰ دماغ پر ناز کرتا تو اس سے بڑھ کر کون سا جرم ہوسکتا تھا کیونکہ میں اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ ایک مرض میرے تدبّر و تفکّر کا خاتمہ کرسکتا ہے۔ میری قوت گویائی اور میرا عزم و استقلال ایک ایسی نعمت تھی جو چند لمحوں میں مجھ سے واپس لی جاسکتی تھی سب سے بڑھ کر یہ خود میری زندگی فانی ہے جس کی ہنگامہ آفرین مصروفیت نے مجھے شہرہ آفاق بنایا وہ بھی زوال اور فنا سے محفوظ نہ تھی میں ہمیشہ عالمِ بیداری میں موت کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتا تھا اور سوتے وقت اپنے سرہانے رکھ کر سویا کرتا تھا جس کی وجہ گھمنڈ، تکبر، تصنع اور انانیت نے میرے محسوسات پر اقتدار حاصل نہیں کیا۔

بیٹا! یہ سچ ہے کہ میں نے دوسروں کی اصلاح کے لئے بہت کم کوشش کی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میں اپنی اصلاح میں بڑی حد تک کامیاب ہوگیا۔ عامر رضی اللہ عنہ اگر تم میری اس آخری وصیت پر عمل کرو گے تو میں یقین کرتا ہوں کہ تم اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرسکو گے خدا تم کو نیک عمل کی توفیق دے۔ آمین، ثم آمین۔

ماہنامہ آستانہ دہلی صفحہ نمبر ۵۲۔۵۱

نماز کا وقت ہو چکا تھا مؤذن نے اذان کہی اور اسلامی لشکر کے نئے سپہ سالار حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض انجام دیئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بستر علالت پر ہی نماز پڑھی۔ ادھر امام رضی اللہ عنہ نے سلام کے واسطے منہ پھیرا ادھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن

Marfat.com

الجراح نے دنیا سے منہ موڑا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب غازیانِ اسلام اپنے محبوب سپہ سالار کے خیمہ میں داخل ہوئے تو دیکھا شام، عراق، حمص، یرموک اور فلسطین کے فاتح امت کے امین حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح اللہ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ اس وقت آپؓ کی عمر اٹھاون برس تھی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ انصاری نے تجہیز و تکفین کا سامان کیا اور مجاہدین کے سامنے نہایت پر درد خطبہ دیا۔ فرمایا:

''مسلمانو! تم پر آج ایک ایسے شخص کی جدائی کی مصیبت آپڑی ہے جس کی مثل میں نے خدا کے بندوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا وہ سب سے بڑھ کر درگزر کرنے والے تھے مسلمانوں کے سب سے زیادہ خیر اندیش تھے اور ان پر سب سے بڑھ کر شفیق تھے اس لئے تم سب ان کے واسطے رحمت اور مغفرت کی دعا کرو۔ خدا کی قسم! اب ان جیسا کوئی شخص تمہارا سردار نہ ہوگا۔''

ماخوذ: رحمت دارین کے سو شیدائیؓ

اس کے بعد حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ نے نماز جنازہ پڑھائی حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ضحاک بن قیسؓ قبر میں اترے اور اسلام کے اس آفتابِ جہانتاب کو سپردِ خاک کر دیا۔

۱۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح شام کے گورنر تھے شام زرخیز ملک تھا رعایا خوش حال تھی دولت کی فراوانی تھی چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ شام تشریف لائے اور گورنر

Marfat.com

شام کی کارکردگی سے آپؓ بہت خوش ہوئے۔ آپؓ نے فرمایا ''اے ابو عبیدہؓ! میں تمہارا گھر دیکھنا چاہتا ہوں۔'' دراصل حضرت عمر فاروقؓ کے ذہن میں یہ بات تھی کہ ابو عبیدہؓ زرخیز ملک شام کے گورنر ہیں دولت کی فراوانی ہے اس لئے ان کا گھر دیکھنا چاہئے کہ انہوں نے کتنا مال جمع کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ''اے امیر المومنین! آپؓ میرے گھر کو دیکھ کر کیا کریں گے؟ سوائے اس کے کہ آپؓ کو دکھ ہو گا اور آنکھیں بھیگ جائیں گی۔'' لیکن امیر المومنینؓ اصرار کرتے رہے کہ ''تمہارا گھر دیکھنا چاہتا ہوں۔'' چنانچہ آپؓ حضرت عمر فاروقؓ کو لے کر چلے آبادی جب ختم ہوگئی تو امیر المومنینؓ نے فرمایا ''اے ابو عبیدہؓ! شہر کی آبادی ختم ہو گئی تم مجھ کو کہاں لے کر جا رہے ہو؟'' عرض کی ''بس تھوڑی ہی دور ہے میرا غریب خانہ۔'' کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک جھونپڑا دکھایا اور عرض کی ''اے امیر المومنینؓ یہ ہے قصر گورنر۔'' آپؓ اندر داخل ہوئے تو چاروں طرف نظریں دوڑا کر دیکھا سوائے جاء نماز کے اور کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ آپؓ نے پوچھا ''اے ابو عبیدہؓ! تم اس جھونپڑے میں رہتے ہو؟ یہاں تو کھانے پینے کے برتن تک نہیں ہیں سونے کا بھی انتظام نہیں ہے۔ تم یہاں کیسے رہتے ہو؟'' عرض کی ''اے امیر المومنین! الحمدللہ میری ضرورت کے سارے سامان موجود ہیں یہ مصلّی ہے اس پر نماز پڑھتا ہوں اور رات کو اسی پر سو جاتا ہوں۔'' اور پھر اپنا ہاتھ اوپر چھپر کی طرف اٹھایا وہاں سے ایک پیالہ نکلا جو نظر نہیں آ رہا تھا وہ دکھا کر عرض کیا۔ ''اے امیر المومنینؓ! یہ برتن ہے۔'' آپؓ نے جب اس برتن کو دیکھا تو اس میں پانی بھرا ہوا تھا اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے بھیگے ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپؓ نے عرض کی۔ ''اے امیر المومنینؓ! میں دن رات حکومت کے کاموں میں مصروف رہتا ہوں کھانے وغیرہ کے انتظام کرنے میں فرصت نہیں ایک نیک دل خاتون میرے لئے دو تین دن کی روٹی ایک وقت

Marfat.com

میں پکا دیتی ہے میں اس روٹی کو رکھ لیتا ہوں۔ جب سوکھ جاتی ہے تو اس کو پانی میں ڈبو دیتا ہوں اور رات کو سوتے وقت کھا لیتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق اعظم حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اس زہد کو دیکھ کر بے اختیار رو پڑے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ہچکی بندھ گئی آپ رضی اللہ عنہ ان سے بے اختیار لپٹ گئے اور گلوگیر آواز میں فرمایا ''اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ! اس دنیا کی چمک دمک نے ہم سب کو بدل دیا مگر قسم بخدا! تم ویسے ہی ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے۔ اس دنیا نے تم پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔''

ماخوذ: خاصانِ خدا کا خوفِ آخرت

آپ رضی اللہ عنہ کی قناعت کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آزمانے کی غرض سے چار ہزار درہم آپ رضی اللہ عنہ کو اور چار ہزار درہم حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف بھجوائے اور قاصد سے فرمایا ''دیکھنا یہ دونوں حضرات اس خطیر رقم کا کیا کرتے ہیں؟'' رقم ملتے ہی دونوں صاحبان رضی اللہ عنہم نے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دی اور اپنے پاس ایک درہم تک نہ رکھا۔ قاصد واپس آیا اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے سامنے پورا واقعہ بیان کر دیا اس انکشاف پر آپ رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور فرمایا ''الحمدللہ! اسلام میں ایسے لوگ ابھی موجود ہیں۔''

ماخوذ: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح

آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں انتہا سے زیادہ سادگی تھی منکسر المزاج تھے خاکساری کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ غازیانِ اسلام کے ساتھ فرشِ خاک پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے سب کا معمولی سا لباس تھا اتنے میں شاہِ روم کا قاصد آیا تو اس نے کہا۔ ''میں شاہِ روم کا قاصد ہوں آپ کے سپہ سالار کے نام پیغام لے کر آیا ہوں وہ اس وقت کہاں ملیں گے؟'' اس پر ایک غازی نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''ہمارے سپہ سالار یہ بیٹھے ہیں۔'' شاہِ روم کا

Marfat.com

قاصد یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ سپہ سالار عام لشکریوں کے ساتھ زمین پر بیٹھے ہیں اور معمولی سا لباس زیب تن ہے۔

ایک مرتبہ حجاز میں ایسا زبردست قحط پڑا کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام گورنروں سے غلّہ طلب کرنا پڑا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے غلّے سے لدے ہوئے چار ہزار اونٹ مدینہ منورہ بھجوائے۔

ماخوذ: رحمتِ دارین کے سوشیدائی رضی اللہ عنہ

خوفِ خدا کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ معمولی واقعات کو بھی اپنے لئے سرمایہ عبرت اور درس آمیز بنا لیتے تھے اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اللہ کے خوف اور اس کی ہیبت اور جلال کو یاد کر کے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگتے تھے اور ہچکی بندھ جاتی تھی۔

ماخوذ: خاصانِ خدا کا خوفِ آخرت

حضرت عمر فارقِ عادل رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری دنوں میں فرمایا تھا کہ ''اگر آج ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو میں ان کو اپنے بعد خلیفہ بناتا اور اس سلسلے میں کسی سے بھی مشورہ نہیں کرتا اور اگر اللہ مجھ سے ان کے متعلق بازپرس کرتا تو میں کہتا کہ میں نے اللہ کے امین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امین کو خلیفہ بنا دیا ہے۔''

ماخوذ: خاصانِ خدا کا خوفِ آخرت

فضائل، محاسن اور اخلاق و عادات کے اعتبار سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نہایت ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ سبقت فی الاسلام، راہِ حق کی بلاکشی، حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شوق جہاد، جوانمردی، زہد، استغنا، اخلاق و ایثار اور تدبیر و فراست ان کی کتاب سیرت کے سب سے درخشاں ابواب

Marfat.com

ہیں۔ ان کے یہی اوصاف و محاسن تھے جن کی بدولت انہیں بارگاہِ رسالت میں درجۂ تقرب حاصل ہو گیا تھا انہوں نے نہ صرف عہد رسالت کا ہر شرف حاصل کیا بلکہ ''امین الامت'' کے منفرد لقب سے مشرف ہوئے ان کا وجودِ مبارک ایسے عظیم الشان مناقب اور اخلاقِ فاضلہ کا مظہر تھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی دل سے تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ امین الامت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کی زندگی ایک نمونہ کی زندگی تھی اس کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالیں وہ مطلع انوار نظر آتا ہے اور امت مسلمہ کو اپنی منزلِ مقصود متعین کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

ماخوذ: رحمتِ دارین کے سو شیدائی رضی اللہ عنہم

Marfat.com

حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ قبیلۂ اوس کے سردار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز صحابہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے کا واقعہ کچھ اس طرح سے ہے۔ حج کا موسم تھا انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبائل کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کر رہے تھے اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقبہ کے مقام پر چند لوگوں سے ملاقات ہوئی ان لوگوں کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور اسلام کی دعوت دی چنانچہ یہ لوگ فوراً ایمان لے آئے اور کہا۔

> ''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اسلام قبول کر کے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی اور ہم کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہدایت نصیب کر کے متفق کر دے اب ہم لوگ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں گے اگر انہوں نے ہماری آواز پر لبیک کہا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ذی وقار کوئی شخص نہیں ہوگا۔''

یہ کل چھ انصاری تھے جو اسلام کی لازوال دولت لے کر مدینہ منورہ واپس آئے۔ جب دوبارہ حج کا موسم آیا تو مدینہ سے بارہ انصاری مکہ پہنچے ان ہی میں قبیلہ خزرج کے سردار حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت بھی شامل تھے یہ لوگ بھی عقبہ کے مقام پر ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ یہ رات کا وقت تھا اسی وقت یہ لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاریوں کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مبلغ کی حیثیت سے روانہ کر دیا تاکہ یہ ان لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ میں آ کر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

گھر میں قیام پذیر ہوئے اور جو مشن لے کر آئے ہیں اس کو پورا کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو گئے ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ باغ کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے چند انصاریوں کو اسلام سے روشناس کرا رہے تھے اس کی اطلاع حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو ملی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ''ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور مصعب رضی اللہ عنہ کو میرے باغ سے نکال دو کیونکہ یہ لوگ ہمارے کمزور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ چونکہ امامہ رضی اللہ عنہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لئے میں نہیں جاؤں گا تم ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آنا۔'' چنانچہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لے کر غصّے کی حالت میں ان کی طرف چلے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اسید رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے چپکے سے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے کہا ''یہ جو شخص تلوار لے کر آ رہا ہے یہ اپنی قوم کا سردار ہے اس کو تم اسلام کی لازوال تعلیم سے روشناس کراؤ۔''

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ابر سحاب کی طرح برس پڑے جب مطلع صاف ہو گیا تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے متانت کے ساتھ ان سے کہا ''اگر آپ میرے پاس بیٹھنے کی زحمت گوارا فرمائیں تو میں آپ سے ایک بات کہوں گا اگر آپ کا دل میری بات کو قبول کرے تو اچھی بات ہے بصورت دیگر آپ جو چاہیں کریں۔'' مبلغ کا شیریں لہجہ اپنا کام کر گیا غصہ کافور ہو گیا تلوار پر گرفت کمزور پڑ گئی اور وہ ان کے پاس بیٹھ گئے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے قرآن مبین کی تلاوت کی تو یہ بے اختیار پکار اٹھے ''سبحان اللہ! کیا عمدہ کلام ہے۔'' مزید کہا ''جب تم اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو؟'' فرمایا ''پہلے تم غسل کرو، کپڑے صاف ستھرے پہنو، پھر کلمۂ شہادت پڑھو چنانچہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا، نئے کپڑے پہنے اور بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اس کے بعد حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا

Marfat.com

""ایک شخص اور ہے اگر اس نے تمہارے دین کو قبول کر لیا تو اس کی پوری قوم دین اسلام میں داخل ہو جائے گی میں اسے ابھی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔" تھوڑی دیر کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ برہمی کی حالت میں مبلغین اسلام کے پاس آئے تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی وہی بات کہی جو حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے کہی تھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ نے ان سے کہا "تم نے یہ بات انصاف کی کہی ہے۔" اتنا کہنے کے بعد بیٹھ گئے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے بھی قرآن حکیم کی چند آئتیں تلاوت کیں جسے سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ جھوم اٹھے آنکھیں نمناک ہو گئیں دل نورِ اسلام سے منور ہو گیا اور بے اختیار پکار اٹھے "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں۔" اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ انصاری جوشِ حمیت سے بھرے ہوئے اپنی قوم میں پہنچے اور بلند آواز میں ان سے مخاطب ہوئے۔

"اے بنی عبد الاشہل! تم لوگ مجھ کو کیسا سمجھتے ہو لوگوں نے کہا تم ہمارے سردار ہو، ہم میں افضل ہو اور بہترین صاحب الرائے اور عقلمند ہو۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے گرج دار لہجہ میں فرمایا جب تک تم لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاؤ گے میرا تم سے اور تمہاری عورتوں سے کلام کرنا حرام ہے۔"

حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کی تقریر گو کہ مختصر سی تھی مگر جامعیت سے لبریز تھی جس نے بنی عبد الاشہل میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور شام ہونے سے پہلے پہلے پوری قوم اسلام میں داخل ہو گئی اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے توسط سے مدینہ کے بہت سے گھرانوں میں قال اللہ قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں گونجنے لگیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے زیادہ بابرکت تھے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔

Marfat.com

حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے عشق کے امتحان کا وقت قریب آ چکا تھا اور یہ امتحان گاہ غزوۂ بدر تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی آمد کا حال معلوم ہو چکا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے مشوروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کی نظر سے دیکھا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ ''اے لوگو! جس کی جو رائے ہو وہ بیان کرے۔'' دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ انصار کی طرف تھا۔ حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ نے ادب سے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے سخن ہماری طرف ہے؟'' فرمایا ''ہاں۔'' حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ جذبات سے مغلوب ہو کر گویا ہوئے۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر چکے ہیں اور ہم نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا جو پیغام لائے ہیں وہ صداقت پر مبنی ہے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں تشریف لے چلیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سمندر میں گرنے کا حکم دیں گے تو ہم ضرور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گر پڑیں گے ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا اور ہم اس بات سے بہت خوش ہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو لے کر دشمن سے مقابلہ کریں ہم لوگ جنگ میں صابر و ثابت قدم رہتے ہیں اور مقابلے کے وقت کھرے اور سچے ثابت ہوں گے کہ ہماری کارگذاری اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی دکھائے گا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے گی لہٰذا اللہ کی برکت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلیں۔''

Marfat.com

ہادیٔ برحق ﷺ حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کی ایمان افروز تقریر سے بہت خوش ہوئے چہرۂ مبارک خوشی سے دمک اٹھا غزوۂ بدر میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ چند انصاریوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے کیونکہ اس وقت اس بات کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں دشمنانِ اسلام آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں یہی وجہ تھی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی حفاظت میں بہت اہتمام سے کام لے رہے تھے ان کے چہرے کے تاثرات ان کے جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے سعد رضی اللہ عنہ! بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت قوم جو کچھ کر رہی ہے تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔'' عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! یہ پہلا موقع ہے جس میں اللہ نے مشرکین کے ساتھ سابقہ ڈالا ہے اس لئے میرے نزدیک لوگوں کا جان دینے میں سرگرمی دکھانا زندہ رہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔'' گویا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ بات محبوب تھی کہ مسلمان اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور مشرکین کو نیست نابود کرنے کے لئے اپنی جانیں بیچ ڈالیں۔

پھر ہم حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خندق میں اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب سعد رضی اللہ عنہ ہمارے قلعہ کے نیچے سے گذرے تو میں نے دیکھا کہ ان کی زرہ بہت ہی بوسیدہ اور پھٹی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان کی کلائیاں باہر نکلی ہوئی تھیں چنانچہ میں نے ان کی والدہ سے کہا کہ اگر سعد رضی اللہ عنہ کی زرہ درست ہوتی تو اچھا تھا یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی کہ کہیں سعد رضی اللہ عنہ کے تیر نہ لگ جائے۔''

حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ دشمنانِ اسلام سے قتال کر رہے تھے کہ عاصم بن عمرو نے ان کے تیر مارا اور کہا کہ ''میرا یہ تیر نوش کر اور میں ابن عرقہ ہوں۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

برجستہ جواب دیا کہ "اللہ تیرے چہرے کو دوزخ میں غرق آلود کرے۔"

تیر لگنے سے حضرت سعدؓ کی رگِ ہفت اندام کٹ گئی تھی پھر آپؓ نے اللہ سے دعا کی:

"اے اللہ! اگر تو نے قریش کی جنگ ابھی باقی رکھ چھوڑی ہے تو تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھ کیونکہ مجھے قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے تیرے رسول اللہ ﷺ کو ستایا، جھٹلایا اور ان کو ان کے گھروں سے نکالا ہے اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک کے لئے زندہ رکھ جب میں اپنی آنکھوں سے بنی قریظہ کی ہلاکت نہ دیکھ لوں۔"

حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ کے زخم کا اثر خود ان کی والدہ اور آنحضرت ﷺ اور تمام مسلمانوں پر بہت گہرا تھا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ "سعدؓ کے لئے مسجد میں خیمہ لگا دیا جائے تاکہ وہ میرے قریب رہیں۔" آپ ﷺ روزانہ تمام مسلمانوں کے ساتھ حضرت سعدؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بنی قریظہ کی مہم سر کرنے کے بعد حضرت سعدؓ کا زخم پھٹ گیا خون آنحضرت ﷺ کے دامن مبارک پر بہنے لگا اور پھر اسی حالت میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی آپؓ کا انتقال غزوۂ خندق کے ایک ماہ بعد ہوا تھا جس وقت حضرت سعدؓ کا انتقال ہوا تو وہ رات کا وقت تھا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام استبرق کا عمامہ باندھے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ ﷺ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے

Marfat.com

لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور جن کے انتقال سے اللہ کا عرش ہل گیا ہے۔"

اتنا سنتے ہی رحمتِ عالم ﷺ اپنی ردائے مبارک گھسیٹتے ہوئے حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو دیکھا ان ﷺ کا جانباز، وفا شعار غلام حضرت سعد رضی اللہ عنہ اللہ کے حضور جا چکا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قوی الجثہ تھے جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اس کو بہت ہی ہلکا پایا مسلمان آپس میں کہنے لگے "قسم بخدا! ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا؟ ایسا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔" آنحضرت ﷺ نے جب لوگوں کی گفتگو سماعت فرمائی تو فرمایا "اس جنازہ کو اٹھانے والے تمہارے علاوہ ستر ہزار فرشتے بھی ہیں جنہوں نے اس سے پہلے کبھی زمین پر پاؤں نہیں رکھا تھا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ملائکہ سعد رضی اللہ عنہ کی روح کے ساتھ بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ انصاری کو دفنانے کے بعد جب آنحضرت ﷺ واپس تشریف لائے تو چشم مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے جس کی وجہ سے ریش مبارک تر ہو چکی تھی اور آپ ﷺ اس کو پکڑے ہوئے تھے۔

۵ھ ہجری میں شہادت پائی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے باہر جنگل میں تشریف لے گئے پھرتے پھراتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس محسوس ہوئی لیکن پانی کا دور دور تک پتہ نہ تھا البتہ ایک لڑکا بکریاں چرا رہا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا ''میاں صاحبزادے! کیا تم کسی بکری کا دودھ دوہ کر ہماری پیاس بجھاؤ گے؟''

چھوٹا سا قد، گندمی رنگ، دبلے پتلے چرواہے نے بڑی شائستگی کے ساتھ جواب دیا۔ ''میں معذرت چاہتا ہوں میں ان بکریوں کا دودھ آپ کی خدمت میں پیش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بکریاں میری نہیں ہیں بلکہ میری امانت ہیں، میں ان کا مالک نہیں ہوں۔'' لڑکے کی صاف گوئی سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا۔ ''اچھا کسی ایسی بکری کی نشان دہی کر دو جس نے کبھی بچہ نہ دیا ہو۔'' یہ سن کر لڑکے نے اپنے قریب ہی کھڑی ایک چھوٹی سی بکری کی طرف اشارہ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چھوٹی سی بکری کی طرف تشریف لے گئے اسے پکڑا اور اللہ کا نام لے کر اس کے تھن پر ہاتھ پھیرنے لگے لڑکا بڑے غور سے دیکھتا رہا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے جو بکری گابھن نہ ہوئی ہو وہ دودھ دینے لگے لیکن اس وقت اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ تھن پھول کر بڑا ہو گیا اور اس میں سے دودھ بہنے لگا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جلدی سے پتھر اٹھایا جو کٹورے کی طرح گہرا تھا اس کو صاف کیا اور تھن کے نیچے لگا دیا جب وہ بھر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سکڑ جا'' تھن فوراً سکڑ گیا اور اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیا اور آخر میں چرواہے نے پیا۔ دودھ پینے کے بعد

Marfat.com

چرواہے نے کہا ”اس دودھ کا ذائقہ ہی سب سے جدا ہے۔“ پھر اس نے بڑے احترام کے ساتھ عرض کی۔ ”جو کلمات آپ ﷺ نے ابھی ابھی کہے تھے مجھے بھی سکھا دیجئے۔“ اس کے معصومانہ سوال پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا۔ ”تم ایک سکھائے پڑھائے لڑکے ہو۔“ یہ چرواہا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک انتہائی مفلوک الحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے ان کا گھرانہ بے بس اور مجبور لوگوں میں شامل تھا جو دوسرے قبائل کے ظلم وستم سے اپنی جانیں بچانے کے لئے بڑے بڑے قبیلوں کی پناہ لیا کرتے تھے جب آفتابِ ہدایت فاران کی چوٹی سے طلوع ہوا تو مکہ کے خدائی ٹھیکیدار چونک پڑے ہادیٔ امم ﷺ نے جب خدائی ٹھیکیداروں سے قرآنی عدل و مساوات کے لافانی اصولوں پر عمل کرنے کے لئے فرمایا تو ان کے ماتھوں پر شکنیں پڑ گئیں کفارِ عرب نسلی امتیاز کی بنیادوں کو منہدم ہوتے دیکھ کر چیخ اٹھے کہ یہ کیسا نبی ﷺ ہے جو غلام زادوں اور شرفا کو ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھلاتا ہے، یہ کیسا نبی ﷺ ہے جو آگے بڑھ کر ایک عام مزدور کا ہاتھ چوم لیتا ہے۔ یہ کیسا نبی ﷺ ہے جو غلام، فقیر، ضعیف، غنی اور قوی سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کر رہا ہے اور سود کو حرام قرار دے رہا ہے۔ حق کی آواز کو دبانے کے لئے لات و ہبل کے پجاری متحدہ قوت بن کر سامنے آ گئے اور ظلم وستم کی آندھی زوردار چلنے لگی۔ ظلم وستم کی چکی میں پسنے والے مظلوم اور بے بس انسان رحمتِ عالم ﷺ کے دامن میں پناہ لینے کے لئے دوڑے چلے جا رہے تھے اور سردارانِ قریش پھن کچلے ہوئے سانپ کی طرح بل کھا رہے تھے۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ادب سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں بت پرستی سے نفرت کرتا ہوں آپ ﷺ مجھے اسلام کے زرّیں اصولوں سے روشناس فرمائیں۔“ ہادیٔ امم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''عبداللہ! اسلام تم کو حق پرستی کی دعوت دیتا ہے اس کی تعلیم یہ ہے کہ اس کائنات کا مالک اللہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ رحمٰن و رحیم ہے اس زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے۔ اسلام بت پرستی کی اجازت نہیں دیتا اس کی ہدایت یہ ہے کہ خدائی کاموں میں ایک ذرّہ برابر بھی بتوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ عاجز اور مجبور نہیں ہے کہ اسے کسی مددگار کی ضرورت ہو اور وہ لوگ جو خدا کے سوا بتوں کو پوجتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ نہ وہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ پھر ایسی بے جان چیزوں کی پرستش سے کیا فائدہ؟ اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے اس کی ہدایت یہ ہے کہ دنیا کے تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ لائق عزت والا ہے جو زیادہ پرہیز گار اور متقی ہے۔ اسلام حق پسندی، حق گوئی کی تعلیم دیتا ہے اس کی نظر میں سچا مجاہد وہ ہے جو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور ہر حال میں سچ بات کہے اور سب سے اعلیٰ اور افضل موت اس انسان کی ہے جو ظالموں کے سامنے بھی اعلانِ حق کا مظاہرہ کرے اور اس کی پاداش میں قتل ہو جائے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایمان لانا ایک عظیم الشان واقعہ تھا جس نے ان کی زندگی کے دھارے کا رخ موڑ دیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حق گوئی، جرأت، استقلال مکہ میں مشہور تھی۔ لیکن ایمان کی بھٹی نے اس جذبے کو کندن بنا دیا اسلام کے بیباک مبلغ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے قریش کے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے ولولہ انگیز تقریر کی آپؓ کی یہ تقریر ایمان لانے کے بعد پہلی تقریر تھی آپؓ نے اہل قریش کو مخاطب کرتے

Marfat.com

ہوئے فرمایا۔

''ہر طرح کی تعریف اس خدائے قدوس کے لئے ہے جو واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہ دونوں جہان کا مالک و خالق ہے سب کو رزق دیتا ہے اور ہر چیز اسی نے پیدا کی ہے وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اس کے بندوں نے خواہ کتنی ہی نافرمانیاں کی ہوں لیکن جب وہ اس کے سامنے توبہ کر کے سر جھکاتے ہیں اور ہر طرف سے بے نیاز ہو کر صرف اسی کی طرف جھک جانا چاہتے ہیں تو وہ رحیم و کریم ہے ان کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔ تم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ بے انتہا دیانتدار اور راست باز ہیں تم رسول اللہ ﷺ کو امین و صادق تسلیم کرتے ہو۔ آنحضرت ﷺ کی پرہیزگاری ہر شخص کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نہایت خلوص کے ساتھ غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سرچشمہ خیر و برکت ہے آپ ﷺ رحم و کرم کے پیکر ہیں آپ ﷺ سراپا عدل ہیں۔ مغرور نہیں ہیں۔ لیکن کبھی دولت مندوں کے سامنے ان کی سرمایہ داری کی وجہ سے عاجزی کا اظہار نہیں فرماتے۔ آپ لوگ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہادی اعظم ﷺ کے تشریف آوری سے پہلے اس ملک کے ہر گوشے میں جہالت کی حکمرانی تھی ہر طرف بے حیائی کا طوفان برپا تھا ہم وحشی درندوں کی طرح آپس میں لڑتے تھے ہماری فطرتِ سلیمہ اس قدر مردہ ہو گئی تھی کہ ہم بے حیائیوں پر فخر کیا کرتے تھے ہادیٔ اسلام ﷺ نے ہمارے اعمال کی اصلاح کی آپ ﷺ

Marfat.com

نے اصلاحی معاملات کو ایسے روح پرور انداز میں پیش کیا کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہو گئے۔ ایسا عظیم الشان محسن ﷺ ہماری عقیدت و محبت کا مستحق نہیں ہے؟ کیا اس کی مخالفت ہمارے لئے مناسب ہے؟''

خطیب کی سحر بیانی اپنا کام کر گئی مجمع میں سے اکثر اسلام کے زبردست حامی بن گئے لیکن اکثریت کے سینوں پر انتقامی سانپ لوٹنے لگے دشمن کی انتقامی کاروائیوں کے باوجود حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لات وہبل کے پجاریوں کے سامنے حقیقت افروز تقریریں کرتے ان کے سامنے بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کے جذبۂ ایمانی اور شعلہ بیانی نے کفار مکہ کی راتوں کی نیندیں اڑا دیں اور دن کا چین برباد کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن آپ رضی اللہ عنہ کے خون کا پیاسا ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی سازشیں ہونے لگیں جب اللہ والوں پر ظلم و ستم بڑھتا ہی چلا گیا اور مکہ کی زمین ان پر تنگ ہونے لگی تو انسانِ کامل ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں کیونکہ وہاں کا بادشاہ انصاف پسند ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی ایک جماعت حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی اس جماعت میں گیارہ مرد اور چار عورتیں شامل تھیں اسی جماعت میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن مسعود بھی شامل تھے۔ ابھی ان مہاجرین کو حبشہ آئے ہوئے ایک مہینہ بھی نہیں ہوا تھا کہ امراء قریش کا ایک وفد فرمانروائے حبش کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ ''اے محترم بادشاہ! مکہ سے جو لوگ آپ کے وطن میں آئے ہوئے ہیں وہ کینہ پرور، فتنہ پرور اور ہمارے سخت دشمن ہیں اس کے علاوہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اعلانیہ برا کہتے ہیں اور ایک نئے دین کی تبلیغ کرتے ہیں آپ ان کو اپنے وطن سے نکال دیجئے اگر آپ نے ہماری گذارش پر توجہ نہیں دی تو ہم کو از حد رنج ہو گا۔ شاہِ حبش نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا اور کہا۔ ''ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اعلانیہ

Marfat.com

ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتے ہو اور تم نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے؟'' مہاجرین نے اپنی طرف سے صفائی پیش کرنے کے لئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ طیار اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا سب سے پہلے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ طیار نے ایک نہایت سنجیدہ تقریر کی ان کے بعد شعلہ نوا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے اہل دربار پر ایک نظر ڈالی اور اس کے بعد فرمایا۔

''محترم بادشاہ! ہمارے پاک دین کا نام اسلام ہے یہ ایک مقدس دین ہے جس کی ابتدائی تعلیم یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اللہ واحد و یکتا ہے اور بے نیاز ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ دونوں جہاں کا مالک اور مختار ہے ہر چیز اسی نے پیدا کی ہے اور وہی تمام انسانوں کو رزق پہنچاتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جن پتھروں کو معبود قرار دیا جاتا ہے وہ بالکل عاجز و مجبور ہیں کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں نہ وہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔

محترم بادشاہ! ہمارے آقا اور ہمارے ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم کا یہ حال ہے کہ اپنے دشمنوں سے بھی کبھی انتقام کی خواہش نہیں کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایثار پسندی اور غربا نوازی کا یہ عالم ہے کہ کبھی کوئی سائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے محروم نہیں جاتا عفت و عصمت کی نسبت کبھی کسی بدترین مخالف نے بھی آج تک کوئی شبہ ظاہر نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکباز اور مقدس ہیں۔ زہد اور تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ رات رات بھر نوافل میں گزار دیتے ہیں یہاں تک کہ پائے مبارک متورّم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

انسانی ہمدردی کی یہ کیفیت ہے کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ غریبوں کی دلجوئی اور بیواؤں کی خدمت آپ ﷺ کے معمولات میں داخل ہے۔

محترم بادشاہ! حضرت محمد ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہم وحشیوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے ہماری اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی ہم اپنی سیاہ کاریوں پر فخر کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے پوری توجہ کے ساتھ ہماری اصلاح کی اور ہم کو انسانیت کے اعلیٰ مرتبے تک پہنچایا آپ ﷺ ہرگز کسی پیغمبر کی توہین نہیں کرتے بلکہ سب کا احترام کرتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی فرمایا ہے۔ محترم بادشاہ! یہ ہے ہمارے دین کی حقیقت۔''

ماخوذ: ماہنامہ آستانہ دہلی ۱۹۵۱

تقریر کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی نشست پر بیٹھ گئے نجاشی اور اہل دربار حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تحسین کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ دربار میں ابھی تک خاموشی چھائی ہوئی تھی آخر کار شاہِ حبش کی پر جلال آواز سے خاموشی کا تار ٹوٹا نجاشی نے امراء سلطنت اور مذہبی پیشواؤں کی طرف دیکھا اور پھر مہاجرین سے مخاطب ہوا ''یہ ملک آپ کا اپنا ہے جہاں چاہیں اطمینان سے رہ سکتے ہیں آپ لوگوں کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔'' یہ مژدہ سن کر مہاجرین کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ قریشی وفد کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ آپ ﷺ نے ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل میں دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ہجرت نبوی ﷺ کے بعد تیسری ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں جوش و خروش سے حصہ لیا۔

Marfat.com

غزوۂ بدر میں آنحضرت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا ''ابو جہل کی لاش تلاش کرو۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی جب آپ رضی اللہ عنہ کو ابو جہل کی لاش ملی تو دیکھا ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کی چھاتی پر سوار ہو گئے اور انتہائی سخت لہجے میں اس سے کہا۔ ''او دشمن خدا! تو ہی ابو جہل ہے؟ خدا نے تجھے خوب ذلیل کیا۔'' ابو جہل نے کہا ''کاش! مجھے کسی کسان بچے نے قتل نہ کیا ہوتا۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر اس بدبخت کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ ابو جہل نے کہا ''اے بکریوں کے چرانے والے ذلیل چرواہے تو نے بہت اونچی جگہ پر پاؤں رکھا ہے اتنا تو بتا کہ فتح کس کی ہوئی؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''او دشمن خدا! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔'' اتنا سن کر اس نے دم توڑ دیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ کر آنحضرت ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے ابو جہل کے ناپاک سر کی طرف دیکھ کر فرمایا ''اللہ ہی وہ ذات پاک ہے جس کے سوا کوئی با اختیار معبود نہیں۔'' پھر فرمایا ''اس امت کا فرعون مر گیا۔'' آنحضرت ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے ابو جہل کی تلوار حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو عطا کی۔

ماخوذ: سیرتِ ابن ہشام صفحہ نمبر ۳۱۰

غزوۂ بدر کے بعد حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہایت جوش اور پامردی کے ساتھ غزوۂ احد، غزوۂ خندق اور غزوۂ خیبر میں حصہ لیا۔ حدیبیہ اور فتح مکہ میں بھی سرورِ کونین ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ فتح مکہ کے بعد شوال ۸ھ ہجری میں حنین کا خونریز معرکہ پیش آیا اس کے اسباب یہ تھے کہ ہوازن اور ثقیف کے جنگجو قبائل کو شیطان نے بھڑکایا کہ اگر تم مسلمانوں کو شکست دے دو تو اہل مکہ کے جتنے باغات اور جاگیریں طائف میں ہیں وہ تمہارے قبضہ میں آ جائیں گے اور خدائے واحد کے پرستاروں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

چنانچہ انہوں نے بنی جلال، بنی نصر، بنی حشم اور بنی مصر کے قبیلوں کو بھی ساتھ ملا لیا اور کئی ہزار جنگجوؤں کی فوج لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے ابھی وہ اوطاس کے مقام پر پہنچے تھے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نقل و حرکت کی اطلاع ملی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً جنگ کی تیاری کی اور بارہ ہزار غازیانِ اسلام کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر میں مکہ کے دو ہزار نو مسلم بھی شامل ہو گئے تھے کچھ مسلمانوں کو اپنی قوت اور کثرتِ تعداد پر غرور تھا اور بار بار وہ یہ کہتے تھے کہ ''اب ہم پر کون غالب آ سکتا ہے؟'' اللہ کو ان کا یہ غرور پسند نہیں آیا اور ایک سخت آزمائش میں مبتلا کر دیا جب مجاہدین اسلام کا یہ لشکر وادیٔ حنین میں پہنچا تو وادی کے دونوں جانب کمین گاہوں میں دشمن گھات لگائے بیٹھے تھے جب مسلمانوں کا ہراوّل دستہ ان کی زد میں آیا تو انہوں نے تیروں کی بارش کر دی اور چند ثانیے بعد وہ کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ہراوّل دستوں میں زیادہ تعداد نو مسلموں کی تھی وہ سراسیمہ ہو کر پیچھے کی طرف بھاگے دوسرے مسلمان بھی حواس باختہ ہو گئے اور اکثر نے راہِ فرار اختیار کی اس نازک وقت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ استقلال بن کر میدانِ جنگ میں کھڑے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک مختصر سی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جانثاری کے جوہر دکھا رہی تھی اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس افراتفری کے عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز میں فرما رہے تھے ''میں نبی ہوں اس میں کوئی شک نہیں میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے سفید خچر دُلدل پر سوار تھے اس کی باگ حضرت ابوسفیان بن الحرث رضی اللہ عنہ نے تھام رکھی تھی تا کہ وہ یکبارگی آگے نہ بڑھ جائے لیکن دُلدل بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے کی طرف ہٹتا تھا اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زین کی طرف جھکے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بے تاب ہو گئے اور پکار کر کہا ''یا رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ ﷺ سر بلند ہیں اللہ نے آپ ﷺ کو رفعت عطا فرمائی ہے۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا "عبداللہ! مجھے ایک مٹھی خاک دو۔" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ آپ ﷺ نے یہ خاک مشرکین کی طرف پھینکی ان کی آنکھیں غبار آلود ہو گئیں اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ "مہاجر اور انصار کو آواز دو۔" انہوں نے با آواز بلند پکارنا شروع کیا "اے جماعت انصار، اے اصحابِ شجرہ (یعنی اے بیت رضوان کرنے والو)" پھر ہر قبیلہ کا نام لے کر پکارنا شروع کیا اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ مسلمان دفعتاً پلٹ پڑے اور اتنی شدت سے حملہ کیا کہ دشمنانِ اسلام بے شمار لاشیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ اللہ نے اس جنگ کا ذکر قرآن شریف میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

> "اور حنین کا دن یاد کرو جب تمہیں اپنی کثرت پر ناز تھا لیکن وہ کچھ کام نہ آئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر اور مومنوں پر سکینت نازل کی اور ایسی فوجیں نازل کیں جو تم کو نظر نہ آئیں اور کافروں کو دردناک عذاب دیا اور کافروں کی سزا یہی ہے۔"

سورۂ توبہ

جب آنحضرت ﷺ نے رحلت فرمائی تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ دل شکستہ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جذبۂ جہاد نے ابھارا اور ۱۵ھ ہجری میں مجاہدین کے لشکر میں شامل ہو کر شام پہنچے اور یرموک کی ہولناک جنگ میں انہوں نے سرگرمی سے حصہ لیا اور نہایت ثابت قدمی اور جوش و خروش سے دادِ شجاعت دی۔ میدانِ جہاد سے واپس آئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عادل نے ۲۰ھ ہجری میں انہیں کوفہ کا

Marfat.com

قاضی مقرر کر دیا اور ساتھ ہی وزارتِ خزانہ اور مسلمانوں کے دینی تعلیم کا شعبہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کو تفویض کیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پورے دس سال تک اپنے فرائض نہایت تندہی اور خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کسی بات پر آپ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی معزولی کی خبر سن کر کوفہ میں غیض وغضب کا طوفان امنڈ آیا اہل کوفہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "آپ رضی اللہ عنہ کوفہ سے نہ جائیں ہم سب آپ رضی اللہ عنہ پر اپنی جانیں نثار کر دیں گے۔" یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جن الفاظ میں جواب دیا آپ رضی اللہ عنہ کی عظمتِ نفس اور تقویٰ کی بہترین تصویر کشی کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "امیر المومنین کی اطاعت میرے اوپر واجب ہے اور عنقریب نئے نئے مسائل اور فتنہ اٹھنے والے ہیں میں نہیں چاہتا کہ میں پہلا شخص ہوں جو ان فتنوں کا دروازہ کھولوں۔" آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو الوداعی سلام کہا اور حج کی نیت سے مکہ روانہ ہو گئے جب زبدہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا دمِ واپس تھا ان کی بیوی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔" حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام سن کر ان کی طرف دوڑے اور کہا ہمارے ماں باپ آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہوں۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن دفن کے متعلق ہدایات دیں اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر انہیں آخری آرام گاہ میں پہنچایا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور دن رات عباداتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بقید حیات رہے جب آپ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور

Marfat.com

پوچھا۔ ''عبداللہ تمہیں کس چیز کی شکایت ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''اپنے گناہوں سے۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ : ''کیا میں تمہارے لئے ان وظائف کے اجراء کا حکم نہ دے دوں جو تم عرصہ سے نہیں لے رہے ہو؟'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ : ''مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ : ''وہ تمہاری بیٹیوں کے کام آئیں گے۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''کیا تم میری بیٹیوں کی تنگ دستی سے ڈر رہے ہو؟ میں نے انہیں کہہ رکھا ہے کہ وہ ہر روز رات کو سورۂ واقعہ پڑھا کریں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو آدمی ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے وہ کبھی فاقہ سے دوچار نہیں ہوگا۔'' رات ہوئی تو جناب عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی زبان اللہ کے ذکر اور آیاتِ بیّنات کی تلاوت سے تر تھی۔ وقتِ وفات آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت بقیع میں دفن کئے گئے۔

۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ فنا فی الرسول تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بلا روک ٹوک کاشانۂ نبوی آیا جایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتیاں پہناتے، وضو کے لئے پانی رکھتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے تو یہ پردہ کا اہتمام کرتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''امِّ عبد کی دوستی کو مضبوطی سے پکڑو۔'' پھر فرمایا ''عبداللہ کا پاؤں (قیامت کے دن ترازو میں احد سے زیادہ بھاری ہوگا)'' شرح کے طور پر فرمایا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پاؤں غزوۂ احد کے ثواب کے برابر ہوگا۔'' ایک مرتبہ فرمایا ''چار آدمیوں سے قرآن پڑھواؤ'' جس میں سرفہرست آپ رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی تھا۔ پھر فرمایا ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ قرآن کو اسی تازگی کے ساتھ

Marfat.com

پڑھے جس میں وہ نازل ہوا ہے تو اسے قرآن ابن امّ عبداللہؓ کی قرأت سے پڑھنا چاہئے۔ ایک دن حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نماز میں سورۂ نساء پڑھ رہے تھے آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ عادل کی معیت میں مسجد میں تشریف لائے اور حضرت عبداللہؓ کی تلاوت سے بے حد خوش ہوئے۔ ایک اور موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے سورۂ نساء پڑھوا کر سنی تو اس کی شدّت کے تاثر سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی چشم مبارک پرنم ہوگئیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ آسمانِ علم و فضل کے مہرِ منیر تھے اس دور میں وہ قرآن کے سب سے بڑے عالم تسلیم کئے جاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے ان کے متعلق فرمایا ''ایک ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔'' ایک روز امیر المومنین حضرت علیؓ ابو تراب کے پاس کچھ لوگ جمع تھے تو انہوں نے کہا ''یا امیر المومنین! ہم نے خلق کے اعتبار سے احسن، تعلیم کے اعتبار سے نرم ترین، بزم آرائی کے اعتبار سے حسین ترین اور پرہیز گاری کے اعتبار سے شدید ترین آدمی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔'' یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا ''میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا یہ تمہارے دلوں کا سچا بیان ہے۔'' حاضرین نے کہا۔ ''ہاں۔'' پھر امیر المومنین حضرت علیؓ نے کہا۔ ''اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں بھی ان کے بارے میں وہی الفاظ یا ان سے بہتر الفاظ کہتا ہوں حضرت عبداللہؓ نے قرآن پڑھا تو اس کے حلال کو حلال ٹھہرایا اور حرام کو حرام اور وہ دین کے فقیہہ اور سنت کے عالم تھے۔'' حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہا کرتے تھے ''جب تک یہ (یعنی حضرت عبداللہؓ) عالم تمہارے اندر موجود ہے ہم سے کسی چیز کے متعلق دریافت نہ کیا کرو۔'' حضرت حذیفہؓ آپؓ کے متعلق کہتے ہیں۔ ''میں نے ہدایت و رہنمائی، دلیل و برہان اور

Marfat.com

عادت و خصائل میں آپ ﷜ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔'' آپ ﷜ کو شیخ القراء اور امام المحدثین ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ ﷜ سے آٹھ سو اڑتالیس احادیث مروی ہیں۔ ثقہ، ذہین اور زیرک ہونے کے باوجود آپ ﷜ حدیث نبوی ﷺ بیان کرنے میں انتہائی محتاط تھے ایک مہینہ میں صرف دو یا تین حدیث بیان کرتے تھے۔ حدیث بیان کرتے وقت شدید کپکپی آپ ﷜ پر طاری ہو جاتی اور قلق و اضطراب کے آثار آپ ﷜ کے چہرے پر نمایاں ہو جاتے یہ خوف ہوتا کہ کہیں میں بھول نہ جاؤں اور کسی لفظ کی جگہ کوئی دوسرا لفظ نہ رکھ دوں۔ آپ ﷜ کو کاتب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

Marfat.com

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ

روشن چہرہ، طویل قامت، سرگیں آنکھیں، سیاہ ابرو، گھونگھریالے بال، دانت ایسے چمکدار کہ بات کرتے وقت منہ سے نور کی شعاعیں پھوٹتی معلوم ہوتی تھیں۔ نرم و ملائم لہجہ، شیریں کلام، عالم ربانی، کنز العلماء، امام الفقہاء تفقہ فی الدین، حافظ، قاری، قرآن و سنت کے معتبر عالم، پیکر حسن اخلاق، درد مند، سخی، غریب پرور، حلیم، کوہِ استقامت، قائدانہ صلاحیتوں کے مالک، بے مثال جرنیل، میدانِ کارزار کے شہسوار، راہِ حق کے پر جوش مجاہد، دشمنانِ اسلام کے لئے پیغام اجل۔

یہ ہیں حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ جن کا شمار سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق یثرب کے معزز قبیلہ خزرج کی ایک شاخ اُدّی بن سعد سے تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

یثرب کی فضا شمیم رسالت سے مہک رہی تھی جگہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے چرچے ہو رہے تھے چند نوجوانوں سے آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو شرک اور بت پرستی کی مذمت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو پاکیزہ فطرت عطا کی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کا دل آئینہ کی مانند شفاف تھا وہ ان باتوں سے بڑے متاثر ہوئے۔ نبوت کا بارہواں سال تھا کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر مبلغ کی حیثیت سے یثرب تشریف لائے اور لوگوں کو توحید کی دعوت دینی شروع کی جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کی

Marfat.com

تشریف آوری کا پتہ چلا تو یہ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اسلام کی آفاقی تعلیم ان کے سامنے پیش کی یہ اسی وقت اسلام کی سعادتِ عظمٰی سے بہریاب ہو گئے۔

نبوت کا تیرہواں سال تھا کہ یثرب کے تقریباً پانچ سو آدمیوں کا قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا اس قافلہ میں پچھتر افراد ایسے بھی تھے جو اسلام کی لازوال تعلیم سے مالا مال تھے ان ہی میں حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے تاہم اہل قافلہ کو ان کے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا مکہ پہنچ کر یہ پچھتر نفوس قدسی ایک رات خاموشی سے عقبہ کی گھاٹی میں جمع ہوئے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے کچھ دیر تک سوال و جواب ہوتے رہے اس کے بعد یہ سب کے سب فخر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ انصاریوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یثرب آنے کی دعوت دی اور عرض کی ''ہم اپنی جان و مال اور اولادوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور ہر طرح مدد کریں گے۔'' آفرین صد آفرین یثرب کے ان انصاریوں پر انہوں نے عقبہ میں حضرت آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا تھا مرتے دم تک اس عہد کو اس شان، استقامت، عزیمت سے نبھایا کہ آج تک تاریخ اسلام کے اوراق اس کی آب و تاب سے جگمگا رہے ہیں۔

ماخوذ: خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس جانباز

آخر وہ ساعت سعید آ ہی گئی جس کا جاں نثاروں کو ایک عرصہ سے انتظار تھا ہادیٔ امم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے مکہ معظمہ کو الوداع کہا اور یثرب تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آوری سے اس قدیم شہر یثرب کی قسمت جاگ اٹھی اب یہ یثرب نہیں رہا بلکہ مدینۃ النبی بن گیا۔ حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے اور انہوں نے خود کو خدمتِ نبوی کے لئے وقف کر دیا اب وہ تھے اور آستانۂ نبوی۔ انہیں یہ گوارا ہی نہیں تھا کہ ایک لمحہ کے

Marfat.com

لئے بھی کاشانۂ نبوی سے جدا ہوں وہ براہِ راست فیضِ نبوی سے مستفیض ہوتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ کلام ربانی اور ارشادِ نبوی کا مخزن بن گیا ہجرت کے چند ماہ بعد فخر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجروں اور انصار کے درمیان مواخاۃ قائم کی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا دینی بھائی بنایا اللہ کی شان دیکھئے کہ ان دونوں اسلامی بھائیوں نے تفقہ فی الدین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام الفقہا کے لقب سے مشہور ہوئے اور حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ فقیہہ الامت کے لقب سے آراستہ ہوئے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرتا پا غرق، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''اے معاذ رضی اللہ عنہ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے انتہائی ادب کے ساتھ عرض کی۔ ''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان یہ غلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔'' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے معاذ رضی اللہ عنہ! ہر نماز کے بعد اس دعا کو ضرور پڑھا کرو'اے میرے رب! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر کروں، اور اچھی عبادت کروں'۔'' ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا ''اے معاذ رضی اللہ عنہ! کس حال میں صبح کی۔'' عرض کی ''اس حال میں میں نے صبح کی کہ ایمان والا ہوں۔'' یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''ہر بات کا مطلب ہوتا ہے اور ہر حق کی حقیقت ہوتی ہے یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ میں مومن ہوں اس کا مطلب کیا ہے؟'' عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب کبھی صبح ہوئی تو میں نے سمجھ لیا کہ اب شام نہ ہوگی اور جب شام ہوئی تو میں نے سمجھ لیا کہ اب صبح نہ ہوگی اور میں نے جو بھی قدم اٹھایا تو یہ سمجھ لیا کہ اب دوسرا قدم نہ اٹھا سکوں گا یعنی زندگی کو بہت ہی ناپائیدار سمجھتا ہوں۔ آخرت پر مجھے ایسا یقین ہے کہ گویا میں ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ہر امت

Marfat.com

خوف کے مارے زانوں کے بل گری پڑی ہے اور اپنے نبی اور ان بتوں کے ساتھ جنہیں اللہ کے سوا دنیا میں پوجتی تھی اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جا رہی ہے اور گویا کہ میں ابھی ابھی دوزخیوں کا عذاب اور جنتیوں کا ثواب دیکھ رہا ہوں۔" یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کہ تم نے ایمان کی حقیقت کو سمجھ لیا اس پر مضبوطی سے جمے رہو۔"

ماخوذ: حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ وقتاً فوقتاً آنحضرت ﷺ سے نصیحتیں حاصل کرتے رہتے تھے اور خود ہادیٔ امم ﷺ بھی ان کو نصیحتیں فرماتے رہتے تھے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ "میں تم کو ایسی بات بتا دوں جو تجھے قابو میں رکھے؟" عرض کی "بسرو چشم" آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اس کو قابو میں رکھو یہ تم کو قابو میں رکھے گی اور بہت سے گناہوں سے بچا دے گی۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ہم سفر تھا میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! غلام کو ایسا عمل بتایئے کہ جس کے ذریعہ جنت میں داخل ہو جاؤں اور دوزخ سے دور رہ سکوں۔" یہ سن کر سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "تم نے بڑی چیز کا سوال کیا اور حقیقت میں کچھ بڑی بھی نہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان فرما دیں اس کے لئے بیشک ضرور آسان ہے اس کے بعد فرمایا "تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا۔ نماز قائم کر۔ زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ، بیت اللہ کا حج کر۔" اس کے بعد فرمایا "کیا تجھ کو خیر کے دروازے نہ بتا دوں؟" ادب عرض کی "ضرور بتایئے" فرمایا "روزہ ڈھال ہے جو نفس کی شہوتوں کو توڑ کر شیطان کے حملہ سے بچاتا ہے اور صدقہ گناہوں کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسان کا رات میں نماز (تہجد کے وقت) پڑھنا نیک بندوں کا امتیازی نشان

Marfat.com

ہے۔'' اس کے بعد انسان کامل ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں تہجد پڑھنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔ فرمایا

''ان کی کروٹیں (بستر چھوڑ کر) لیٹنے کی جگہوں سے جدا ہوتی ہیں وہ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کو ٹھنڈک کا سامان ان کے لئے خزانۂ غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے۔''

پھر فرمایا ''تجھ کو احکام الٰہی کی جڑ اور ان کا ستون اور اس کی چوٹی کا عمل نہ بتاؤں؟'' عرض کی ''غلام کو ضرور بتایئے'' فرمایا ''احکامِ الٰہی کی جڑ فرمانبرداری ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور چوٹی کا عمل جہاد ہے۔ اپنی زبان کو قابو رکھ۔ اپنی نجات کا سامان کر۔''

میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یا رسول اللہ ﷺ جو باتیں ہم کہتے ہیں کیا ان پر بھی پکڑ ہو گی؟'' فرمایا ''اے معاذؓ تم بھی عجیب آدمی ہو؟ منہ کے بل اوندھے کر کے جو چیز لوگوں کو دوزخ میں گرائے گی وہ ان کی زبان کی باتیں ہی تو ہوں گی۔'' پھر فرمایا ''جب تک تم خاموش رہتے ہو محفوظ رہتے ہو اور جب بولتے ہو تو تمہارا بول تمہارے لئے ثواب یا عذاب کا سبب بنا کر لکھ دیا جاتا ہے۔''

ماخوذ: حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ

حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ علوم دین کے سمندر تھے۔ حرام و حلال سے خوب واقف تھے مکہ کے درِّ یتیم ﷺ نے فرمایا ''میری امت میں حرام و حلال کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبلؓ انصاری ہیں۔'' پھر فرمایا ''قیامت کے دن معاذؓ عالموں کے

Marfat.com

آگے آگے ہوں گے۔'' یہ بھی ارشاد فرمایا ''چار اشخاص سے قرآن سیکھو عبداللہ ابن مسعودؓ، سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبل انصاریؓ۔''

حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ نے فرمایا مجھے سرورِ کونین ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔

۱۔ اللہ کا کسی کو شریک نہ بنا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔

۲۔ ماں باپ کی نافرمانی نہ کر اگرچہ تجھے حکم دیں کہ گھر سے نکل جا۔

۳۔ فرض نماز ہرگز مت چھوڑ جس نے فرض نماز چھوڑی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا۔ (یعنی اللہ کے ذمہ اس کو امن چین سے رکھنا اور دوزخ سے بچانا نہیں رہا)۔

۴۔ شراب ہرگز نہ پی کیونکہ وہ ہر گناہ کی جڑ ہے۔

۵۔ گناہ سے بچ کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔

۶۔ میدانِ جہاد سے نہ بھاگ اگرچہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں اور تو تنہا رہ جائے۔

۷۔ جب کسی جگہ وبائے عام ہو اور لوگ مرنے لگیں اور تو ان میں ہو تو اسی جگہ ثابت قدم رہ۔

۸۔ اپنا عمدہ مال اپنے گھر والوں پر خرچ کر۔

۹۔ ادب سکھانے کے لئے ان سے لاٹھی ہٹا کر نہ رکھ بلکہ ان کو سزا دینے کے

Marfat.com

لئے لاٹھی تیار رکھ۔

۱۰۔ ان کو اللہ کے معاملے میں ڈراتا رہ۔

غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو غزوۂ بدر سے لے کر غزوۂ تبوک تک کوئی غزوہ ایسا نہیں تھا جس میں حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کو سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کا شرف حاصل نہ ہوا ہو وہ ایک جید عالم ہی نہیں راہِ حق کے ایک سرفروش مجاہد بھی تھے ہر معرکہ میں کمال درجہ کی جرأت اور شجاعت و استقامت کا مظاہرہ کیا اور ثابت کر دیا کہ علم و فضل کے ساتھ وہ میدانِ رزم کے بھی شہسوار ہیں ان کی فضیلت کے لئے بیعت عقبۂ کبیرہ میں شریک ہونا ہی کچھ کم نہ تھا بدر، بیعت رضوان تبوک اور دوسرے غزوات میں شرکت نے ان کے پایۂ عظمت کو اور بھی بلند کر دیا۔

ماخوذ: خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس جاں نثار

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ سخی بھی تھے جو کوئی بھی سوال کرتا فوراً عنایت فرما دیتے تھے اور اگر اپنے پاس نہ ہوتا تو دوسروں سے قرض لے کر دے دیا کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ رضی اللہ عنہ حد سے زیادہ مقروض ہو گئے جب قرض خواہوں نے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا تو بہت پریشان رہنے لگے آخرکار ایک دن بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں سے اس سلسلے میں گفتگو فرمائی لیکن قرض خواہوں نے قرض معاف کرنے سے انکار کر دیا آخرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا تمام سامان فروخت کر کے قرض خواہوں میں تقسیم فرما دیا لیکن کچھ قرض پھر بھی باقی رہ گیا۔

جب معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ تشریف لائے تو یمن کے

Marfat.com

نومسلم رؤساء کی طرف سے ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور استدعا کی آپ ﷺ اپنا کوئی نمائندہ یمن کی امارت پر مامور فرمائیں جو عام تبلیغ کے علاوہ لوگوں کو دینی مسائل بھی سکھا دے اور ملک کا نظم ونسق بھی چلائے اس اہم خدمت کے لئے محسن انسانیت ﷺ کی نظر انتخاب حضرت معاذؓ پر پڑی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا ''اے معاذؓ! میں تم کو یمن کا حاکم بنا کر بھیج رہا ہوں تم تیار ہو کر آ جاؤ۔'' حضرت معاذؓ تیار ہو کر آئے اور مسجد نبوی کے سامنے کھڑے ہو گئے جب آپ ﷺ کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر نصیحتیں فرماتے ہوئے ان کے ساتھ پاپیادہ چلے آپ ﷺ نے فرمایا۔

اے معاذؓ! میں تم کو اللہ سے ڈرنے، سچ بولنے، عہد پورا کرنے، امانت ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یتیم پر رحم، پڑوس کے حق کی حفاظت کرنے، غصہ پینے اور تواضع سے پیش آنے، سب کو سلام کرنے اور نرمی سے بات کرنے کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ (اوصاف) ایمان میں لگے رہو اور قرآن کے علوم حاصل کرو۔ آخرت سے محبت کرو۔ حسابِ آخرت سے گھبراتے رہو، دنیا کی امید کم کرو اور اچھے عمل کرو۔ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور اگر گناہ ہو جائے تو فوراً ہی توبہ کرو اور اگر گناہ پوشیدہ طور پر ہو جائے تو پوشیدہ طور پر توبہ کرو اور اگر اعلانیہ ہو جائے تو اعلانیہ توبہ کرو، مریضوں کی عیادت کرو، بیواؤں اور ضعیفوں کی ضرورتیں پوری کرنے میں جلدی کرو۔ تنگ دستوں اور مسکینوں کے پاس بیٹھا کرو۔ اپنا بھی محاسبہ کرتے رہا کرو اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرو۔ دنیا کی لذتوں سے بچنا کیوں کہ اللہ کے بندے لذتوں میں پڑنے والے نہیں ہوتے لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا۔

Marfat.com

پھر آپ ﷺ نے اہل یمن کے متعلق فرمایا ''یمن والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، سختی نہ کرنا، لوگوں کی دلجوئی کرتے رہنا، ان کو متحد رکھنا، تمہارا وہاں ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑے گا جو اہل کتاب ہیں تم ان کو احسن طریقے سے توحید و رسالت کی دعوت دینا جب وہ اس کو صدق دل سے قبول کر لیں تو کہنا اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں بھی فرض کی ہیں جب وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو انہیں بتانا کہ تم پر زکوٰۃ بھی واجب ہے یہ تمہارے امیروں سے لے کر تمہارے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ جب زکوٰۃ دینا بھی منظور کر لیں تو تم ان کے عمدہ مال سے بچنا بلکہ درمیانی مال لینا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ اے معاذ رضی اللہ عنہ مجھے معلوم ہے کہ تم مقروض ہو اگر کوئی تمہیں ہدیہ دے تو قبول کر لینا میری طرف سے اجازت ہے۔''

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے سرورِ کونین ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ جب تمہیں فیصلہ کرنے کے مواقع پیش آئیں گے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کی۔ اللہ کی کتاب کے ذریعہ فیصلہ کروں گا (یعنی جو قرآن شریف کا حکم ہوگا)۔ محسنِ انسانیت ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں اس معاملہ کے متعلق فیصلہ نہیں پاؤ گے تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کی موافق فیصلہ دے دوں گا۔ معلم انسانیت ﷺ نے فرمایا۔ اگر اس معاملے میں سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ملے تو کیا کرو گے؟ عرض کی تو میں اجتہاد سے کام لوں گا ذرا سی بھی تقصیر نہیں کروں گا اور غور کرنے کے بعد جو سمجھ میں آئے گا اسی پر فیصلہ دے دوں گا۔ یہ سن کر سید عالم ﷺ خوش ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کے قاصد کو اس بات کی ہدایت دی جس سے اللہ کا رسول ﷺ راضی ہے۔

Marfat.com

کچھ وصیتیں ایسی تھیں جو حضرت معاذؓ کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ ساتھ چلتے ہوئے خیر الامم ﷺ نے فرمائی تھیں اور کچھ ایسی تھیں جو حضرت معاذؓ کے سوار ہو جانے کے بعد فرمائیں اس کی صورت ایسی تھی کہ حضرت معاذؓ سواری پر چل رہے تھے اور تاجدارِ امم ﷺ ان کی سواری کے ساتھ ساتھ پاپیادہ چل رہے تھے اور وصیت فرماتے جا رہے تھے۔ قارئین کرام توجہ فرمائیں۔ محسنِ انسانیت ﷺ کے اخلاق کی ایک ہلکی سی جھلک ملاحظہ فرمائیں غلام گھوڑے پر سوار اور تاجدارِ دوعالم ﷺ پاپیادہ ساتھ ساتھ چل رہے ہیں کیا تاریخ انسانیت ایسی تواضع اور بے نفسی کی مثال پیش کر سکتی ہے؟

جب وصیتیں فرما چکے تو آخر میں سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا۔ اے معاذؓ یہ بات ٹلنے والی نہیں شاید اس کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو جب تم مدینہ واپس آؤ تو میری قبر کو دیکھو۔

حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ عاشق صادق تھے آپ ﷺ کا ارشاد سن کر بے قرار ہو گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی عاشقِ صادق کی حالت دیکھ کر چشم مبارک بھیگ گئیں آپ ﷺ نے رخ انور مدینہ کی طرف پھیر لیا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا "بلاشبہ میرے دوست پرہیز گار ہیں جو بھی ہوں جہاں بھی ہوں۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا

> "اللہ تجھے سامنے سے پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے اور اوپر سے نیچے سے انسانوں اور جنوں کے شرور سے محفوظ رکھے۔"

حضرت معاذؓ نے ادب کے ساتھ آپ ﷺ کو الوداعی سلام کیا اور بڑی حسرت سے

Marfat.com

نمناک نظروں سے مدینہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''الٰہی! میں تقویٰ کو دوست رکھتا ہوں۔''

انسانِ کامل ﷺ نے اہل یمن کے نام ایک فرمان لکھوایا جس میں تحریر تھا کہ ''میں اپنے ساتھیوں میں سے بہترین شخص کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا صدقات اور جزیہ ان کے پاس جمع کرنا اور ان کو راضی رکھنا ناراض نہ کرنا۔'' حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ یمن پہنچے اور اپنے فرائض نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دینے لگے دوسرے عمال بھی ان کے ساتھ خوش دلانہ تعاون کرتے رہے اور اپنے اپنے علاقوں سے صدقات جزیہ وصول کر کے باقاعدگی سے ان کے پاس بھیجتے رہے آنحضرت ﷺ نے صدقات، جزیہ، غنیمت، خمس وغیرہ کے بارے میں مفصل ہدایات لکھ کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تھیں اور وہ ان ہی کے مطابق عمل کرتے تھے۔

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ ابھی یمن ہی میں تھے کہ ربیع الاوّل ۱۱ھ ہجری میں فخر دو عالم ﷺ نے وصال فرمایا جب آپ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کی رحلت کی خبر ملی تو ان پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے ان کا شیشۂ دل چور چور ہو کر رہ گیا سرورِ کونین ﷺ کی دائمی جدائی کا صدمہ ان کے لئے ناقابل برداشت تھا اب ان کا دل امارت سے اچاٹ ہو کر رہ گیا کچھ عرصہ بعد امارت کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے جب یہ مسجد نبوی کے سامنے سے گذرے اور قبر انور پر نظر پڑی تو ان کی آنکھوں کے ساغر بے اختیار چھلک پڑے قبر انور کو حسرت سے دیکھتے رہ گئے اس کے بعد لغزیدہ قدموں کے ساتھ بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوئے ان کے پاس کچھ سامان، غلام اور جانور تھے جو ان کو اہل یمن نے ہدیہ میں دیئے تھے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ تمام سامان خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا چونکہ ان کو محسن انسانیت ﷺ نے ہدیہ لینے

Marfat.com

کی اجازت مرحمت فرمائی تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ چیزیں لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا "یہ سب سامان تم کو مبارک ہوں۔"

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ میں قیام پذیر تھے لیکن دل کو سکون نہ تھا بار بار آپ رضی اللہ عنہ کے ذہن میں ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی گونج رہا تھا کہ "سب سے افضل عمل جہادِ فی سبیل اللہ ہے۔" عہد نبوی میں جتنے بھی غزوات ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں بھرپور شرکت کی اور تلوار کے خوب جوہر دکھائے جس کی وجہ سے انہوں نے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے جہاد میں شرکت کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس وقت شام میں غازیان اسلام رومی فوجوں سے برسرپیکار تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ بھی ان مجاہدین میں شامل ہو گئے جو شام جا رہے تھے ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے گئے اور اردن (فلسطین) میں سکونت اختیار کر لی اور یہ وہیں سے مجاہدین اسلام کے لشکر میں شامل ہو گئے اس وقت حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص فلسطین میں ہرقل کی فوج سے برسرپیکار تھے دشمن کو قدم قدم پر شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی قیادت میں فلسطین اور دیگر معرکوں میں تلوار کے خوب جوہر دکھائے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے طوفانی حملہ کی تاب نہ لا کر دشمن ان گنت لاشیں چھوڑ کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ رومی فوجوں کی مسلسل شکست نے شہنشاہ ہرقل کو غضب ناک کر دیا اس پر ہرقل نے ایک لشکر جرار مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے روانہ کیا اس لشکر نے اجنادین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا غازیانِ اسلام اس وقت مختلف محاذوں پر دشمن سے برسرپیکار تھے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ بن ولید دمشق میں، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص فلسطین میں، حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بلقاء میں اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بصریٰ میں تھے یہ سب

Marfat.com

اپنی اپنی فوج لے کر اجنادین پہنچ گئے اور متحد ہو کر رومی فوج کا مقابلہ کیا اس لڑائی میں حضرت معاذؓ میمنہ کے افسر تھے انہوں نے جنگ شروع ہونے سے پہلے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مسلمانو! آج اپنی جانوں کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالو اگر تم نے رومیوں کو عبرتناک شکست دے دی تو اس ملک کو دارالاسلام بنانے کی بنیاد پڑ جائے گی اور تم اللہ کی خوشنودی اور اجر عظیم کے مستحق ٹھہرو گے۔''

گھمسان کی جنگ ہوئی حضرت معاذؓ بن جبل نے شروع سے آخیر تک کوہِ استقامت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ دشمن کو عبرتناک شکست ہوئی اور بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جنگ اجنادین کے بعد مجاہدین اسلام نے دمشق کا محاصرہ کر لیا اسی دوران مسلمانوں کو خفیہ طور پر اطلاع ملی کہ شاہِ روم ہرقل نے اپنے ایک فوجی افسر ورنجار کو ایک بڑی فوج دے کر دمشق والوں کی مدد کے لئے روانہ کیا ہے۔ حضرت خالدؓ نے فوراً فوج کا ایک حصہ دمشق میں چھوڑا اور بقیہ فوج لے کر ورنجار کے مقابلہ کے لئے پہنچے۔

حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ کو میمنہ کا افسر مقرر کیا جنگ شروع ہوئی تو حضرت معاذؓ دشمن کے میمنہ پر قہرِ خداوندی بن کر ٹوٹ پڑے اور تہس نہس کر کے رکھ دیا ادھر حضرت خالد بن ولیدؓ، ہاشم بن عتبہؓ سعید بن زیدؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے اتنی شدّت سے حملہ کیا کہ دشمن ہزاروں لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گیا اللہ نے مجاہدین اسلام کو یہاں بھی فتح دی یہاں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ دوبارہ دمشق واپس آ گئے اور محاصرے کو مزید سخت کر دیا یہ محاصرہ ابھی جاری تھا کہ ۲۲ر جمادی اخریٰ ۱۳ھ ہجری کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رحلت فرمائی اور حضرت عمر فاروقؓ مسندِ خلافت پر جلوہ

Marfat.com

افروز ہوئے انہوں نے خط کے ذریعے حضرت ابو عبیدہؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ کی رحلت کی اطلاع دی اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے دربار فاروقی سے خط لانے والے قاصد کے سامنے حضرت معاذؓ کو بلایا آپؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کی خبر سن کر ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' پڑھا اور قاصد سے دریافت کیا ''حضرت ابوبکرؓ پر اللہ کی رحمت ہو ان کے بعد مسلمانوں نے کیا فیصلہ کیا؟'' قاصد نے کہا ''حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور تمام مسلمانوں نے خوش دلی سے ان کی بیعت کر لی۔'' یہ سن کر حضرت معاذؓ نے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا ''الحمدللہ مسلمانوں نے بہت اچھا کیا کہ عمر فاروقؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔'' اس کے بعد قاصد نے حضرت عمر فاروقؓ کی طرف سے چند اکابر صحابہؓ کا حال دریافت کیا ان اکابر صحابہؓ میں حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت یزید بن ابی سفیانؓ، سعید بن زیدؓ اور حضرت معاذؓ بھی شامل تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت معاذؓ کے بارے میں فرمایا۔ ''یہ ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے بلکہ جیسے جیسے ان کی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے دنیا سے ان کی بے رغبتی بڑھتی جا رہی ہے اور آخرت کا اشتیاق زیادہ ہو رہا ہے۔'' اس گفتگو کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنی اور حضرت معاذؓ کی جانب سے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو ایک خط لکھا جس میں امید ظاہر کی کہ ''وہ یعنی حضرت عمرؓ دوست، دشمن، معزز، حقیر، کمزور اور قوی سب کے ساتھ یکساں سلوک اور انصاف کریں گے اور ہمیشہ خوفِ خدا سے کام لیں گے۔'' قاصد کے جانے کے بعد مسلمانوں نے دمشق کے محاصرے کو اور شدید کر دیا اور بالآخر گھمسان کی جنگ ہوئی اور رومی فوج کو عبرتناک شکست ہوئی اللہ نے مسلمانوں کو فتح عظیم دی اور پرچم اسلام بلند ہو گیا۔ دمشق کی عبرتناک شکست نے رومیوں کو سخت برہم کر دیا انہوں نے

Marfat.com

شہر بیسان میں جمع ہو کر زور شور سے مقابلہ کی تیاری شروع کر دی رومی لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی جو کیل کانٹے سے لیس تھی مجاہدین اسلام نے بھی دمشق پر اپنا قبضہ مستحکم کر کے بیسان کا رخ کیا اور ان کے سامنے فحل کے مقام پر پڑاؤ کیا رومیوں نے اس خوف سے کہ مسلمان اچانک حملہ آور نہ ہوں آس پاس جس قدر نہریں تھیں تمام بند توڑ دیئے جس کی وجہ سے فحل اور بیسان کا درمیانی علاقہ زیر آب آ گیا اس طرح بیسان میں جمع ہونے والی رومی فوجیں خود کو محفوظ سمجھنے لگیں لیکن مجاہدین اسلام کا سیل رواں کب رکنے والا تھا رومی فوجیں مسلمانوں کا استقلال دیکھ کر دنگ رہ گئیں اور صلح کرنے پر مجبور ہوئیں اور سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ''اپنا کوئی سفیر ہمارے پاس بھیجو۔'' آپ رضی اللہ عنہ کی نظر انتخاب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل انصاری پر پڑی ان کو سفیر بنا کر بھیجا ادھر رومیوں نے اسلامی سفیر کو مرعوب کرنے کے لئے ایک زرّیں خیمہ میں بڑی شان و شوکت سے دربار آراستہ کیا دیبائے زریں کا فرش کا بچھا ہوا تھا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سپاہیانہ شان سے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچے دربار کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور دیبائے زریں کے فرش کے کنارے آ کر ٹھہر گئے ایک رومی سپاہی آگے بڑھا اور ادب سے عرض کیا ''گھوڑے کی لگام میں پکڑ لیتا ہوں آپ ہمارے سرداروں کے پاس دربار میں اندر تشریف رکھیں۔'' حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور تقدس کا عام چرچا تھا اور عیسائی تک ان کی خوبیوں سے واقف تھے وہ دل و جان سے ان کی عزت کرنا چاہتے تھے اور ان کا باہر کھڑا رہنا ان کو گراں گزر رہا تھا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''میں ان قیمتی قالینوں پر بیٹھنا گناہ سمجھتا ہوں جو غریبوں کا حق چھین کر تیار ہوئے ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ زمین پر بیٹھ گئے۔ رومیوں نے کہا ''افسوس ہم آپ رضی اللہ عنہ کی عزت کرنا چاہتے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ کو خود ہی اپنی عزت کا خیال نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ غلاموں کی طرح

Marfat.com

زمین پر بیٹھ گئے۔'' یہ سن کر آپؓ کو جلال آ گیا وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور پر جوش لہجہ میں فرمایا ''جس کو تم عزت سمجھتے ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں اگر زمین پر بیٹھنا غلاموں کا شیوہ ہے تو مجھ سے بڑھ کر اللہ کا غلام کون ہو سکتا ہے؟'' رومی ان کی جرأتِ گفتار دیکھ کر دنگ رہ گئے ایک رومی سپاہی نے شائستہ لہجہ میں سوال کیا۔ ''کیا مسلمانوں میں آپؓ سے بڑھ کر کوئی اور ہے؟'' فرمایا ''معاذ اللہ! یہی بہت ہے کہ میں سب سے بدتر ہوں۔'' رومی آپؓ کا جواب سن کر خاموش ہو گئے۔ حضرت معاذؓ نے کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد مترجم سے کہا ''ان سے کہہ دو کہ اگر تم کو مجھ سے کچھ کہنا نہیں ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔'' رومیوں نے کہا ''ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اس طرف کس غرض سے آئے ہیں؟ ابی سینا کا ملک آپ کے قریب ہے فارس کا بادشاہ مر چکا ہے اور وہاں کی حکمران ایک عورت ہے اس کو چھوڑ کر آپ نے ہماری طرف رخ کیوں کیا؟ حالانکہ ہمارا شہنشاہ سب سے زیادہ طاقتور ہے اس کے پاس لاتعداد فوج ہے وسائل ہیں اور تعداد میں ہم ستاروں اور زمین کے ذرّوں کے برابر ہیں۔'' یہ سن کر آپؓ نے فرمایا۔

سب سے پہلے ہماری درخواست ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھو، شراب پینا چھوڑ دو، سؤر کا گوشت کھانا چھوڑ دو، ہمارے رسول ﷺ کے طریقوں پر عمل کرو پھر ہم تمہارے دینی بھائی ہیں اگر اسلام لانا منظور نہیں جزیہ دو۔ اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ تم اگر آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذرّوں کے برابر ہو تو بھی ہم کو کثرت اور قلت کی پرواہ نہیں ہم اپنی تعداد اور کثرت پر بھروسہ نہیں رکھتے بلکہ ہمارا بھروسہ صرف اللہ کی ذات پر ہے اس کے حکم سے کتنی چھوٹی جماعتوں نے اپنے سے کئی گنا بڑی فوجوں پر فتح حاصل کی ہے اللہ نے ہمیں بتایا ہے

Marfat.com

''بارہا بہت سی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ گئیں۔''

(القرآن)

تم کو اس پر ناز ہے کہ تم ایسے شہنشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہاری جان و مال کا اختیار ہے لیکن ہم نے جس کو اپنا امیر بنا رکھا ہے وہ کسی بات میں اپنے آپ رضی اللہ عنہ کو ترجیح نہیں دے سکتا اور وہ زنا کرے تو اس کو سرعام درّے لگائے جائیں اگر وہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں نہ وہ ہم سے چھپ کر رہتا ہے اور نہ اپنے آپ رضی اللہ عنہ کو ہم سے بڑھ کر سمجھ سکتا ہے نہ وہ مالِ غنیمت میں ہم سے زیادہ حصہ پاتا ہے۔'' رومیوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر کہا ''ہم تم کو بلقاء کا علاقہ اور اُردن کا وہ علاقہ جو تمہارے ملک سے متصل ہے دیتے ہیں یہ ملک چھوڑ کر فارس (ایران) چلے جاؤ۔'' حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کی پیشکش رد کر دی اور اٹھ کر چلے آئے سفارت ناکام ہو گئی۔

ماخوذ: الفاروق

اب رومیوں نے براہِ راست سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنی چاہی اس غرض سے انہوں نے ایک خاص ایلچی بھیجا جس وقت وہ لشکر میں پہنچا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہاتھ میں تیر تھے جن کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے قاصد نے خیال کیا تھا کہ سپہ سالار بڑا جاہ وحشم رکھتا ہو گا اور یہی اس کی شناخت کا ذریعہ ہو گا لیکن وہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا سب ایک ہی رنگ میں ڈوبے نظر آتے تھے آخر کار گھبرا کر اس نے پوچھا ''تمہارا سپہ سالار کون ہے؟'' ایک مجاہد نے کہا ''وہ سامنے زمین پر بیٹھے ہیں۔'' قاصد حیران رہ گیا اور تعجب سے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ''کیا درحقیقت آپ رضی اللہ عنہ ہی

Marfat.com

سپہ سالار ہیں؟'' فرمایا ''ہاں'' اس نے پہلی پیشکش میں یہ اضافہ کیا کہ اسلامی فوج کے ہر فرد کو دو دو اشرفیاں دی جائیں گی آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرح یہ پیشکش ٹھکرا دی رومی قاصد برہم ہو کر اٹھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے تیور دیکھ کر فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعے آگاہ کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا ''ثابت قدم رہو اللہ تمہارا حامی و ناصر ہے۔'' سفارت ناکام ہو جانے کے دو دن بعد جنگ کا آغاز ہوا گھمسان کا رن پڑا اس معرکہ میں بھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ میمنہ کے افسر تھے معمول کے مطابق وہ خود بھی کمال بہادری سے لڑے اور اپنی ماتحت فوج کو بھی بڑی چابکدستی سے لڑایا اس معرکہ کے بعد اُردن کے تمام شہر اور مقامات نہایت آسانی سے فتح ہو گئے۔

اُردن کی فتح کے بعد مجاہدین اسلام کا سیل رواں حمص، حماۃ، شیراز، معرۃ النعمان، لاذقیہ کو سیراب کرتا ہوا یرموک کے قریب پہنچا ان تمام معرکوں میں حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ دشمنانِ اسلام کے لئے پیغام اجل ثابت ہوئے اسی دوران دربارِ فاروقی سے پیغام پہنچا ''آگے نہ بڑھو جن شہروں کو فتح کر لیا ہے ان کو مستحکم کرو تاکہ وہاں کسی قسم کی ابتری نہ ہونے پائے۔'' حکم کی تعمیل کی گئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ایک ہزار فوج لے کر دمشق روانہ ہو گئے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اردن میں قیام کیا اور خود حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح نے حمص میں قیام کیا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن ثابت انصاری یہاں پہلے سے موجود تھے۔

مسلمانوں کی مسلسل فتوحات نے ہرقل کو غضب ناک کر دیا اس نے مسلمانوں کو عبرتناک شکست دینے کے لئے ایک لشکر ترتیب دیا جو دو لاکھ جنگجوؤں پر مشتمل تھا اس لشکر کو ہر قسم کا سامانِ حرب و ضرب دے کر روانہ کیا۔ یہ لشکر یرموک کے میدان میں خیمہ زن ہوا توحید کے پرستار جذبۂ جہاد سے سرشار جن کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی دشمن کے ٹڈی دل لشکر سے پنجہ

Marfat.com

آزمائی کے لئے یرموک کے میدان میں دشمن کے سامنے خیمہ زن ہوئے ٹڈی دَل لشکر کو دیکھ کر ایک مجاہد کے منہ سے اتفاقاً یہ جملہ نکل گیا۔ ''اللہ اکبر! کس قدر فوج ہے؟'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو غضبناک ہو کر کہا ''چپ رہ! خدا کی قسم میرے گھوڑے کے سم اچھے ہوتے تو میں ان سے کہہ دیتا اتنی ہی فوج اور لے آئیں۔'' رجب ۱۵ھ ہجری کو یرموک کے میدان میں تثلیث کے پجاریوں اور مے توحید سے سرشار مجاہدین اسلام میں گھمسان کی جنگ ہوئی یہ اتنی ہولناک جنگ تھی کہ جس نے پچھلے تمام معرکوں کو دھندلا کر رکھ دیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل انصاری اس معرکہ میں بھی میمنہ کے ایک حصہ کے سالار تھے انہوں نے ابتدا سے جنگ کے اختتام تک نہایت استقلال اور ہمت کے ساتھ دادِ شجاعت دی ان کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد محترم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ جانبازی کا حق ادا کرتے رہے۔

علامہ شبلی نعمانی الفاروق صفحہ ۲۱۵۔۲۱۴ میں لکھتے ہیں۔

عیسائیوں نے نہایت زور شور سے حملہ کیا تیروں کی بارش برساتے ہوئے بڑھے مسلمان دیر تک ثابت قدم رہے لیکن حملہ اس زور سے کیا تھا کہ مسلمانوں کا میمنہ ٹوٹ کر فوج سے علیحدہ ہو گیا اور نہایت بے ترتیبی سے پیچھے ہٹا ہزیمت یافتہ افراد ہٹتے ہٹتے عورتوں کی خیمہ گاہ تک آ گئے عورتوں کو یہ حالت دیکھ کر سخت غصہ آ گیا اور خیمہ کی چوبیں اکھاڑ لیں اور پکاریں ''کہ مردو ادھر آئے تو چوبوں سے تمہارا سر توڑ دیں گے'' خولہ رزمیہ شعر پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلاتی تھیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو گھوڑے سے کود پڑے اور کہا ''میں تو پیدل لڑ سکتا ہوں لیکن کوئی بہادر اس گھوڑے کا حق ادا کر سکے تو گھوڑا

Marfat.com

حاضر ہے۔'' ان کے بیٹے نے کہا ہاں! یہ حق میں ادا کروں گا کیونکہ میں سوار ہو کر اچھا لڑ سکتا ہوں۔''

الغرض دونوں باپ بیٹے فوج میں گھسے اور اس دلیری سے جنگ کی کہ مسلمانوں کے اکھڑے پاؤں پھر سنبھل گئے۔ بوریہ نشینوں نے اللہ کی نصرت کے ساتھ قیصر کا زرّیں تاج و تخت الٹ کے رکھ دیا ان کی عسکری قوت اور غرور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا رومی ایک لاکھ فوج کٹوا کر میدان سے فرار ہو گئی فضا تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھی فتح کا نیرِ اعظم مشرق سے طلوع ہوا ہلالی پرچم فضا میں لہرایا اور غازیانِ اسلام اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ تین ہزار غازیانِ اسلام شہید ہوئے۔ تاریخ شاہد ہے اس معرکہ کے بعد رومی کبھی اتنی بڑی تعداد میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکے قیصر انطاکیہ میں تھا کہ شکست کی خبر پہنچی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے شام کی طرف رخ کر کے کہا ''الوداع اے شام الوداع'' اس کے بعد وہ قسطنطنیہ چلا گیا۔ اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح نے فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے قاصد روانہ کیا جس نے بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہو کر فتح کی خوشخبری سنائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے سجدہ ریز ہو کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ جنگ یرموک کے بعد مسلمانوں کی فتوحات کا سیلاب قنسرین، حلب، انطاکیہ سے گزرتا ہوا بیت المقدس کے سامنے جا رکا۔ بیت المقدس کا حال حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے باب میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں مکرّر لکھنے کی ضرورت نہیں۔

۱۸ھ ہجری آخری سانسیں لے رہا تھا کہ شام، مصر اور عراق میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی اس وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں مقیم تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ''تم اس وبا زدہ علاقہ سے نکل کر کسی پر فضا مقام پر چلے جاؤ۔'' حضرت

Marfat.com

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا جب امیر المومنین کا اصرار بڑھا تو آپ رضی اللہ عنہ کل فوج کو لے کر جابیہ پہنچے جو پرفضا مقام تھا لیکن اس سے پہلے ہزاروں مجاہدین موت کے مہمان بن چکے تھے جابیہ پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے جب مرض شدّت اختیار کر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اس موقع پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ وبا تمہارے اللہ کی رحمت تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تم سے قبل نیکوں کی موت ہے اور اب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے رب سے اس سعادت میں حصہ پانے کا خواہش مند ہے۔" ابھی ان کا خطبہ جاری تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی ادھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے سلام کے لئے منہ پھیرا ادھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آپس میں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے تھے اپنے مخلص دوست حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی بے وقت وفات پر غم سے نڈھال ہو گئے آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا۔ فرمایا

> "لوگو! گناہوں سے توبہ کرو۔ جو بندہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے جو شخص مقروض ہو وہ قرض کا بار اپنے سر سے اتارے کیونکہ قرض آخرت میں مصیبت کا باعث بنے گا جو مسلمان اپنے کسی بھائی سے خفا ہے وہ اس سے صلح کرے کیونکہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام و کلام بند رکھے یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ مسلمانو! ایک ایسا شخص تم سے جدا ہو گیا ہے جو اخلاق محاسن کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ تھا وہ سب سے زیادہ درگذر کرنے والا تھا مسلمانوں کا سب سے زیادہ

Marfat.com

خیر خواہ تھا سب سے بڑھ کر غل غش سے پاک تھا اس کے لئے رحمت کی دعائیں کرو اب اس جیسا کوئی سردار نہیں ملے گا۔"

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص اور حضرت ضحاک بن قیس کے ساتھ مل کر امین الامت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کو سپردِ خاک کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد خیمہ میں آئے تو اکلوتے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو طاعون کے مرض میں مبتلا پایا نہایت استقلال سے کہا "اے فرزند! یہ خدا کی طرف سے حق ہے دیکھو بیٹا کسی شبہ میں نہ پڑنا" بیٹے نے جواب دیا۔ "اللہ نے چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ مجھ کو صابر پائیں گے۔" اتنا کہا اور خالقِ حقیقی سے جا ملے اس سے پہلے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں بھی طاعون کی نذر ہو چکی تھیں۔ اکلوتے بیٹے کی وفات کے بعد یہ بالکل تنہا رہ گئے جس کے بعد ان کو بھی اللہ کی طرف سے بہت جلد بلاوا آ گیا۔ مرض جب شدت اختیار کر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو سپہ سالار مقرر کیا۔

حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کی انگلی میں پھنسی نکلی جس میں سخت تکلیف تھی لیکن وہ خوش تھے اور فرماتے تھے "تمام دنیا کی دولت اس تکلیف کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔" جب درد حد سے بڑھ جاتا تو بے ہوش ہو جاتے جب ہوش آتا تو فرماتے۔ "الٰہی! تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں اس لئے مجھ کو اپنے غم میں غمگین رکھ۔" درد کی شدت سے پھر بے ہوش ہو جاتے اور جب ہوش میں آتے تو اسی طرح کے کلمات دوبارہ دہراتے۔ وفات کی رات بہت بے چین تھے اور بار بار پوچھتے تھے "دیکھو کیا صبح ہو گئی" لوگ کہتے "ابھی نہیں ہوئی۔" جب رات گذر گئی اور انہیں بتایا گیا کہ "اب صبح ہو گئی ہے۔" تو فرمایا

Marfat.com

"میں اس رات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جس کی صبح جہنم کی طرف لے جائے مرحبا ہو موت کے لئے اس زیارت کرنے والے کے لئے جو کچھ مدت کے لئے اپنے حبیب سے جدا تھا اب فاقہ کی حالت میں اس کے پاس آ رہا ہے۔ الٰہی! بے شک میں تجھ سے ڈرا کرتا تھا آج میں تجھ سے مغفرت اور رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ میں نہ تو دنیا کو دوست رکھتا تھا اور نہ اس لئے دنیا میں زیادہ ٹھہرنے کو کہ درخت بوؤں اور نہریں کھودوں لیکن دوپہر کی پیاس کو دوست رکھتا تھا اور اس بات کو کہ ذکر کے حلقوں میں علماء کے پاس بیٹھوں۔"

وفات کا وقت بالکل قریب پہنچا تو حضرت معاذؓ پر سخت گریہ طاری تھا لوگوں نے عرض کی "آپؓ سرورِ کونین ﷺ کے محبوب صحابی ہیں مجاہد فی سبیل اللہ ہیں آپؓ کا سینہ قرآن حکیم کا مخزن ہے آپؓ کیوں روتے ہیں؟" فرمایا "میں نہ موت کے ڈر سے روتا ہوں اور نہ دنیا چھوڑنے کا مجھے کوئی غم ہے میں اس خیال سے روتا ہوں کہ معلوم نہیں کہ آخرت میں میرا کیا حال ہو گا؟" یہ کہتے کہتے ساقی کوثر ﷺ کے عاشقِ صادق جلیل القدر صحابی، بے مثل جرنیل حضرت معاذ بن جبل انصاریؓ کی روح ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ اسلام کے اس بطل جلیل کو لحد میں اتارا گیا۔ ان کی موجودگی میں ان کے اکلوتے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن معاذؓ کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے ان کے اٹھ جانے سے خاندان اڈی کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

Marfat.com

سیدنا حضرت بلال ؓ بن رباح

سیدنا حضرت بلال ؓ بن رباح حبشی النسل تھے یہ مکہ میں پیدا ہوئے ان کے والد رباح بنی جمح کے غلام تھے۔ گویا حضرت بلال ؓ غلام ابن غلام تھے ایک غلام کے یہاں پیدا ہوئے غلامی کے ماحول میں بچپن گذرا جب جوانی کی منزل پر قدم رکھا تو انہوں نے خود کو غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑا پایا ایسے عالم میں مکہ میں صدائے توحید بلند ہوئی یہ مقدس آواز حضرت بلال ؓ اور اہل مکہ کے لئے اجنبی تھی لیکن صدائے حق کو سنتے ہی حضرت بلال ؓ کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ان کو گوہر مقصود مل گیا وہ صوت محمدی ﷺ کی طرف دیوانہ وار دوڑے، تیزی سے دوڑے اور حکیم انسانیت ﷺ کے مقدس قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور جب انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو ان کا سیاہ فام چہرہ نورِ ایمان سے تمتما رہا تھا ان کی دل کی دنیا بدل چکی تھی ان کی بے چین روح ایک لطیف سا سکون محسوس کر رہی تھی۔

لات و ہبل کے پجاری یہ کیوں کر گوارا کر سکتے تھے کہ ان کا غلام زادہ ان کی سیادت کو چیلنج کرے ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرے اور ببانگ دہل کہے کہ ''میں صرف اللہ کا بندہ ہوں اور میرے مقتدی و پیشوا میرے سردار صرف اور صرف اللہ کے مقدس نبی آنحضرت ﷺ ہیں۔'' حبشی غلام زادے کے منہ سے اعلانِ حق سنتے ہی سردارانِ قریش غصّے سے کانپ اٹھے غیض و غضب کے سمندر میں طوفان امنڈ آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے حضرت بلال ؓ پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

حضرت بلال ؓ کا آقا امیہ بن خلف انتہا سے زیادہ سخت دل تھا اس نے حضرت بلال ؓ سے کہا۔ ''اے بلال ؓ! اپنے آبائی دین کی طرف پلٹ آؤ ورنہ اس کا انجام نہایت

Marfat.com

بھیانک ہوگا۔“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مئے توحید کے نشے میں مست ہو چکے تھے انجام سے بے پرواہ ہو کر جواب دیا ”میرے جسم پر تمہارا زور چل سکتا ہے لیکن میں اپنا دل اور اپنی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے حوالے کر چکا ہوں اب ذاتِ واحد کی عبادت ہی میری زندگی کا منتہائے مقصود ہے تمہارے خود ساختہ معبودوں کو پوجنا میرے بس کی بات نہیں۔“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس جرأت مندانہ جواب نے امیہ بن خلف کو غضب ناک کر دیا اور وہ کڑک کر بولا۔ ”اچھا! اپنی بے دینی کا مزہ چکھو میں دیکھوں گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تمہیں کیسے چھڑاتے ہیں؟“

مکہ میں حرہ کی زمین گرمی کے سبب مشہور ہے یہ دھوپ میں تانبے کی طرح گرم ہو جاتی ہے امیہ دوپہر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گھر سے لے جاتا اور حرہ کی تپتی زمین پر لٹا کر ایک بھاری پتھر ان کے سینہ پر رکھ دیتا تاکہ وہ جنبش نہ کر سکیں پھر کہتا ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے باز آ جا اور لات و ہبل کے معبودِ برحق ہونے کا اقرار کر لے ورنہ اسی طرح پڑا رہے گا۔“ اس کے جواب میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اطمینان سے جواب دیتے ”احد، احد“ امیہ غضب ناک ہو کر ان کو زدوکوب کرتا لیکن شیدائے حق حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان سے ”احد، احد“ کی آواز نکلتی تھی۔

ایک دن تو اس ظالم نے شقاوت کی انتہا کر دی اس نے پوری ایک رات اور ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھوکا پیاسا رکھا اور تپتی ہوئی ریت پر ان کے رقص بسمل کا تماشا دیکھتا رہا۔

امیہ بن خلف نے دیکھا کہ اتنی سختیوں کے باوجود اس عاشق صادق کی جبین ہمت پر شکن تک نہیں پڑی تو اس کی آتش غضب بھڑک اٹھی اس نے دوسرے غلاموں اور لڑکوں کو بلا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا اور کہا ”لات و ہبل کے اس باغی کو اتنی بھیانک سزا دو کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کا نام لینا چھوڑ دے۔“

Marfat.com

یہ بدبخت امیہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے حضرت بلال ﷺ پر کوڑے برساتے دن کے وقت ان کے کپڑے اتروا کر لوہے کی زرہ پہناتے اور دھوپ میں ڈال دیتے اور شام کو ہاتھ پاؤں باندھ کر کال کوٹھری میں بند کر دیتے اور تازیانے برساتے لیکن حضرت بلال ﷺ کی زبان سے احد، احد" کے سوا کچھ نہ نکلتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت بلال ﷺ کے گلے میں رسی باندھ کر مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے اور پھر جلتی ہوئی ریت پر لٹا دیتے اور ان پر پتھروں کا ڈھیر لگا دیتے۔ الغرض سیدنا حضرت بلال ﷺ ایک عرصہ تک ظلم وستم کی چکی میں پستے رہے آخر کار اللہ نے آپ ﷺ کی رہائی کی سبیل پیدا کر دی۔ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے آپ ﷺ کے آقا امیہ بن خلف کو زرِ کثیر دے کر آپ ﷺ کو آزاد کرا لیا۔ اب حضرت بلال ﷺ آزاد تھے ان کی گردن میں صرف ایک اللہ کی غلامی اور آنحضرت ﷺ کی پیروی کا قلادہ تھا اور اب وہ کسی اور کے سامنے جواب دہ نہ تھے یہاں ان کو ایسے ساتھی مل گئے تھے جہاں کالے گورے کی کوئی تمیز نہ تھی ہر شخص ان سے والہانہ محبت اور خلوص سے پیش آتا تھا وہ اب غلام نہ تھے بلکہ برادریٔ اسلامی کے ایک ممتاز رکن تھے۔

جب ظلم وستم حد سے بڑھے بے بس اور بے کس مسلمانوں پر مکہ کی زمین خود اہل مکہ نے تنگ کر دی تو اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم آیا چنانچہ محسنِ انسانیت ﷺ نے لوگوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ ہجرت کرنے والوں میں حضرت بلال ﷺ بھی شامل تھے جب آفتابِ ہدایت مدینہ کے افق پر طلوع ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال ﷺ اور حضرت رد یحہ انصاری ﷺ کے درمیان برادرانہ رشتہ قائم کیا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے تھے جب اللہ کی طرف سے نماز با جماعت کا حکم آیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال ﷺ کو مؤذن کے منصب پر فائز کیا اس طرح پہلی بار مسلمانوں کے کان اذانِ بلالی ﷺ سے آشنا ہوئے آپ ﷺ کی آواز میں سحر تھا جو بھی اذان سنتا تڑپ اٹھتا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کو تلوار

Marfat.com

اور نیزے کی زبان میں بھی گفتگو کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔ غزوۂ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت قابل دید تھی امیہ بن خلف جس نے آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے جب وہ سامنے آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو للکارا وہ پلٹا اور پلٹ کر تلوار کا بھرپور وار کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے وار کو روکا اور فوراً ہی تلوار کا بھرپور وار کیا دوسرے لمحہ اس بدبخت کی نعش خاک وخون میں لتھڑی پڑی تھی۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جتنے غزوات ہوئے سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تلوار کے خوب جوہر دکھائے اور جب مکہ فتح ہوا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان طلیحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ تطہیر کعبہ کے بعد محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے بلال رضی اللہ عنہ! کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر توحید کی صدائے تکبیر بلند کرو۔"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ اپنی دلکش آواز میں اشہد انّ محمد رسول اللہ پکار رہے تھے تو زمین وآسمان پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اور اس اذان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

یہ وقت بھی اپنے اندر نہایت نعمت و بزرگی رکھتا تھا جس کے دامنِ اجلال تک دستِ ادراک کی رسائی ناممکن ہے اس وقت کی عظمت کو حاملانِ عرش سے پوچھنا چاہئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اس اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی تھی بلکہ اس سے بھی گذر گئی تھی۔ خداوندا اس وقت کے طفیل ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رکھ اور کلمۂ اسلام کو بلند فرما۔

چالیس جانثار صفحہ ۵۲-۵۱

Marfat.com

۱۱ھ ہجری میں سرورِ کائنات ﷺ نے سفر آخرت فرمایا تو حضرت بلال ؓ پر غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اپنے محبوب آقا ﷺ کی جدائی نے ان کے دل کی دنیا اجاڑ دی آپ ؓ کی روح فراقِ محبوب ﷺ میں ہر وقت بے چین رہتی کسی طور آپ ؓ کو قرار نہیں آتا تھا آخر کار ایک روز خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ''اے خلیفۂ رسول اللہ ﷺ! مجھے جہاد پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔'' یہ سن کر آپ ؓ نے فرمایا۔ ''اے سیدنا بلال ؓ اس عالم پیری میں مجھے تمہارے مشورے اور رہنمائی کی ضرورت ہے خدا کے لئے مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ۔'' چنانچہ آپ ؓ نے خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کے احترام میں مدینہ میں رہنا منظور کر لیا اور جب عہد فاروقی آیا تو اس وقت بھی آپ ؓ نے حضرت عمر فاروق ؓ سے جہاد پر جانے کی اجازت چاہی تو آپ ؓ نے بھی حضرت بلال ؓ کو اپنے پاس رہنے کی درخواست کی لیکن جب حضرت بلال ؓ کا اصرار بڑھا تو مجبوراً حضرت عمر ؓ نے آپ ؓ کو جہاد پر جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ ؓ مدینہ سے شام پہنچے اور امین الامت حضرت ابوعبیدہ ؓ بن الجراح کے لشکر میں شامل ہو کر رومی فوجوں پر بجلی بن کر ٹوٹ پڑے۔

جب رومی طاقت پاش پاش ہو کر رہ گئی شام اور اس کے آس پاس کے تمام ایشیائی رومی مقبوضات پر اسلامی پرچم لہرانے لگا تو آپ ؓ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم ؓ سے درخواست کی کہ ''میں مستقل طور پر شام میں رہنا چاہتا ہوں۔'' چنانچہ آپ ؓ نے دل پر پتھر رکھ کر حضرت بلال ؓ کی درخواست منظور کر لی۔

شام فتح ہو چکا تھا صرف بیت المقدس باقی رہ گیا تھا جو مسلمانوں کا سابق قبلہ اور عیسائیوں کا مرکزِ دین تھا جب اسلامی لشکر نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو وہاں کے باشندوں نے اور ان کے روحانی پیشوا نے امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ ؓ سے درخواست کی کہ خلیفۂ اسلام

Marfat.com

تشریف لائیں اور اپنے دستِ مبارک سے معاہدۂ صلح مرتب فرمائیں تو ہم یہ شہر بغیر کشت و خون کے ان کے حوالے کر دیں گے۔

چنانچہ اہلیانِ بیت المقدس کی درخواست پر امیر المومنین حضرت عمر عادل ؓ بیت المقدس تشریف لائے معاہدۂ صلح تحریر فرمایا اس کے بعد عیسائیوں نے یہ شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ آپ ؓ شہر میں داخل ہوئے اور اس جگہ نماز پڑھی جہاں آج مسجد عمر ؓ بنی ہے ان مہمات سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنینؓ حضرت عمر فاروق اعظم ؓ نے سیدنا بلال ؓ سے فرمایا۔ ''اے ہمارے سردار بلال ؓ آج اسلام کے قبلۂ اوّل پر پرچم توحید لہرایا ہے اس باعظمت موقع پر آپ ؓ اذان دیں تو ہم شکر گزار ہوں گے۔'' حضرت بلال ؓ کو رحلت نبوی ﷺ سے اس قدر صدمہ ہوا تھا کہ اس وقت سے آپ ؓ نے اذان دینی چھوڑ دی تھی لیکن حضرت عمر فاروق ؓ کی فرمائش کو آپ ؓ رد نہ کر سکے چنانچہ حضرت بلال ؓ اذان کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضرت بلال ؓ کے منہ سے ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کے الفاظ نکلے صحابہ کرام ؓ کے قلب و جگر کے ٹکڑے اڑ گئے انہیں سرورِ کونین ﷺ کے عہد مبارک کا سماں یاد آ گیا۔ جب وہ ''اشھد انّ محمد الرسول اللہ'' پر پہنچے تو صحابہ کرام ؓ روتے روتے نڈھال ہو گئے حضرت عمر فاروق اعظم ؓ کو فراقِ رسول ﷺ نے تڑپا دیا روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی حضرت ابو عبیدہ ؓ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل انصاری ؓ اور دیگر صحابہ کرام ؓ کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت بلال ؓ اذان سے فارغ ہوئے تو بڑی مشکل سے عشاق نبی ﷺ کو قرار آیا۔

چالیس جاں نثار صفحہ نمبر ۳

ایک مرتبہ حضرت بلال ؓ نے خواب میں اپنے آقا رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ

Marfat.com

فرما رہے تھے ''اے بلال رضی اللہ عنہ! ابھی وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کے لئے حاضر ہو؟'' اس خواب نے عاشق صادق کو تڑپا دیا آتش فراق بھڑک اٹھی بے تابانہ مدینہ کا رخ کیا روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو صبر و قرار کا دامن چھوٹ گیا اور فراقِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس درد سے روئے کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں سے بھی سیل اشک رواں ہو گیا۔ اس موقع پر حضرات حسنین رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اپنے محبوب کے جگر گوشوں کو سینے سے لگایا بار بار ان کا منہ اور ماتھا چومتے تھے حضرات حسنین رضی اللہ عنہ نے خواہش ظاہر کی کہ ''بابا بلال رضی اللہ عنہ کل فجر کی اذان روضۂ رسول پر آپ رضی اللہ عنہ دیں۔'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشوں کی خواہش کو کیسے ٹال سکتے تھے فجر ہوئی تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت پر اذان کے لئے کھڑے ہو گئے سارا مدینہ ان کی اذان سننے کے لئے امنڈ آیا جونہی انہوں نے اذان دینی شروع کی مدینہ منورہ کی پوری فضا حشر ساماں ہوگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آ گیا جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے روضۂ اقدس کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے ''اشہد انّ محمد الرسول اللہ'' کہا تو پردہ نشین خواتین بھی بے تاب ہو کر گھروں سے باہر نکل آئیں۔ روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج وصال فرمایا ہے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مدینہ منورہ میں ایسا دلدوز اور پر اثر منظر آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔

چالیس جاں نثار صفحہ نمبر ۵۳

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے گلشن اخلاق میں سبقت فی الاسلام، تحمل، شدائد عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شوقِ جہاد، شغفِ عبادت اور جوشِ ایمان سب سے خوش رنگ پھول ہیں۔ سفر ہو یا حضر ہمیشہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا حکم دیتے تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ان کی اسی وفا شعاری اور اخلاق نے ان کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معتمد

Marfat.com

بنا دیا تھا اور آپ ﷺ نے اپنے بیشتر خانگی امور ان کے سپرد کر دیئے تھے وہ آنحضرت ﷺ کے مؤذن ہی نہ تھے بلکہ ایک عابد شب زندہ دار بھی تھے فکرِ آخرت سے ہمیشہ لرزہ براندام رہتے تھے جب بستر پر لیٹتے تو فرماتے "الٰہی! میرے گناہوں سے درگذر فرما اور میری بیماریوں میں مجھے معذور سمجھ۔"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت میں جو قرب حاصل تھا اس کی بنا پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو نہایت محبوب و محترم جانتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ "ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا۔" عہد فاروقی کا واقعہ ہے ایک مرتبہ قریش کے چند رؤسا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے آئے اسی اثناء میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ پہنچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اندر بلایا اکابرِ قریش میں سے بعض پر یہ بات گراں گذری اور ان کے منہ سے نکل گیا کہ شرفائے قریش تو انتظار کر رہے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ حبشی کو ان پر ترجیح دے کر شرف باریابی بخشا جا رہا ہے۔" اس پر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل نے کہا۔ "محسن انسانیت ﷺ نے ہم سب کو ایک ہی وقت میں حق کی طرف بلایا لیکن ہم نے اس کو قبول کرنے میں تاخیر کی اور بلال رضی اللہ عنہ جیسے لوگ ہم پر سبقت لے گئے لہٰذا اب بھی یہی شرفِ اوّلیت رکھتے ہیں اور ہمیں شکایت کا کوئی حق حاصل نہیں۔" حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جوشِ ایمان کی یہ کیفیت تھی کہ ایمان کو تمام اعمال حسنہ کی بنیاد سمجھتے تھے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ "سب سے بہتر عمل کون سا ہے۔" فرمایا "اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر سچے دل سے ایمان لاؤ، پھر جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کرو، پھر حجِ بیت اللہ کا فرض ادا کرو۔" ایمان لانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ زہد و فقر میں ہمیشہ اپنے آقا ﷺ کے شریک رہے اگر آنحضرت ﷺ کو فاقہ ہوتا تو وہ بھی فاقے سے ہوتے۔ اگر آنحضرت ﷺ کو

Marfat.com

کوئی دکھ پہنچتا تو وہ بھی سخت دکھی ہو جاتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے معزز قبیلوں میں چار شادیاں کیں لیکن اولاد کسی سے بھی نہیں ہوئی۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا۔ "اے بلال رضی اللہ عنہ! مجھے تم اپنا کوئی ایسا عمل بتاؤ جس پر سب سے زیادہ اجر وثواب کی امید ہو کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تمہارے قدموں کی چاپ سنی ہے۔" عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان میں نے ایسا عمل تو کوئی نہیں کیا البتہ رات دن میں میرا کوئی وضو ایسا نہیں ہے جس کے بعد نماز نہ پڑھی ہو۔"

جب آپ رضی اللہ عنہ نے داعی اجل کو لبیک کہا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ساٹھ برس کے قریب تھی دمشق میں باب الصغیر کے قریب دفن ہوئے ان کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ بے اختیار رو پڑے اور بار بار فرماتے تھے:

"آہ ہمارے سردار بلال رضی اللہ عنہ بھی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔"

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبر و استقامت اور صدق و اخلاص کے جو نقوش صفحۂ تاریخ پر ثبت کیے وہ ہر مسلمان کے لئے تا ابد مشعل راہ بنے رہیں گے ان کا اسم گرامی سن کر ہر مسلمان کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں اور وہ تمنا کرتا ہے کہ کاش اس کو بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہزاروں لاکھواں حصہ ہی نصیب ہو جائے اور یوں اس کی آخرت سنور جائے۔

چالیس جاں نثار صفحہ نمبر ۵۷

۲۰ ہجری میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے رہے ہیں

ظلمتِ شب دور ہو کر دن نمودار ہونے کو ہے انفاسِ سحر صبح کی بشارت دے رہے ہیں۔ اندھیرا چھٹ رہا ہے صبح کاذب مشرق میں ڈوب رہی ہے لوگ اس طرح سوئے ہوئے ہیں گویا وہ بیدار ہیں گویا ان کے کان مسجد کی جانب متوجہ اور مؤذن کی آواز کے منتظر ہیں گویا ان کے قلوب قطب نما کی مقناطیسی سوئی بنے ہوئے ہیں قطب کی جانب مائل اور اپنے امام کی طرف متوجہ ہیں۔ امام استراحت فرما ہیں جن کا رب ان کی حفاظت فرماتا ہے جن کی آنکھ تو سوتی ہے مگر قلب نہیں سوتا زمین اور آسمان سکون و سلامتی سے مملو ہیں۔

اسی حال میں اندھیری رات میں ایک جانے والا جا رہا ہے جیسے کہ ظلمتِ شب میں کوئی خیال گھوم رہا ہو اس نے رات کی چادر لی اور اس میں صبح کا تڑپتا ہوا دل لپیٹا جانے والا گندم گوں، نحیف الجثہ، دراز قامت، ابھرے ہوئے شانوں، گھنے بالوں اور صاف چہرہ والا شخص ہے جس کے سفیدی مائل بال کسی پاکیزہ و لطیف صبح کی نمود اوّل کے حامل ہیں وہ آسمان کی جانب اپنا رخ کئے ہوئے مکبر پر چڑھ کر سیدھا کھڑا اور صبح کے جھٹپٹے میں دور دور تک ایک زبردست گونج پیدا کرنے والی آواز بلند کرتا ہے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

ظلمتوں کی تلواریں شکست خوردہ باطل کی آڑ میں چھپ رہی ہیں یا خود باطل خوفزدہ ہو کر ظلمتوں میں لپٹ رہا ہے یا صبح کے پاکیزہ و لطیف نور کو اس ندائے الٰہی کی صدائے بازگشت خیال کرتا ہے۔ کاش میں جان سکتا کہ ان پردوں میں کون سی صبح ہے اور کون سی بلال رضی اللہ عنہ بن رباح کی اذان ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان جاری رکھتے ہوئے ''اشہد ان لا الہ الا اللہ'' ''واشہد ان محمد

Marfat.com

الرسول اللہ'' ادا فرماتے ہیں اور ظلمتوں کے دل پھیر ڈالتے ہیں۔ ''حی علیٰ الصلوٰۃ'' اور ''حی علیٰ الفلاح'' کے بعد مکرر ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کہتے اور اس کلمۂ توحید پر اذان ختم فرماتے ''اللہ اکبر، اللہ اکبر''۔ پھر یہ خیال فرماتے ہیں کہ شاید ابھی ان کی آواز نے دلوں میں اپنا اثر نہیں کیا اور وہ اپنی خواب گاہوں سے نہیں نکلے اس کلمہ کے ذریعے قوم کو بیداری کا پیغام دیتے ہیں۔ ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' (نماز نیند سے افضل و بہتر ہے) باطل کی وادیوں میں صدائے حق کی یہ گونج سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک فرط مسرت سے چمک اٹھتا ہے آپ ﷺ فضائے ارض و سما اور مشرق و مغرب میں اس ندائے حق کی بلند و پرشوکت گونج پر مسرت آمیز تبسم فرماتے ہیں۔

جزیرہ نما عرب کے قلب میں ایک حبشی غلام کی زبان سے ندائے دعوتِ حق سن کر آپ ﷺ مسرور و شاداں ہوتے ہیں۔ کیا شریعتِ اسلام میں غلام و آزاد کی بھی کوئی تفریق ہے؟ کیا سنت محمدی ﷺ میں عربی و حبشی کا بھی کوئی امتیاز باقی ہے؟ ہر کان میں اس آواز سے مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے اور ہر دل اس نور سے روشن ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیدار ہوتے ہیں خوفِ الٰہی سے لرزاں ہیں ان کے قلوب رحمت حق سے مطمئن ہوتے ہیں ہر ایک گھر کے مرد، عورتیں اور بچے نماز کی تیاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکبر سے اتر کر حجرۂ نبوی ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں ''حی علیٰ الصلوٰۃ، حی علیٰ الفلاح، الصلوٰۃ یا رسول اللہ'' صبح کی روشنی پھیلنے لگتی ہے اور نمازیوں کے گروہ جوق در جوق مسجد کی طرف چلے آتے ہیں۔ یہاں جسے چاہو دیکھ سکتے ہو ادھر ایک جماعت اپنے گھروں سے نکل کر مسجد کی طرف جا رہی ہے۔ یہ گندم گوں، میانہ قد اور بڑی آنکھوں والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ہیں جو حجرۂ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکل کر آ رہے ہیں۔ اور وہ دراز قد، گداز جسم، سر کے اڑے ہوئے بالوں والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ گندم گوں، خوش رو، گداز شانوں، سر پر گھنے

Marfat.com

بالوں اور بڑی داڑھی والے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بیت نبوی میں قیام پذیر تھے وہ جلد جلد قدم اٹھاتے ہوئے آ رہے ہیں یہ سفید رنگ، نحیف الجثہ اور کشادہ رو ہیں ان کی آنکھیں چھوٹی ہیں رخساروں پر زیادہ بال نہیں اور شانے جھکے ہوئے ہیں۔ قبیلہ بنی زہرہ کے گھروں سے جو مسجد کی ایک سمت واقع ہیں تین اصحاب اور آ رہے ہیں ان میں سے ایک پستہ قد، فربہ اندام، موٹی موٹی انگلیوں اور گھنے بالوں والے ہیں جو سیاہ خضاب بھی لگاتے ہیں یہ سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص ہیں۔ اور وہ دوسرے گندمی رنگ والے دبلے پتلے پستہ قامت جن کے بال کانوں کی لو تک ترشے ہوئے ہیں جن کے نہایت سفید براق لباس سے بوئے عطر مہک رہی ہے اور جو نہایت متانت و وقار سے آ رہے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور تیسرے صحابی جو گداز جسم، دراز قد کھلتے ہوئے گندمی رنگ کے ہیں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ہیں۔ ادھر دو اور صحابہ رضی اللہ عنہ کو دیکھو یہ دراز قامت اور جسیم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ دوسرے پستہ قد، کشادہ رو بڑی اور سرمگیں آنکھوں والے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سے کچھ فاصلے پر خوش رو عظیم الجثہ ہاتھ زیادہ ہلا ہلا کر چلنے والے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ ایک نحیف الجثہ، دراز قامت، کشادہ رو، چھوٹی داڑھی، صاف عارض اور سامنے سے دو شکستہ دانتوں والے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح ہیں۔ ادھر مشرقی میدان کی طرف سے بھی دو اصحاب آ رہے ہیں ان میں ایک قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ ہیں اور دوسرے قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ ہیں۔ اور یہ طویل القامت، نحیف الجثہ گھنے بالوں والے صاحب جن پر حزن و ملال کے آثار نمایاں ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے عقب میں ایک میانہ قد، بہت سرخ سفید رنگ اور بڑے بڑے بالوں والے جو حنا کا خضاب لگائے ہوئے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رومی ہیں۔ تم اس اجتماع میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

زبیر رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھ سکتے ہو۔

دوسرے فرزندانِ صحابہ رضی اللہ عنہ بھی آ رہے ہیں۔ یہ دراز قامت اور سرخ چہرہ والے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہ دراز قد، زردی مائل، گورے رنگ والے خوبصورت صبیح و ملیح صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ صاحبزادے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا اور درمیان میں خالی جگہوں کو پر کر کے تکبیر تحریمہ فرماتے ہیں اور مقتدی بھی ''اللہ اکبر'' کہتے ہیں۔

یہ تکبیر تمام عالم کے بے ہنگام شور وغوغا کے درمیان ایک منظّم و مرتب نغمۂ حیات اور دنیا کے باطل اور جھوٹے دعاوی کے درمیان حق و صداقت کی دعوتِ عام بن کر پھیل جاتی ہے۔

یہ دلنشین مضمون سعادت مآب عالی مرتبت جناب عبدالوہاب عزام بے کے زور قلم کا نتیجہ ہے موصوف قیام پاکستان کے بعد مصر کے پہلے سفیر تھے۔

ماخوذ: ماہنامہ کارواں ۱۹۵۲ء کراچی

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام مابہ والد کا نام یوذخشاں، آبائی مذہب مجوسیت۔ اصفہان کے ایک گاؤں ''بی'' میں رہتے تھے آبائی پیشہ زمینداری تھا۔ اپنے قبیلہ کے سردار اور ایک بڑے آتشکدے کے مہتمم۔ شاہِ ایران کے دربار میں بڑا رسوخ رکھتے تھے انہوں نے اپنے بیٹے مابہ کی بڑے ناز ونعم سے پرورش کی تھی۔ والدین کے لاڈ و پیار کے باوجود یہ فرماں بردار اور سعادت مند تھے سادہ طبیعت، خاموش طبع، اپنے ہم عمر لڑکوں میں کھیلنے کے بجائے وہ ہر وقت آتشکدہ میں آگ جلانے میں مصروف رہتے اور ان کی کوشش یہی ہوتی کہ آتشکدہ ہر وقت روشن رہے اور اس کی آگ کبھی بجھنے نہ پائے۔

ایک دن یوذخشاں نے مابہ سے کہا آج میں ایک ضروری کام کی وجہ سے اپنے کھیتوں میں نہ جاسکوں گا اس لئے کھیتوں کی دیکھ بھال تمہارے ذمہ ہے مابہ والد کے حکم کی تعمیل میں فوراً کھیتوں کی طرف چل پڑے راستہ میں عیسائیوں کی عبادت گاہ تھی اس وقت وہ عبادت میں مصروف تھے اور کچھ لوگ مناجات ترنم سے پڑھ رہے تھے مابہ ان کی آواز سن کر ان کی عبادت گاہ کے اندر چلے گئے عیسائیوں کی عبادت کا طریقہ دیکھ کر وہ بے حد متاثر ہوئے اور اسے اپنے آبائی مذہب سے نفرت ہونے لگی جب عیسائی عبادت سے فارغ ہوئے تو مابہ نے ان کے سردار سے ملاقات کی اور اپنا تعارف کرایا اور کہا مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا اور میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں سردار یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ان کو اپنے دین میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے سوال کیا ''دین عیسوی کا مرکز کہاں ہے؟'' سردار نے کہا ''شام میں'' یہ شام تک وہاں رہے اور سورج غروب ہونے سے پہلے گھر واپس آ گئے۔ باپ نے پوچھا

Marfat.com

''کھیتوں کو دیکھ آئے۔'' بولے ''نہیں'' باپ نے کہا ''سارا وقت کہاں رہے؟'' مابہ نے ساری حقیقت بیان کر دی۔ یہ سن کر یوذخشاں غضب ناک ہو گیا اور دین عیسوی کی برائیاں کرنے لگا اس کے بعد اس نے مابہ کو کمرے میں بند کر دیا مابہ نہایت حوصلہ سے قید تنہائی کے دن کاٹنے لگے ایک دن موقع پا کر انہوں نے راہب کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر شام کو جانے والا قافلہ ہو تو مجھے ضرور مطلع کرنا اتفاق سے تھوڑے دنوں کے بعد ایک تجارتی قافلہ وہاں آ کے ٹھہرا جب وہ شام جانے کے لئے تیار ہوا تو راہب نے اس کی اطلاع مابہ کو دی انہوں نے کسی نہ کسی طرح سے آزادی حاصل کی اور شام جانے والے قافلے میں شامل ہو گئے ارضِ شام پہنچ کر مابہ نے لوگوں سے وہاں کے سب سے بڑے مذہبی رہنما کا پتہ معلوم کیا اور پھر اس کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اپنا مقصد بیان کیا اور یہ اس کے پاس رہنے لگے لیکن یہ مذہبی رہنما ریاکار تھا ان کا دل اچاٹ ہو گیا جس حق کی تلاش میں یہ فارس سے ارضِ شام آئے وہ ان کو یہاں بھی نہیں ملا یہ دل برداشتہ ہو گئے اور حق کی تلاش میں مختلف ملکوں کی خاک چھانتے ہوئے عموریہ پہنچے اور وہاں کے راہب کی خدمت میں مصروف ہو گئے یہ ایک نہایت پاک باز پرہیزگار راہب تھا اسے اللہ نے علم کے ساتھ عمل بھی عطا فرمایا تھا مابہ نے اس کی صحبت سے خوب خوب فیض اٹھایا اور دین مسیحی کا سچا پیروکار بن گیا اپنے استاد کی طرح یہ بھی دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔

کچھ عرصہ کے بعد اس پاکباز اسقف کو بھی پیغام اجل آ گیا جب وہ دم توڑ رہا تھا تو مابہ نے عرض کی۔ ''میں سینکڑوں میل کا سفر طے کرنے کے بعد اور کئی دروازوں کی خاک چھاننے کے بعد آپ کی خدمت میں پہنچا تھا لیکن اب آپ بھی میرا ساتھ چھوڑ چلے۔ آپ کے بعد میں کہاں جاؤں گا'' عموریہ کے مردِ درویش نے اکھڑی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

Marfat.com

''اے حق کے متلاشی بیٹے! میں تمہیں کیا مشورہ دوں؟ اس وقت ساری دنیا بحر عصیاں میں غرق ہے۔ کفر و شرک کی بجلیاں چاروں طرف کوند رہی ہیں۔ اس دنیا میں مجھے کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کے پاس تجھے بھیجوں۔ البتہ اب اس نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کا وقت قریب ہے جو صحرائے عرب سے اٹھ کر دین حنیف کو زندہ کرے گا اور اس زمین کی طرف ہجرت کرے گا جس پر کھجور کے درختوں کی کثرت ہو گی اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی وہ ہدیہ قبول کرے گا لیکن صدقہ کو اپنے لئے حرام سمجھے گا۔ اگر تم اس پاک نبی ﷺ کا زمانہ پاؤ تو اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا۔''

ماخوذ: شمع رسالت کے تیس پروانے

اس کے بعد اسقف خالقِ حقیقی سے جا ملا۔

اب مابہ اس جستجو میں رہے کہ کوئی قافلہ ملے تو اس کے ساتھ اس سرزمین میں پہنچ جائیں جہاں نبی آخر الزماں ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے آخر کار اُن کی یہ آرزو بر آئی۔ قبیلہ بنو کلب کا قافلہ عموریہ سے گذرا جب مابہ کو معلوم ہوا کہ یہ قافلہ عرب جا رہا ہے تو وہ فوراً قافلہ کے سردار سے ملے اور اس سے درخواست کی آپ میری گائے، بکریاں لے لیں اور مجھے اپنے ساتھ عرب لے چلیں قافلہ کا سردار فوراً راضی ہو گیا اور مابہ کی گائیں بکریاں لے لیں اور اپنے ساتھ لے لیا۔ جب قافلہ مکہ پہنچا تو سردار کی نیت بدل گئی اور سادہ لوح مابہ کو ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

آفتابِ ہدایت طلوع ہو چکا تھا آپ ﷺ کی رسالت کا چرچا ہر ایک کی زبان پر تھا مابہ نے جب آپ ﷺ کا اسم گرامی سنا تو ملاقات کے لئے بے چین ہو گئے اور ملنے کی

Marfat.com

ترکیبیں کرنے لگا لیکن ظالم آقا کے رویئے نے ان کی تمام ترکیبوں پر پانی پھیر دیا جب ان کو ہجرت نبوی کا پتہ چلا تو پر کٹے پنچھی کی طرح پھڑکے اور پھڑک کر رہ گئے جب ظالم آقا کو ان کے ارادوں کا پتہ چلا تو اس نے بنو قریظہ کے سردار کو زر کثیر لے کر ان کو اس کے حوالے کر دیا وہ مابہ کو لے کر مدینہ آ گیا اور اپنے باغ کی خدمت مابہ کے حوالے کر دی۔ آخر ایک دن وہ ساعت سعید آ ہی گئی جس کی خاطر وہ فارس سے شام پہنچے وہاں سے عموریہ اور عموریہ سے مکہ اور پھر مدینہ منورہ۔ وہ اپنے یہودی آقا کے باغ میں کھجور کے ایک درخت پر چڑھ کر کھجوریں توڑ رہے تھے آقا نیچے بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک یہودی شہر سے بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا۔ خدا غارت کرے انصاریوں کو۔ سب کے سب قبا میں ایک ہی شخص کے پاس بھاگے جا رہے ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور اپنے آپ کو نبی کہتا ہے ان لوگوں نے اس کے دعوے پر یقین کر لیا ہے اور ان کے بچوں اور عورتوں تک میں ہیجان بپا ہے۔ مابہ کے کانوں تک یہ الفاظ پہنچے تو ان کے جسم میں ایک سنسنی دوڑ گئی ان کے دل نے گواہی دی کہ مطلوب اور مقصود آ پہنچا۔ بدحواس ہو کر درخت سے نیچے اترے اور آنے والے یہودی سے بے تحاشا پوچھا۔ ''تم کیا کہہ رہے تھے دوبارہ بیان کرنا۔'' ان کا آقا اپنے غلام کے تجسس اور بدحواسی پر چراغ پا ہو گیا زور سے ان کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا ''جا کمبخت اپنا کام کر تجھے ان باتوں سے کیا غرض۔'' مابہ دل پر پتھر رکھ کر خاموش ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد موقع پا کر رات کے وقت مابہ قبا پہنچے اور محسن انسانیت ﷺ سے ملاقات کی اور اپنی روداد غم سنائی جسے سن کر رحمت عالم ﷺ بے حد متاثر ہوئے یہ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئے ان کا اسلامی نام سلمان رکھا اسی دن سے مابہ بن یوذخشاں، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

Marfat.com

غلامی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ اسلامی فرائض آزادی کے ساتھ انجام نہیں دے سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ معرکۂ بدر اور احد میں شریک نہیں ہو سکے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارسی کی مجبوری و بیکسی کو محسوس کرتے تھے چنانچہ ایک دن جاں نثاروں سے فرمایا کہ ''سلمان کی رہائی کے لئے ان کے آقا سے بات کرو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے آقا سے بات کی اس نے کہا کھجور کے تین سو درخت لگانے ہوں گے اور چالیس اوقیہ سونا دینا ہوگا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی شرائط بیان کیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے مل کر اس کی شرائط پوری کر دیں اور اس طرح حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی نصیب ہوئی۔ اب آپ رضی اللہ عنہ اس دولت عظمیٰ کے مالک تھے جس کی تلاش میں انہوں نے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھائیں اور ملک ملک کی خاک چھانی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات کرا دی آزادی کے بعد سب سے پہلا غزوۂ خندق پیش آیا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے بڑے جوش وخروش اور ذوق وشوق کے ساتھ شرکت فرمائی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی جنگی خدمات کا آغاز معرکہ خندق سے شروع ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اختتام پذیر ہوا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا تقرب حاصل تھا۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ رات کو دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے یہاں تک کہ ''ہم کو ڈر ہو گیا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے غافل نہ ہو جائیں۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقرب خاص ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آتے تھے زہد و ورع کا یہ عالم تھا کہ کبھی اپنے رہنے کے لئے مکان تک نہیں بنوایا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہ کو ''سلمان الخیر'' کا خطاب مرحمت ہوا۔ رحمت

Marfat.com

دو عالم ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک مدینہ منورہ میں قیام کیا اور عہد فاروقی میں انہوں نے عراق کی سکونت اختیار کر لی اور کئی معرکوں میں دادِ شجاعت دی۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر بنایا اس وقت وہاں کی آبادی تقریباً تیس ہزار تھی۔ ان کی تنخواہ تقریباً چار ہزار مقرر کی لیکن اس مردِ قلندر کی کیفیت عجیب تھی جو تنخواہ ملتی وہ حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور خود چٹائی بُن کر روٹی کماتے۔ گورنر ہونے کے باوجود اپنے لئے گھر تک نہیں بنایا دن درختوں اور دیواروں کے زیر سایہ بسر ہوتا اور رات کھلے آسمان کے نیچے فرشِ خاکی پر بسر ہوتی۔ درویشی اور فقر کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاس زیب تن کرنے کے لئے ایک کرتا اور ایک چادر ہوتی سوتے وقت آدھی چادر بچھا لیتے اور آدھی اوڑھ لیا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رعایا کا حال معلوم کرنے کے لئے آبادیوں کا گشت کرتے تھے اور بازاروں میں بھی گشت لگایا کرتے لیکن جسم پر وہی بوسیدہ لباس ہوتا جس سے مزدور ہونے کا شبہ ہوتا تھا ایک مرتبہ مدائن میں میلہ لگنے والا تھا تاجروں کے قافلے ساز و سامان کے ساتھ چلے آ رہے تھے ابھی ابھی ایک قافلہ آیا ہے ان کو سامان اٹھانے کے لئے مزدوروں کی تلاش تھی کہ اتنے میں ایک تاجر کی نظر مدائن کے گورنر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر پڑی چونکہ وہ بوسیدہ لباس میں تھے تاجر ان کو مزدور سمجھ بیٹھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو آواز دی آپ رضی اللہ عنہ قریب آئے تو سامان اٹھانے کے لئے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے سامان اٹھا کر پیٹھ پر لادا اور تاجر کے پیچھے چل پڑے راستہ میں جب لوگوں کی نظر آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو بے اختیار چیخ پڑے اور تاجر سے کہا ''یہ تم نے کیا کیا؟ تمہیں نہیں معلوم یہ تو ہمارے گورنر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں؟'' تاجر یہ سن کر گھبرا

Marfat.com

گیا اور انجام کے خوف سے لرزنے لگا اور معافی مانگنے لگا۔ فرمایا۔ ''ڈرو نہیں! آخر میں گورنر کس بات کا ہوں میرا کام ملک اور قوم کی خدمت کرنا ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سامان منزلِ مقصود پر پہنچا دیا اور مزدوری لے کر واپس آ گئے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن میں قیام پذیر تھے کہ ان کے اسلامی بھائی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے شام سے ان کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا۔ ''میں ارضِ مقدس شام میں مقیم ہوں اور بہت خوش ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مال اور اولاد دونوں کی نعمت وافر عطا فرمائی ہے۔'' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ ''سنو! مال اور اولاد کی کثرت یا ارضِ مقدس میں ہونا خیر نہیں ہے بلکہ خیر یہ ہے کہ تم کوئی ایسا عمل کرو جو تمہارے لئے مفید ہو اور تم اپنے تئیں مردہ لوگوں میں سے سمجھو۔''

خوفِ آخرت کا یہ عالم تھا کہ خود بھی لرزہ براندام رہتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی یاد دلاتے رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے ایک وہ جو ہر وقت دنیا کی طلب پر سرگرداں رہتا ہے حالانکہ موت اس کے تعاقب میں ہے۔ دوسرا وہ جو موت سے غافل رہے لیکن موت اس سے غافل نہیں ہے۔ تیسرا وہ جو قہقہہ مار کر ہنستا ہے اسے یہ علم نہیں کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔

ایک دفعہ اکابر قریش کسی جگہ جمع تھے اپنے اپنے فضائل بیان کر رہے تھے وہاں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ان سے کہا کہ وہ بھی اپنے بارے میں کچھ بیان کریں انہوں نے فرمایا۔ بھائی! میں کس بات پر فخر کروں میرا آغاز ایک نجس پانی سے ہوا انجام یہ ہوگا کہ ایک دن جسم ایک بدبودار لاش کی شکل اختیار کر لے گا آخرت میں زندگی کے سارے اعمال تولے جائیں گے اگر نیکیوں کا پلڑا جھک گیا تو اللہ نے سرخ رو کیا اور اگر بدیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو

Marfat.com

پھر دائمی ذلت اور عذاب ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ ”آپ مدائن کے گورنر ہیں عمدہ لباس کیوں نہیں پہنتے؟“ فرمایا! غلام کو عمدہ لباس سے کیا نسبت جب وہ آزاد ہو جائے گا تو واللہ! اس کو ایسے کپڑے ملیں گے جو کبھی پرانے نہیں ہوں گے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ کہیں جاتے تو زین کے بغیر گدھے پر سوار ہو کر، جسم پر پیوند لگا ہوا بوسیدہ کرتا ہوتا، لوگ ان کو دیکھ کر ہنستے اور مذاق اڑایا کرتے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ صاف صاف کہہ دیتے۔ ”خیر وشر کا اندازہ تو اس زندگی کے بعد ہوگا آج جتنا چاہے ہنس لو۔“

اکثر فرمایا کرتے تھے تین چیزوں کا خیال مجھ کو سخت غمزدہ کر دیتا ہے اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی جدائی دوسری چیز قبر کا عذاب اور تیسری چیز قیامت کا ڈر۔

مدائن کے گورنر، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت صحابی مردِ قلندر حضرت سلمان الخیر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں بہت بے چین، مضطرب اور بیتاب تھے آنکھوں سے اشک رواں اور بار بار کف افسوس ملتے تھے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چند ساتھیوں کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کا اضطراب اور بے چینی دیکھ کر بولے۔ ”آپ رضی اللہ عنہ کیوں مضطرب ہیں؟ کیوں بے چین ہیں؟ یہ اشکباری کیوں؟ اب موت قریب آ رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ سے تا حیات خوش رہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ سے خوش تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ وہاں جا کر ملاقات کریں گے۔“ یہ خوشخبری سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے خود کو سنبھالا اور فرمایا۔

Marfat.com

''واللہ! میں موت سے نہیں گھبراتا اور نہ دنیا میرے دامن گیر ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک وصیت کی تھی فرمایا تھا۔ تمہارا سامان ایک مسافر کے سامانِ موت سے زیادہ نہ ہو۔ میں ڈرتا ہوں کیونکہ ہم نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا کیونکہ میرے پاس اس قدر سانپ جمع ہیں۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جس سامان کو سانپوں سے تشبیہہ دی تھی وہ یہ تھا۔ ایک ٹوٹا ہوا پیالہ، ایک تلوار، ایک طشت، تکیہ کی جگہ ایک اینٹ اور ایک بوسیدہ چادر۔ یہ تھا کل اثاثہ مدائن کے گورنر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہمیں کوئی نصیحت کیجئے۔'' فرمایا جب کسی کام کا ارادہ کرو، فیصلہ کرو یا تقسیم کرو تو اللہ کو یاد رکھو۔'' پھر ان کے ساتھیوں سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا ''تم میں سے ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہئے حج، عمرہ، جہاد کرنے یا قرآن پڑھتے ہوئے موت کا استقبال کرے اور گناہ و معصیت کی حالت میں نہ مرے۔'' کچھ دیر بیٹھنے کے بعد یہ جماعت واپس لوٹی تھوڑی دور جانے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کچھ خیال آیا یہ فوراً ساتھیوں کو لے کر کاشانۂ سلمان رضی اللہ عنہ کی طرف پلٹے تو دیکھا آشیانۂ قدس کا طائر زریں بالِ قفس عنصری سے جدا ہو کر ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کر چکا ہے۔

ماخوذ: غلامانِ اسلام

۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا شمار ان جلیل القدر اصحاب میں ہوتا ہے جن کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں خصوصی تقرب حاصل تھا۔ جو اپنے علم و فضل، عشق رسول ﷺ اور فہم و تدبر کی بدولت صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ جماعت میں امتیازی شان کے حامل تھے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''سلمان علم سے لبریز ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''سلمان علم و حکمت میں لقمان حکیم کے برابر تھے۔'' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انصاری نے فرمایا علم چار آدمیوں سے حاصل کرو ان چاروں میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

ماخوذ: شمع رسالت کے تیس پروانے

Marfat.com

حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا تعلق اس گروہ سے تھا جو اسلام سے سخت عداوت رکھتا اور اسلام کی راہ میں سیسہ پلائی دیوار کی حیثیت رکھتا تھا۔ غزوۂ احد کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک جماعت سے فرمایا۔ "جب تک لڑائی ختم ہونے کا اعلان نہ ہو جائے اس وقت تک اس مورچے سے ہٹنا نہیں اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا۔" لیکن مسلمانوں نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا مالِ غنیمت لوٹنے کے لئے اس اہم مورچے کو چھوڑ دیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اس اہم مورچہ کو تیر اندازوں سے خالی ہونے کے منتظر رہے جوں ہی تیر اندازوں نے اس اہم مورچہ کو خالی کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پہاڑی کا ایک لمبا چکر لگایا اور پوری شدّت سے مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا اس طرح غزوۂ احد میں مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ اسی طرح جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چھٹے سال عمرہ ادا کرنے مکہ پہنچے تو قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ قریشی سواروں کی قیادت کر رہے تھے تاکہ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ساتھی حدودِ مکہ میں داخل نہ ہو سکے۔

آخر کار وہ ساعتِ سعید آ ہی گئی جب مکہ کا یہ بہادر سپوت کفر کی پر خار وادی سے نکل کر اسلام کی گل پوش وادی میں قدم رکھنے کی تیاری کرنے لگا فتح مکہ کے تھوڑے عرصہ کی بات ہے قریش کے اہل الرّائے حضرات آئندہ فیصلہ کن جنگ کرنے سے متعلق آپس میں صلاح مشورہ کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید گھوڑے پر سوار ان کے سامنے آئے اور

Marfat.com

پرعزم لہجے میں کہا۔

''اے قریش کے دانشورو! یہ بات ہر ذی شعور پر عیاں ہوگئی ہے کہ محمد ﷺ نہ تو ساحر ہیں اور نہ ہی شاعر۔ ان کا مقدّس کلام اس رب کا کلام ہے جو دونوں جہانوں کا رب ہے۔ اس لئے ہر سمجھ دار آدمی کا اوّلین فرض ہے کہ وہ ذاتِ رسالت مآب ﷺ پر ایمان لائے اور ان کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر دے۔''

ماخوذ: مشاہیر اسلام

سردارانِ قریش اور ان کے مصاحبین حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس انقلابی تبدیلی پر حیران و ششدر رہ گئے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پھٹی رہ گئیں اور وہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ عکرمہ بن ابی جہل (یہ اس وقت حالت کفر میں تھے) نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کوشش میں ناکام رہے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور برق رفتار گھوڑا ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ قریشی سردار اور ان کے ساتھی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

گھوڑا برق رفتاری کے ساتھ مدینہ کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک مخالف سمت سے گرد و غبار کا طوفان اٹھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ چونکے حفظ ما تقدم کے پیش نظر تلوار میان سے باہر نکالی جب گردوغبار کا طوفان چھٹا تو عرب کا سیاسی مدبر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نمودار ہوئے جب یہ قریب آئے تو پہچانتے ہوئے کہا ''اے ابو سلمان! کدھر کا ارادہ ہے؟'' خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ''یقیناً یہ دین اللہ کا ہے اور محمد ﷺ اللہ کے برحق نبی ہیں بخدا! میں تو مسلمان ہونے جا رہا ہوں اور تم کب تک حق سے چشم پوشی کرتے رہو گے۔'' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''بخدا! میں خود مدینہ جا رہا ہوں اللہ کے مقدّس نبی ﷺ پر ایمان لانے کے لئے۔'' یہ

Marfat.com

سن کر حضرت خالدؓ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ پھر یہ دونوں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے سب سے پہلے خالدؓ ادب کے ساتھ دوزانو ہو کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے اور اپنی تلوار آپ ﷺ کے قدم مبارک میں رکھ دی اور انتہائی ادب کے ساتھ عرض کی۔ ''یا رسول اللہ ﷺ! غلام آپ ﷺ پر ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہے۔'' محسنِ انسانیت ﷺ نے دستِ مبارک آگے کر دیا۔ حضرتِ خالدؓ نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور نورِ ایمان سے خالدؓ کا چہرہ تمتما اٹھا آنحضرت ﷺ نے تلوار خالدؓ کو واپس کر دی اور فرمایا ''اس کو اپنے پاس رکھو یہ تمہارے کام آئے گی۔'' اس کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

جس طرح خالد بن ولیدؓ اسلام لانے سے پہلے نامور مشرکین میں سے تھے اسی طرح اسلام لانے کے بعد مشاہیر اسلام میں آپؓ کا شمار ہونے لگا آپؓ کو ہمیشہ آنحضرت ﷺ کا اعتماد حاصل رہا اس اعتماد کے باعث رسول اللہ ﷺ گھوڑوں کی باگ ڈور حضرت خالدؓ کے سپرد فرمایا کرتے تھے۔ سرورِ کونین ﷺ نے غسانیوں کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے ایک مبلغ روانہ فرمایا تھا جسے غسانیوں نے قتل کر ڈالا آپ ﷺ نے ہجرت کے آٹھویں سال تین ہزار کا لشکر اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں غسانیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور فرمایا:

''جب زیدؓ شہید ہوں تو یہ امانت جعفرؓ کے سپرد کی جائے۔ جب وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ اس خدمت کو انجام دیں۔ جب وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان باہم مشورے سے جس کو چاہیں اپنا سردار بنائیں۔''

ماخوذ: سیرت النبی ﷺ جلد سوم

Marfat.com

روانہ ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور روانگی کی اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اور مثالیت کے طور پر مدینہ کی سرحد تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور رخصت فرما کر مدینہ واپس تشریف لائے۔ جب اسلامی لشکر معان پہنچا جو شام کا ایک علاقہ ہے تو ان کو اطلاع ملی کہ ایک لاکھ رومی فوج کیل کانٹے سے لیس شہر میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے یہ سن کر مسلمانوں کو فکر لاحق ہوئی اور اس طرح کی باتیں کرنے لگے جس سے کمزوری ظاہر ہوتی تھی۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ان باتوں کا علم ہوا تو انہوں نے سب کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔

> "اگر تم شہادت کی آرزو لے کر آئے ہو تو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے تم تعداد و شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے ہو۔ تم دین حق کی اشاعت کے واسطے نکلے ہو جس دین کے ساتھ اللہ نے تم کو عزت دی ہے اور شہادت تمہار مقصود ہے۔ پس قدم بڑھاؤ اللہ تمہارا حامی و ناصر اور مددگار ہے۔ دونوں بھلائیوں میں ایک ایک بھلائی تمہارے لئے ضرور ہے یا تو اللہ تم کو غالب کر دے گا یا تم کو شہادت سے سرفراز کرے گا پس تمہارا مقصد کسی بھی طرح فوت نہ ہوگا۔"

ماخوذ: سیرت ابن ہشام۔ص ۴۸۲

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر اسلامی لشکر میں جوش و خروش ایک طوفان کی طرح امنڈ آیا اور انہوں نے پوری قوت سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر معان سے روانہ ہوا اور بلقاء پہنچا اور وہاں سے موتہ۔ اب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے طبل جنگ بجا گھمسان کا رن پڑا لاشیں گرنے لگیں فضا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ رومی

Marfat.com

فوجیں دائیں بائیں آگے پیچھے الغرض ہر طرف سے پوری شدّت سے حملہ کر رہی تھیں لیکن غازیانِ اسلام بڑی جرأت اور پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے میدانِ کارزار میں شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے سب سے پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ شہید ہوئے اس کے بعد اسلامی لشکر کی قیادت حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ہاتھ آئی یہ بھی دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے بعد لشکر کی سرداری حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی یہ بھی دشمنوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے اب مجاہدین اسلام نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر بنایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دشمن پر قہر خداوندی بن کر ٹوٹ پڑے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے طوفانی حملے نے دشمن کی طاقت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا دشمن ہزاروں لاشیں چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور ہٹا اور پھر؟ ذلّت آمیز شکست کا داغ لئے بھاگ کھڑا ہوا۔ دشمن کی بیس ہزار لاشیں میدانِ کارزار میں بکھری پڑی ہوئی تھیں اور کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ فتح کا سرِ اعظم طلوع ہو گیا اللہ نے مسلمانوں کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کے ہاتھوں فتح دی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خود کہتے ہیں کہ اس خونیں معرکہ میں میرے ہاتھ سے سات تلواریں ٹوٹیں ان میں سے صرف یمانی چوڑی تلوار ثابت رہی۔

یہ مدینہ وہ شام، کوسوں کا فاصلہ، جب شام کی سرحد پر یہ خونی معرکہ درپیش تھا مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما چشم مبارک سے آنسو رواں تھے اور فرما رہے تھے:

> ”زید رضی اللہ عنہ نے علم کو لیا وہ شہید ہوئے پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا تو وہ بھی شہید ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے اس کے بعد جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے لیا اللہ نے ان کو فتح نصیب کی۔“

Marfat.com

اس طرح آپؓ کو دربارِ رسالت سے ''سیف اللہ'' کا خطاب ملا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کی یہ تلوار میدان کارزار میں صاعقہ بن کر کوندتی رہی فتوحات نے مسلمانوں کے قدم چومے۔ جب کفار مکہ نے عہد نامہ توڑا تو رسالت مآب ﷺ نے دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مہم میں حضرت خالدؓ مسلمانوں کے دائیں بازو کی کمان کر رہے تھے۔ اسی طرح سرور کونین ﷺ نے آپؓ کو بنی حذیمہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ پھر آپؓ کو غزوۂ حنین میں مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا۔ اس غزوہ میں حضرت خالدؓ زخمی ہوئے تو رحمت عالم ﷺ آپؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اس کے بعد آپؓ کو ہجرت کے دسویں سال بنی الحارث بن کعب کے یہاں بھیجا یہ پورا قبیلہ آپؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔

جب فخرِ انسانیت ﷺ اللہ کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ رسول اللہ مقرر ہوئے خلافت کے ابتدائی دور میں مرتدین اور منکرین زکوٰۃ نے ایک طوفان اٹھا کر رکھ دیا جس کی وجہ سے عربی اتحاد کے پارہ پارہ ہونے کا اندیشہ ہو گیا۔ عربوں میں پھوٹ پڑ گئی اور دین کی عظیم الشان عمارت میں جنبش کے آثار نظر آنے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے ایک لشکر بھیجا جس کی قیادت حضرت خالدؓ کر رہے تھے آپؓ نے پوری قوت سے اس فتنے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کچل کے رکھ دیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے دوسرے ممالک کو فتح کرنے اور اشاعتِ اسلام کے لئے اسلامی فوجیں روانہ کیں تو حضرت خالدؓ کو بھی ایک لشکر کا امیر بنا کر عراق کی طرف روانہ کیا حضرت خالدؓ بن ولید اہل فارس پر غالب آئے اس کے بعد حیرہ، انبار کو فتح کیا آپؓ کو فتح پر فتح ہو رہی تھی کہ دربار صدیقی کا قاصد ایک خصوصی پیغام لے کر آپؓ کے پاس پہنچا خط کا مضمون کچھ اس طرح سے تھا۔

Marfat.com

''پیش قدمی کرتے رہو یہاں تک کہ یرموک میں مسلمانوں کے لشکر سے جا ملو کیونکہ دشمن نے ان کو غم اور فکر میں مبتلا کر دیا ہے۔ اے ابو سلمان رضی اللہ عنہ! اللہ تمہارے اقدام اور نیت کو مبارک رکھے تم اس کام کو پورا کرو۔ اللہ تمہارے اس کام کو پورا کرے۔ خبردار! تمہارے دل میں خود پسندی نہ آنے پائے ورنہ خسارے میں رہو گے، رسوا ہو جاؤ گے۔ خبردار! کسی عمل پر فخر نہ کرنا کیونکہ بے شبہ احسان جتانا اللہ ہی کے لئے زیبا ہے اور وہی ثواب و جزا کا مالک ہے۔''

جس زمانے میں مسلمانوں کو عراق میں برابر فتوحات ہو رہی تھیں شام سے مسلسل خبریں آ رہی تھیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح میں رومیوں کی مدافعت کی طاقت نہیں رہی ہے اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی مدد حاصل کی اور انہیں شام کے اسلامی عساکر کی کمک کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ خط پڑھنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عراق میں مسلمانوں کے لشکر کا امیر بنایا اور خود چنیدہ چنیدہ کا ایک لشکر لے کر بصریٰ پہنچے بصریٰ کے بطریق کو شکست دیتے ہوئے یہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح سے آ ملے۔

شام کی لڑائیوں میں یرموک کا معرکہ بے حد اہمیت رکھتا ہے اس معرکہ میں ہرقل اور اس کے اتحادیوں نے پوری عسکری قوت جھونک دی تھی تقریباً دو لاکھ فوج کیل کانٹے سے لیس میدان کارزار میں کھڑی ہوئی تھی اس کے علاوہ اس معرکہ میں وہ راہب و قیس بھی شریک تھے جو تارک الدنیا تھے جنہوں نے خانقاہوں سے باہر کبھی قدم نہیں نکالا تھا۔ لڑائی سے پہلے باہان نے سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ ''عربوں کو شام کی دولت کا مزہ پڑ چکا ہے مناسب یہی ہے کہ ان کو زر کثیر دے کر رخصت کر دیا جائے۔''

سرداروں نے باہان کی اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ دوسرے دن باہان نے حضرت

Marfat.com

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیجا اس نے کہا۔ کہ آپ رضی اللہ عنہ کسی معزز سفیر کو ہمارے پاس بھیجیں تا کہ اس سے صلح کی بات چیت کی جائے۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا انتخاب کیا دوسرے دن حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید قاصد کے ساتھ رومیوں کے لشکر میں گئے۔ رومیوں نے اسلامی سفیر کو مرعوب کرنے کے لئے پہلے ہی سے بندوبست کر رکھا تھا راستہ کے دونوں جانب تاحدِ نگاہ سواروں کی صفیں قائم تھیں جو کہ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھے لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ باہان کے ریشمی خیمہ کے قریب پہنچے تو باہان نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کا نہایت احترام کے ساتھ استقبال کیا اور خیمہ میں لاکر اپنے پاس بٹھایا مترجم کے ذریعہ گفتگو کا آغاز ہوا باہان نے شاہانہ انداز میں سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توصیف بیان کی اس کے بعد ہرقل کا نام نہایت عزت کے ساتھ لیا پھر اس نے تقریر کی۔ باہان نے پرشکوہ انداز میں کہا

''ہمارا بادشاہ تمام بادشاہوں کا شہنشاہ ہے وہ بے پناہ طاقت کا مالک ہے۔ اس کے پاس دولت ہے خزانے بھرے پڑے ہیں اہل عرب اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب ان کی قوم ہمارے علاقہ میں آکر آباد ہوئی تو ہم نے ان کا خیر مقدم کیا ہم نے ہمیشہ ان کے ساتھ برادرانہ سلوک کیا ہمارا خیال تھا ان مراعات کا تمام عرب مشکور و ممنون ہو گا لیکن آج ہمیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ اہل عرب احسان فراموش ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ تم لوگ ہمارے ملک پر حملہ آور ہوئے اور چاہتے ہو کہ ہم کو ہمارے ملک سے نکال دو تم کو معلوم نہیں کہ تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں نے بارہا جنگ آزمائی کی لیکن ہم نے ان کو ایسا سبق دیا کہ آئندہ انہوں نے ہمارے خلاف سر اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کی اب تم کو

Marfat.com

اس بات کا حوصلہ ہوا ہے کہ تم ہم سے زور آزمائی کرو حالانکہ دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ تم سے زیادہ کوئی جاہل، وحشی، بے سروسامان نہیں ہم تمہاری اس غلطی کو درگزر کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو انعام کے طور پر ایک زر کثیر بھی دے دیا جائے گا۔''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے انتہائی توجہ کے ساتھ باہان کی تقریر سنی۔ دوران تقریر خیمہ میں مکمل خاموشی چھائی رہی ہر سردار مہر بلب تھا ہر ایک توجہ باہان کی تقریر پر مرکوز تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو چند لمحات کے لئے خاموشی کا تار ٹوٹا اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے باہان اور اس کے سرداروں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اس کے بعد سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اس کے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف بیان کی اور پھر گرج دار آواز میں فرمایا۔

بیشک تم دولت مند ہو صاحب حکومت ہو اور تمہارے پاس بے پناہ طاقت ہے تم نے اپنے ہمسایہ عربوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ بھی ہم کو اچھی طرح معلوم ہے تم نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے ان پر احسانات کئے جس کا نتیجہ یہ نکلا وہ تمام کے تمام عیسائی ہو گئے اور آج وہ خود ہمارے مقابلے میں تمہارے ساتھ ہو کر ہم سے لڑتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہم جاہل تھے، وحشی تھے، تنگدست تھے، محتاج تھے، خانہ بدوش تھے، ہمارے ظلم و جہالت کا یہ حال تھا کہ طاقتور کمزور کو پیس کر رکھ دیتا تھا، قبائل آپس میں دست و گریبان رہتے تھے جس کی وجہ سے قتل و غارت گری کا سلسلہ مدتوں چلتا رہتا تھا اپنے ہاتھ سے بت تراشتے تھے اور اسی کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ نے ہم پر اپنا فضل کیا اور اس نے ہمارے

Marfat.com

پاس ایک نبی ﷺ بھیجا جو خود ہمارے ہی قوم میں سے تھا اور ہم میں سب سے زیادہ شریف النفس، فیاض، پاک طینت تھا اس نے ہم کو توحید سکھائی اور بتایا کہ خدا لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ ہی اس کو کسی نے جنا ہے وہ بیوی اور اولاد نہیں رکھتا وہ یکتا و یگانہ ہے محسن انسانیت ﷺ نے ہم کو یہ بھی حکم دیا ہے ان عقائد کو تمام دنیا کے سامنے پیش کریں جس نے ان عقائد کو تسلیم کر لیا وہ مسلمان ہے ہم اس کے بھائی ہیں اور وہ ہمارا بھائی ہے جس نے اس حقیقت سے انکار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا اس کے ہم حامی اور محافظ ہیں جس کو ان دونوں چیزوں سے انکار ہو اس کے لئے تلوار ہے۔"

تقریر کرنے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی نشست پر بیٹھ گئے خیمہ میں گہری خاموشی رہی چند ثانیہ بعد خاموشی کا تار ٹوٹا۔ باہان نے ایک گہری سانس لی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا۔

"یہ ٹڈی دل لشکر مر جائے گا لیکن جزیہ دینا پسند نہیں کرے گا ہم جزیہ لیتے ہیں دیتے نہیں ہیں۔ اس کے بعد وہ سرداروں سے مخاطب ہوا۔ تم نے سن لیا کہ اہل عرب کو دعویٰ ہے کہ جب تک تم ان کی رعایا نہ بن جاؤ گے ان کے حملہ سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ تم کو ان کی غلامی منظور ہے؟ تمام سرداروں نے بڑے جوش سے یک زبان ہو کر کہا ہم مر جائیں گے مگر یہ ذلت گوارا نہیں کریں گے۔"

سفارت ناکام ہو گئی حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید واپس آ گئے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ و دیگر سرداروں کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ اب اس آخری جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں جس کے بعد رومی پھر کبھی نہ سنبھل سکے اور نہ ہی پھر کسی معرکہ میں اتنی بڑی تعداد میں رومی فوج میدان

Marfat.com

کارزار میں جمع ہو سکی۔ دو لاکھ رومی فوج کے مقابلہ میں مجاہدین اسلام کی کل تعداد پینتیس ہزار تھی۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے عربی قاعدے کے برخلاف ایک نئے انداز میں فوج کی صف آرائی کی حضرت خالدؓ نے فوج کے چھتیس حصہ کئے اور آگے پیچھے نہایت ترتیب کے ساتھ اسی قدر صفیں قائم کیں سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو قلب میں رکھا۔ حضرت شرجیلؓ بن حسنہ اور حضرت عمروؓ بن العاص کو دایاں اور یزید بن ابی سفیانؓ کو بایاں بازو سپرد کیا اور حضرت معاذ بن جبلؓ انصاری کو میمنہ پر رکھا ان کے علاوہ ہر صف پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو شجاعت، فنون جنگ میں مہارت رکھتے تھے فوج میں جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے آتش بیان خطیبوں کو مقرر کیا۔ قاریوں کو سورۂ انفال کی تلاوت کے لئے مقرر کیا اس میں جہاد کی ترغیب دی گئی ہے۔

دوسرے دن صبح کو رومی فوج اس جوش و خروش کے ساتھ میدان میں آئی کہ بہت سے مجاہد ششدر رہ گئے۔ تیس ہزار فوج نے پاؤں میں بیڑیاں پہن رکھی تھیں انہیں حکم تھا کہ فتح یا شکست ہر دو صورت میں اپنی جگہ سے نہ ہٹیں ہزاروں پادری اور بشپ ہاتھوں میں صلیب لئے فوج کے آگے حضرت عیسیٰؑ کی جے پکار رہے تھے رومیوں کا جوش و خروش اور ان کا ساز و سامان دیکھ کر اتفاق سے ایک مجاہد کے منہ سے بے اختیار نکلا ''اللہ اکبر کس قدر فوج ہے؟'' حضرت خالد سیف اللہؓ نے غضب ناک ہو کر کہا ''چپ رہ! فتح و شکست تعداد کی کمی و بیشی پر منحصر نہیں ہے بلکہ تائید ایزدی پر منحصر ہے خدا کی قسم! اگر میرے گھوڑے کے سم اچھے ہوتے تو میں اس سے بھی دوگنی فوج کو کچل کے رکھ دیتا۔''

حق و باطل ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہتھیار بکف کھڑے تھے حضرت خالدؓ بن ولید نے مجاہدین کے سامنے ولولہ انگیز تقریر کی۔ خطیبوں کی شعلہ بیانی سے فوج میں جوش و خروش

Marfat.com

کا طوفان امنڈ آیا قاریوں نے سورۂ انفال کی تلاوت کر کے فوج میں جذبۂ جہاد بیدار کیا فضا تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھی اسلامی شیر دشمن کو چیر پھاڑ کرنے کے لئے بے چین ہو گئے حملہ کی ابتدا دشمن کی طرف سے ہوئی دو لاکھ کا ٹڈی دل لشکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جے پکارتا ہوا بڑے جوش وخروش کے ساتھ مجاہدین اسلام پر حملہ آور ہوا۔ تیروں کی بارش ہونے لگی تلواریں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے کالی گھٹا میں بجلی کوندر ہی ہے گھمسان کا رن پڑا شروع شروع میں رومی فوج کا پلہ بھاری رہا اسلامی فوج جنگی تدبیر کے پیش نظر پیچھے ہٹی اور ہٹتی چلی گئی یہاں تک کہ غازیانِ اسلام قوس کی شکل اختیار کر گئے دشمن اس تباہ کن جنگی چال کو پسپائی سمجھ بیٹھا اور وہ جوش وخروش کے ساتھ آگے ہی بڑھتا رہا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے جب یہ دیکھا کہ دشمن کے ہزاروں فوجی نرغے میں آ چکے ہیں تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوری قوت سے نعرہ بلند کیا غازیان اسلام نے اسی قوت سے ''اللہ اکبر'' کہا جس سے دشمن کے دل دہل گئے اور پوری قوت سے حملہ کیا کہ دشمن کی صفیں الٹ کر رکھ دیں جنگ اتنی شدت سے ہو رہی تھی کہ ہاتھ، بازو، سر کٹ کٹ کر فضا میں اچھلتے اور زمین پر گر جاتے۔ غازیانِ اسلام جس طرف کا بھی رخ کرتے دشمن ہزاروں لاشیں چھوڑ کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جاتا حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ کے طوفانی حملہ نے دشمن کی قوت کو فنا کر کے رکھ دیا دشمن برابر پیچھے ہٹتا چلا گیا اور یہ دشمن کو برابر دباتے گئے یہاں تک کہ وہ سپہ سالار ورنجار تک پہنچ گئے۔ ورنجار اور رومی افسروں نے عبرت ناک شکست کو دیکھ کر اپنی آنکھوں پر رومال ڈال لئے کئی روز تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی آخر کار اللہ نے مسلمانوں کو فتح عظیم کی نعمت سے سرفراز کیا دشمن کی ایک لاکھ سے زیادہ فوج یرموک کے میدان میں خاک وخون میں غلطاں پڑی ہوئی تھی اور بقیہ فوج راہِ فرار اختیار کر چکی تھی۔ غازیانِ اسلام میں تین ہزار مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ہرقل انطاکیہ میں تھا کہ اس کو رومی فوج کی

Marfat.com

ذلت آمیز شکست کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً قسطنطنیہ جانے کی تیاریاں شروع کر دیں چلتے وقت ہرقل نے اشک بھری آنکھوں سے ملک شام کی طرف دیکھا اور گلو گیر آواز میں کہا۔

"الوداع، اے شام الوداع"

جن دنوں یرموک کا معرکہ گرم تھا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر منتخب ہوئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح نے دربارِ فاروقی میں فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے قاصد کو روانہ کر دیا یرموک کی فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جرأت اور حسن تدبیر کی بدولت حاضر اور قنسرین بھی فتح ہو گئے۔ بیت المقدس کے محاصرے کے بعد اہل شہر اس شرط پر مسلمانوں کو شہر حوالے کر دینے کے لئے تیار ہوئے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود یہاں آ کر اپنے ہاتھ سے معاہدہ صلح لکھیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بنفس نفیس بیت المقدس تشریف لائے۔ معاہدہ تحریر ہوا اور اس طرح کشت وخون کے بغیر بیت المقدس پر بھی اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ ١٧ھ ہجری میں بعض اسباب کی بنیاد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو قیادت سے معزول کر دیا اس کے بعد بھی وہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کی قیادت میں اسلام کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے میدانِ جنگ میں برسر پیکار رہے۔ جہاد فی سبیل اللہ اسلام کے اس عظیم فرزند کی کتابِ زندگی کا سب سے جلی عنوان ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کم وبیش ایک سو پچیس جنگوں میں شریک ہو کر دادِ شجاعت دی اور ان کے جسم کا کوئی ایک بالشت حصہ بھی ایسا نہیں تھا جو تیروں اور تلواروں کا نشانہ نہ بنا ہو۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شجاعت پر اس قدر اعتماد تھا جب ان کے ہاتھوں میں علم آجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو جاتے تھے۔

جب اسلام کے اس بطل جلیل کا وقت وفات قریب آیا تو انہوں نے کہا:

Marfat.com

"میرا جہاں جہاں گماں ہو سکتا تھا شہادت طلب کی مگر میرے لئے اس کے سوا مقدر میں کچھ نہ تھا کہ اپنے بستر پر مروں۔ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد اس رات کے ہوتے ہوئے جو میں نے ڈھال لگائے ہوئے اس حال میں گذاری کہ آسمان صبح تک پانی برساتا رہا یہاں تک کہ کفار کا نقشہ بدل گیا مجھے کسی اور عمل کی تمنا نہیں۔"

یہ کہتے کہتے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی آنکھوں کے ساغر بے اختیار چھلک پڑے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"جب میں مر جاؤں تو میرا اسلحہ اور گھوڑے کا خیال رکھنا اور اسے اللہ کی راہ میں تیاری کے لئے دے دینا۔"

جب حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ نکلا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جنازے کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے یکایک حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ان کا نوحہ کرتے یہ کہتے ہوئے سنا۔ "جس وقت بڑے بڑے سورما گوشہ میں جا بیٹھتے تھے اس وقت تم قوم کے ایک لاکھ سورماؤں سے بہتر ہوتے تھے۔" یہ سن کر حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم نے سچ کہا بخدا! بے شبہ وہ ایسے ہی تھے۔"

رضی اللہ عنہ

۲۲ھ ہجری میں وفات پائی

ماخوذ: مشاہیر اسلام ۱۹۵۵ء

Marfat.com

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

نام عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص، کنیت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ، باپ کا نام عاص بن وائل، قبیلہ سہم کے بہادر سپوت، قبیلہ سہم مکہ میں ایک محترم نام تھا۔ جس پر زمانۂ جاہلیت میں شرافت ختم تھی اور مکہ میں ان ہی کی بادشاہت اور حکومت تھی ہمیشہ یہ خاندان قضاء، متنازعہ مسائل اور معاملات کو نمٹانے کے لئے بلائے جاتے تھے۔ اس قبیلہ کے افراد اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص شریفانہ ماحول میں پروان چڑھے اور تربیت پائی۔ فہم و فراست اور صائب الرائے ہونے کی وجہ سے عرب میں مشہور تھے۔ مدبر، ماہر سیاست، زیرک، ماہر فن وحرب، بہادر، شاہین صفت، میدانِ کارزار کے مشہور شہسوار، قائدانہ صلاحیت کے مالک، بے مثل جرنیل، ان کی شجاعت اور ان کا تدبر اور ان کی فتوحات سے تاریخ اسلام جگمگا رہی ہے۔ مصر و فلسطین کے چپہ چپہ پر انہوں نے اسلامی پرچم لہرایا۔ خلافت اموی کے قیام میں جو سیاست کارفرما تھی ان ہی کی مرہون منت تھی مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ عرب کی سیاست تین ذہنوں میں جمع ہوگئی تھی۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور زیاد بن ابیہ اتفاق سے یہ تینوں دماغ مل کر ایک ہوگئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے رفیقوں اور مشیروں کی فہرست میں یہ تین نام زیادہ مشہور ہیں۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص، مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اور زیاد بن ابیہ۔ عرب قوم ان کی فراست، تدبر اور سیاست کا لوہا مانتی تھی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے قبل محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے یہ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے جو مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑا کرتے تھے آخر کار مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مسلمانوں کی ایک جماعت حبشہ

Marfat.com

ہجرت کر گئی تو قریشی سرداروں نے ان مسلمانوں کو واپس لانے کے لئے ایک وفد نجاشی کے پاس روانہ کیا جس کے سربراہ حضرت عمرو بن العاص تھے انہوں نے قریشی سرداروں کا موقف شاہِ حبش کے سامنے مدبّرانہ انداز میں پیش کیا لیکن نجاشی نے حبشہ ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو مکہ واپس کرنے انکار کر دیا اور یہ وفد ناکام و نامراد واپس آ گیا۔

ان کے خاندان کے پندرہ اصحاب کو السابقون الاوّلون میں شامل ہونے کا شرف تھا خود ان کے چھوٹے بھائی ہشام بن عاص ابتدائی زمانے میں مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے فرزند حضرت عبداللہؓ بھی دامن رسالت ﷺ میں پناہ لے چکے تھے لیکن یہ خود ابھی تک اس نعمت عظمیٰ سے محروم تھے آخر وہ ساعتِ سعید آ ہی گئی جس کا انتظار تھا۔ یہ عظیم جرنیل حضرت عمروؓ بن العاص کفر کی وادی سے نکل کر اسلام کی گل پوش وادی میں قدم رکھنے کے لئے خاموشی سے مکہ سے نکلا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اثناء راہ حضرت خالد اور حضرت عثمان بن طلحہ (کعبہ کے کلید بردار) سے ملاقات ہوئی۔ ''اے ابوسلیمان! کہاں کا ارادہ ہے؟'' حضرت عمروؓ نے سوال کیا۔ بولے ''واللہ یہ دین سچا ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور سچے نبی ہیں واللہ میں تو مسلمان ہونے جا رہا ہوں اور تم؟'' ''میں بھی مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔'' عمروؓ نے جواب دیا یہ سن کر خالدؓ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ مدینہ پہنچ کر یہ تینوں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے انہیں، دیکھ کر آپ ﷺ مسرور ہوئے اور اپنی چادر مبارک ان کے بیٹھنے کے لئے بچھا دی اور خوش ہو کر فرمایا ''مسلمانو! قریش نے تمہاری طرف اپنے جگر پارے اچھال دیئے ہیں۔'' اس کے بعد پہلے خالد بن ولیدؓ ایمان لائے۔ پھر عمروؓ بن العاص اور ان کے بعد عثمانؓ بن طلحہ ایمان لائے ان کا ایمان بڑا قوی ایمان تھا جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ حضرت عمروؓ بن

Marfat.com

العاص ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے ہیں تو ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا۔ ''لوگ اسلام لائے لیکن عمرو رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔'' جو تلوار کل تک کفر کی حمایت میں بلند ہوتی تھی اب وہ اسلام کی سربلندی کے لئے ہو گی۔ سپہ سالارِ اعظم ﷺ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی جنگی قابلیت، شجاعت، تدبر اور زیرکی سے بہت خوش تھے سب سے پہلے آپ ﷺ نے ان کو ذات السلاسل کی طرف روانہ کیا یہ کوئی جنگی مہم نہیں تھی بلکہ تبلیغی مشن تھا جس کو آپ رضی اللہ عنہ نے احسن طریقے سے سرانجام دیا اور کامیاب و کامران لوٹے۔ فتح مکہ کے بعد محسن انسانیت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بنو ہذیل کے بت سواع کو مسمار کرنے کے لئے روانہ کیا یہ ایک جمیعت لے کر وہاں پہنچے تو پجاری نے کہا ''تو یہاں کیوں آیا ہے؟ اور کیا چاہتا ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میں اپنے آقا ﷺ کے حکم سے آیا ہوں اس بت کو توڑنے کے لئے۔'' ''تو ایسا نہیں کرسکتا۔'' پجاری نے کہا ''میں ایسا کیوں نہیں کر سکتا۔'' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے جواب دیا۔ ''تجھے اس کو توڑنے سے ہم روکیں گے۔'' پجاری نے جواب دیا۔ یہ سن کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے کہا ''تیری ہلاکت ہو تو اب تک کفر میں اور جہالت میں پھنسا ہوا ہے یہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ اپنی حفاظت کر سکتے ہیں۔'' اس کے بعد یہ آگے بڑھے اور بت کو مسمار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ''خزانہ کی الماری کو توڑ دو۔'' ساتھیوں نے الماری کو بھی توڑ دیا اس میں سے کچھ بھی نہ نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پجاری سے کہا ''دیکھا تو نے؟'' پجاری یہ سب کچھ دیکھ کر حیران رہ گیا اور مسلمان ہو گیا اس کامیاب مہم کے بعد آنحضرت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مکہ کے اندر اور باہر تمام بت خانے توڑنے کا حکم دیا۔

ماخوذ: رسول اللہ ﷺ کے جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہم

Marfat.com

اس مہم کی کامیابی کے چند روز کے بعد سرکارِ دوعالم ﷺ نے عمان کے بادشاہ کے نام دعوت نامہ جس میں اسلام کی خوبیاں اور اسلام کی دعوتِ حق تھی حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو دے کر روانہ کیا خط کا مضمون اور عبارت یہ تھی۔

ترجمہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے محمد بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جیفر اور عبد پسران ملندی کی طرف۔ سلام ہے اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔

"اما بعد! میں تم دونوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں اسلام لاؤ گے تو تم سلامت رہو گے اس لئے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لوگوں کی طرف۔ تاکہ ڈراؤں اللہ کے عذاب سے اس کو جو زندہ ہو اور ثابت ہو تم اگر اسلام کا اقرار کرو تو تم کو تمہارے ملک پر بدستور برقرار رکھیں گے ورنہ سمجھو کہ تمہاری سلطنت عنقریب زائل ہونے والی ہے اور میرے سوار تمہارے گھر کے صحن تک پہنچیں گے اور میری نبوت اور رسالت تمہارے ملک کے تمام اڈیان پر غالب آکر رہے گی۔"

ماخوذ: اسلام کے چار عظیم جرنیل

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص فرماتے ہی کہ میں آپ ﷺ کا نامہ مبارک لے کر عمان پہنچا تو سب سے پہلے عبد سے ملاقات ہوئی وہ نہایت حلیم، بردبار اور نیک سیرت تھے میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں آپ ﷺ نے مجھے یہ خط دے کر آپ اور آپ کے

Marfat.com

بھائی کی طرف بھیجا ہے عبد نے کہا کہ اعلیٰ رئیس اور بادشاہ میرے بھائی جیفر ہیں میں آپ کو ان سے ملا دوں گا یہ خط آپ ان کے سامنے پیش کر دینا بعد ازاں مجھ سے پوچھا کہ تم ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟ ہمارے آقا ﷺ فرماتے ہیں ایک اللہ کی عبادت کرو۔ بت پرستی چھوڑ دو اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ سن کر عبد نے کہا۔ عمرو رضی اللہ عنہ! تو اپنی قوم کے سردار کا بیٹا ہے تیرے باپ نے بتوں کا کیا کیا؟ ہم تو ان ہی کا اقتدا کریں گے۔ میں نے کہا میرا باپ بغیر ایمان کے مر گیا میری تمنا تھی کہ وہ مسلمان ہو جائے اور آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرے میں بھی ایک عرصہ تک اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق سے سرفراز فرمایا۔

اے عمرو! تمہارے نبی ﷺ کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص: ہمارے پیغمبر اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اس کی معصیت اور نافرمانی سے منع کرتے ہیں۔ بھلائی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ظلم وستم، زنا، شراب، بت پرستی اور صلیب پرستی سے منع فرماتے ہیں۔ یہ سن کر عبد نے کہا کتنی اچھی دعوت ہے اور کیا عمدہ تلقین ہے کاش میرا بھائی بھی میرے ساتھ اتفاق کرے اور دونوں مل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی تصدیق کریں ممکن ہے میرا بھائی اپنی سلطنت کی وجہ سے اس بارے میں تامل کرے۔ یہ سن کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر وہ اسلام لے آئے تو رسول اللہ ﷺ اس کی بادشاہت کو بدستور برقرار رکھیں گے اور یہ حکم دیں گے کہ اپنی قوم کے امراء سے صدقات وصول کریں اور اپنی قوم کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کریں۔ عبد نے کہا یہ تو نہایت عمدہ بات ہے اور یہ بتاؤ صدقات کتنے اور کس طرح لئے جاتے ہیں؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے تفصیل سے بتایا کہ سونے اور چاندی پر اتنی زکوۃ دی جاتی

Marfat.com

ہے اونٹ اور بکریوں پر اتنی۔ اس کے بعد عبد نے انہیں اپنے بھائی جیفر کے سامنے پیش کیا انہوں نے آنحضرت ﷺ کا دعوت نامہ جو سربمہر تھا ان کو دیا۔ مہر کھول کر جیفر نے اسے پڑھا اور انہیں بیٹھنے کا حکم دیا اور قریش کا حال دریافت کیا چند روز کے بعد جیفر بھی اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر ایک روز اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا ان کے اعلان کے بعد بے شمار آتش پرست مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہیں ہوئے ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو عمان کا عامل بنا کر بھیجا وہاں کے سردار جیفر اور عبد آٹھ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مسلمان ہو چکے تھے یہاں کی آبادی زیادہ تر آتش پرستوں پر مشتمل تھی یہ باقاعدگی سے جزیہ لے کر مدینہ منورہ بھیجتے رہے جب تاجدارِ دو عالم ﷺ نے رحلت فرمائی تو یہ اس وقت بھی عمان کے حاکم تھے۔

مرتدین نبوت اور منکرین زکوٰۃ کی لگائی ہوئی آگ جزیرہ نما عرب میں شدت سے بھڑک رہی تھی بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام جاری تھا وحدتِ اسلامی پارہ پارہ ہونے کو تھی امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے گیارہ لشکر ترتیب دیئے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کو بنی قضاعہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جب یہ وہاں پہنچے تو صورتحال کو مخدوش پایا فوری جنگ کرنے کی بجائے آپ رضی اللہ عنہ نے تدبر سے کام لیا ان کی حکمت عملی اور شیریں کلامی نے بنی قضاعہ کو زکوٰۃ ادا کرنے اور اسلام کا مطیع و فرمانبردار بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور جنہوں نے اپنے مفسدانہ خیالات سے توبہ نہیں کی اور اپنی روش پر قائم رہے تو ان سے فیصلہ کن جنگ کی اور اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے کچل کر رکھ دیا اس کامیاب مہم کے بعد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوئے امیر المومنین

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپؓ کو دوبارہ عمان روانہ کر دیا اور فرمایا ''تم اپنی پرانی خدمت سرانجام دیتے رہو۔'' کچھ عرصہ کے بعد آپؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو لکھا کہ ''میری دلی تمنا ہے کہ میں جہاد میں بھرپور حصہ لوں لہٰذا میری موجودہ خدمت کسی اور کے سپرد کر دیں۔'' آپؓ نے جواباً لکھا۔ محسن انسانیت ﷺ نے تمہیں جس خدمت پر مامور کیا تھا اس میں میں اپنی طرف سے تبدیلی کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔'' اس کے جواب میں حضرت عمروؓ بن العاص نے لکھا۔ ''میں اسلام کے تیروں میں ایک تیر ہوں اور آپؓ تیر انداز اور ان تیروں کو فراہم کرنے والے ہیں لہٰذا ناوک اندازی کرتے وقت آپؓ دیکھ لیں کہ کون سا تیر اچھا، تیز باڑھ مضبوط اور کاری ہے۔'' حضرت ابو بکر صدیقؓ آپؓ کے جواب سے بے حد متاثر ہوئے اور حکم دیا کہ تم اور ولید بن عقبہؓ جو بنی قضاعہ میں زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور تھے جہاد کے لئے مسلمانوں کو فوج جمع کریں جس پر دونوں نے بڑی مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی اسی دوران اور مجاہدین مختلف علاقوں سے آ کر مدینہ میں جمع ہو گئے تھے ان کو بھی آپؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کے پاس بھیج دیا اور حکم دیا ''ارضِ فلسطین میں داخل ہو جاؤ۔'' فلسطین اس زمانے میں شام کا ایک حصہ تھا جو رومیوں کے زیر اثر تھا حضرت عمروؓ بن العاص نے فلسطین کا محاصرہ کر لیا رومی کیل کانٹے سے لیس مقابلے پر آئے گھمسان کی جنگ ہوئی مجاہدین اسلام کے طوفانی حملہ نے دشمن کی صفیں الٹ پلٹ کر رکھ دیں اور ان کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا رومیوں کو عبرت ناک شکست ہوئی اور حضرت عمرو بن العاصؓ غازیانِ اسلام کے ہمراہ فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ فلسطین میں داخل ہوئے اور اسلامی پرچم کو سربلند کیا یہاں کے انتظام کو مستحکم کرنے کے بعد آس پاس کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے بیت المقدس جا پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا اس دوران جب کوئی دیگر معرکہ درپیش ہوتا تو وہ فلسطین چھوڑ کر حضرت ابو عبیدہؓ بن

Marfat.com

الجراح کی مدد کے لئے پہنچتے اور فارغ ہونے کے فوراً ہی بعد فلسطین واپس آ جاتے اور اپنے کام میں مشغول ہو جاتے جس وقت حضرت عمروؓ بن العاص بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے حضرت ابوعبیدہؓ شام کے انتہائی اضلاع قنسرین فتح کر چکے تھے جس کے بعد وہ بیت المقدس پہنچے اور حضرت عمروؓ بن العاص کے ساتھ محاصرے میں شامل ہو گئے آپؓ سے قوت ملنے پر محاصرہ مزید سخت ہو گیا جس کے بعد اہل شہر حوصلہ ہار بیٹھے اور صلح کی درخواست کی اور مزید اطمینان کے لئے یہ شرط بھی رکھی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ بذاتِ خود آ کر معاہدۂ صلح تحریر فرمائیں۔ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے آپؓ کو خط لکھا کہ ''بیت المقدس کی فتح آپؓ کی تشریف آوری پر موقوف ہے۔''

حضرت فاروقِ اعظمؓ نے تمام معزز صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے۔ جس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور حضرت علیؓ کو اپنا نائب مقرر کر کے خلافت کا کاروبار ان کے سپرد کیا اور ماہِ رجب ۱۶ھ ہجری میں مدینہ سے روانہ ہوئے۔ قارئین کرام کو انتظار ہو گا کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کا سفر اور وہ سفر جس میں دشمنوں پر اسلامی جلال کا رعب بٹھانا مقصود تھا کس شان و شوکت سے ہوا ہو گا لیکن یہاں نہ نقارے تھے نہ نوبت تھے نہ حذم وحشم، لاؤ لشکر تو ایک طرف خیمہ تک نہ تھا سواری میں گھوڑا تھا اور چند مہاجرؓ و انصارؓ ساتھ لیکن چاروں طرف غل پڑا ہوا تھا کہ مرکز عالم جنبش میں آ گیا ہے۔ اسلام کے عظیم جرنیلوں کو اطلاع دی جا چکی تھی کہ جابیہ میں آ کر ان سے ملیں۔ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ، حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عمروؓ بن العاص وغیرہ نے جابیہ میں امیر المومنین کا استقبال کیا شام میں رہ کر ان جرنیلوں کی سادگی باقی نہیں رہی تھی جب حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے یہ لوگ اس ہیئت

Marfat.com

سے آئے کہ ان کے بدن پر حریر و دیبا کے چوغے اور پر تکلف قبائیں تھیں زرق برق پوشاک اور ظاہری شان و شوکت سے عجمی معلوم ہوتے تھے ان کو دیکھ کر حضرت عمرؓ فاروق کو جلال آ گیا گھوڑے سے اتر پڑے اور آپؓ نے سنگریزے اٹھا کر ان کی طرف پھینک کر فرمایا ''اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں۔'' ان لوگوں نے عرض کی'' قباؤں کے نیچے ہتھیار ہیں یعنی سپہ گری کا جوہر ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔'' ان کے ہتھیار دیکھ کر آپؓ نے سکوت فرمایا۔ آپؓ کی آمد کی اطلاع اہل شہر کو پہلے ہی پہنچ چکی تھی چنانچہ رئیسان شہر کی ایک جماعت جابیہ روانہ ہوئی امیر المومنین اس وقت جرنیلوں کے حلقہ میں تشریف فرما تھے کہ دفعتاً کچھ سوار آتے دکھائی دیئے جو گھوڑے اڑاتے آ رہے تھے اور کمر میں تلواریں چمک رہی تھیں جرنیلوں نے فوراً ہتھیار سنبھال لئے امیر المومنین نے فرمایا ''خیر تو ہے؟'' ساتھیوں نے سواروں کی طرف اشارہ کیا آپؓ نے فراست سے پہچان لیا کہ بیت المقدس کے عیسائی ہیں فرمایا گھبراؤ نہیں یہ لوگ امان طلب کرنے آ رہے ہیں الغرض آپؓ نے صلح نامہ لکھ کر مفتوح قوم کے حوالے کیا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

''یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمرؓ نے ایلیا کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان و مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذاہب والوں کے لئے ہے۔ نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت اختیار کی جائے نہ وہ ڈھائے جائیں گے نہ ان کے احاطوں میں کچھ کمی کی جائے گی نہ مذہب کے بارے میں ان پر جبر کیا جائے گا ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان و مال لے کر نکل جانا چاہے وہ بھی مامون ہے تا آنکہ وہ اپنی جائے پناہ تک نہ پہنچ جائے اس تحریر پر خدا، رسول اللہ ﷺ، خلفاء اور مسلمانوں کا ذمہ ہے۔ اس پر

Marfat.com

خالد﷛ بن ولید، عمرو﷛ بن العاص، عبدالرحمٰن﷛ بن عوف اور معاویہ﷛ بن ابی سفیان گواہ ہیں۔"

ماخوذ: اسلام کے چار عظیم جرنیل

جنگ یرموک میں حضرت عمرو﷛ بن العاص نے بھرپور شرکت کی میمنہ کے ایک دستے کے آپ﷛ اور شرجیل﷛ بن حسنہ مشترکہ سردار تھے آپ﷛ نے عسکری قابلیت کا بھرپور مظاہرہ کیا ایک موقع پر کہ دشمن کی یلغار نے مسلمانوں میں ابتری پھیلا دی تھی لیکن افسروں میں سے قباث﷛ بن اشیم، سعید﷛ بن زید، یزید بن ابی سفیان﷛، عمرو﷛ بن العاص اور شرجیل﷛ بن حسنہ دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ دشمن کی صفوں کو الٹ کر رکھ دیا اس موقع پر حضرت عمرو﷛ بن العاص بلند آواز سے غازیانِ اسلام سے کہہ رہے تھے۔

"یارو! نگاہیں نیچی رکھو۔ برچھیاں تان لو۔ اپنی جگہ پر جمے رہو پھر جب دشمن حملہ آور ہوں تو آنے دو یہاں تک کہ جب برچھیوں کی نوک پر آ جائیں تو شیر کی طرح ان پر ٹوٹ پڑو۔"

ماخوذ: الفاروق

مصر کی فتح اگرچہ حضرت عمر﷛ کے کارناموں میں شمار کی جاتی ہے لیکن اس کے بانی مبانی صرف اور صرف حضرت عمرو بن العاص﷛ تھے وہ اسلام لانے سے پہلے تجارت کا پیشہ کرتے تھے اور مصر ان کی تجارت کا مرکز تھا اس وقت ان کو اس بات کا گمان بھی نہ ہوا ہوگا کہ ایک دن وہ فاتح کی حیثیت سے مصر میں داخل ہوں گے لیکن اس کی زرخیزی و شادابی کی تصویر ہمیشہ ان کی نظر میں پھرتی رہتی تھی۔

Marfat.com

شام و فلسطین کی جنگوں میں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی ان نمایاں فتوحات نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق پر واضح کر دیا تھا کہ ان میں کس قدر دلیری و شجاعت ہے اور ان میں احتیاط و تدبر کی بے شمار صفات ہیں اس کے علاوہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص ان چند لوگوں میں سے ایک ہیں جو رومیوں کے زیر اقتدار قوموں کی نفسیات کو سمجھ سکتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کا جو آخری سفر کیا آپ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سے مصر کے متعلق گفتگو کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے احتیاط کے طور پر انکار کر دیا۔ لیکن حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے مسلسل اصرار پر راضی ہو گئے اور چار ہزار فوج دے کر فرمایا "عمرو رضی اللہ عنہ! اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔" الغرض حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص چار ہزار فوج لے کر عریش سے ہوتے ہوئے فرما پہنچے۔ یہ شہر بحر روم کے کنارے واقع تھا لیکن اب ویران پڑا ہے اس زمانہ میں یہ آباد تھا اور جالینوس کی زیارت گاہ ہونے کی وجہ سے ایک ممتاز شہر تصور کیا جاتا تھا یہاں سرکاری فوج رہتی تھی اس نے شہر سے نکل کر اسلامی فوج کا مقابلہ کیا اور ایک ماہ تک معرکہ کارزار گرم رہا بالآخر رومیوں کو عبرتناک شکست ہوئی۔ اس کے بعد غازیانِ اسلام فرما سے آگے روانہ ہوئے اور درمیان میں جو بھی شہر پڑا اس کو فتح کرتے ہوئے فسطاط پہنچے یہ جگہ تاحدِ نگاہ ویران تھی یہاں صرف ایک قلعہ بنا ہوا تھا رومی حکومت کے حکام جو مصر میں مقیم تھے یہیں رہا کرتے تھے چونکہ یہ دریا کے کنارے واقع تھا جہاز اور کشتیاں قلعہ کے دروازے پر آ کر لگتی تھیں اس لئے بھی سرکاری ضرورتوں کے لئے نہایت مناسب مقام تھا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے سب سے پہلے اس قلعہ کو نشانہ پر رکھا اور محاصرہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

مقوقش مصر کا فرمانروا تھا اور قیصر کا باجگزار، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے آنے سے پہلے ہی قلعہ میں پہنچ چکا تھا اور لڑائی کا بندوبست کرنے لگا قلعہ کی مضبوطی اور فوج کی کمی کو دیکھتے

Marfat.com

ہوئے اس عظیم جرنیل نے امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق کو مزید کمک بھیجنے کے لئے ایک خط لکھا آپؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کے خط کے جواب میں دس ہزار مجاہدین اسلام اور چار آزمودہ افسر روانہ کئے اور خط میں لکھا ''یہ چار افسر ایک ایک ہزار سوار کے برابر ہیں۔'' یہ چار افسر حضرت زبیرؓ بن العوام، حضرت عبادہؓ بن الصامت، حضرت مقداد بن عمروؓ اور حضرت مسلمہ بن مخلدؓ تھے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ آنحضرت ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور بہت بہادر اور میدانِ کارزار کے شہسوار، آپؓ کا رتبہ اور مقام کسی سے پوشیدہ نہ تھا حضرت عمروؓ بن العاص نے ان کے مرتبہ اور مقام کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ان کو افسر اعلیٰ بنایا اور محاصرہ وغیرہ کے انتظامات ان کے سپرد کر دیئے حضرت زبیرؓ بن العوام نے گھوڑے پر سوار ہو کر خندق کے چاروں طرف چکر لگایا اور جہاں جہاں مناسب سمجھا فوجی اور پیادے مقرر کر دیئے اس کے بعد منجنیقوں سے پتھر برسانے شروع کر دیئے پورے سات مہینہ گذرنے کے باوجود فتح اور شکست کا فیصلہ نہ ہو سکا حضرت زبیرؓ نے ایک دن تنگ آ کر کہا کہ ''آج میں مسلمانوں پر اپنی جان نچھاور کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر تلوار میان سے نکال لی اور سیڑھی لگا کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے چند صحابہؓ نے بھی آپؓ کا ساتھ دیا وہ بھی سیڑھی کے ذریعہ قلعہ کی فصیل پر پہنچے سب نے ایک ساتھ تکبیر کے نعرہ بلند کئے ساتھ ہی غازیانِ اسلام نے اس زور کا نعرہ لگایا کہ قلعہ کی زمین دہل گئی عیسائی یہ سمجھے کہ مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو چکے ہیں وہ بدحواسی میں ادھر ادھر بھاگنے لگے حضرت زبیرؓ نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور غازیانِ اسلام نعرہ لگاتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے مقوقش نے جب قبطیوں کو بدحواسی میں اِدھر اُدھر پناہ کی تلاش میں بھاگتے ہوئے دیکھا تو فوراً صلح کی درخواست کی جسے

Marfat.com

منظور کرتے ہوئے سب کو امان دے دی گئی۔

ہرقل کو جب مصر کی فتح کا حال معلوم ہوا تو وہ غضب ناک ہو گیا اور مقوقش کو خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ ''اگر قبطی عربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے تو کیا رومیوں کی تعداد کم تھی؟'' پھر اس نے ایک لشکر جرار تیار کیا اور اسکندریہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے فسطاط کی فتح کے بعد یہاں چند روز قیام کیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں تحریر تھا ''فسطاط فتح ہو چکا ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیں تو اسکندریہ کی طرف پیش قدمی کریں۔'' دربارِ فاروقی سے جواب آیا ''اجازت ہے اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔'' مجاہدین اسلام کا یہ سیل رواں فسطاط سے اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا اس راہ میں رومیوں کی جو بستیاں تھیں انہوں نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی لیکن غازیوں کا سیل رواں ان کو خس و خاشاک کی طرح بہاتا ہوا اسکندریہ کی فصیل سے جا ٹکرایا مقوقش کی دلی خواہش تھی کہ جزیہ دے کر صلح کر لی جائے لیکن رومیوں کے خوف سے وہ ایسا نہ کر سکا پھر بھی اس نے امیر لشکر سے درخواست کی کہ ایک مدّت معینہ کے لئے صلح ہو جائے لیکن حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اس کی درخواست نامنظور کی۔

مقوقش نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے شہر کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ہتھیار لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر مسلمانوں کے سامنے صف بنا کر کھڑے ہو جائیں اس عمل میں عورتیں بھی شامل تھیں یہ دیکھ کر امیر لشکر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے مقوقش کو پیغام بھیجا کہ ''تم نے جو چال چلی ہے اس کا مطلب ہم اچھی طرح سمجھ گئے ہیں لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم نے اب تک جتنے بھی شہر فتح کئے ہیں وہ فوج کی تعداد کے بل بوتے پر نہیں کئے تمہارا شہنشاہ ہرقل جس سروسامان سے ہمارے مقابل آیا اس کا انجام جو ہوا وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔''

Marfat.com

مقوقش نے جواب دیا۔

''یہ سچ ہے یہی عرب ہیں جنہوں نے ہمارے بادشاہ کو قسطنطنیہ پہنچا کر دم لیا۔''

یہ سن کر رومی سردار جلال میں آ گئے وہ اپنے بادشاہ ہرقل کی توہین برداشت نہ کر سکے اور مقوقش کو سرزنش کی۔ اس کے بعد رومیوں نے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں ادھر مجاہدین اسلام بھی تیار ہو گئے رومی کبھی کبھی قلعہ سے باہر نکل کر لڑتے اور پھر قلعہ بند ہو جاتے ایک دن زبردست لڑائی ہوئی تیر و خدنگ سے گزر کر تلواروں تک نوبت آ گئی ایک بہادر رومی صف سے نکل کر للکارا ''جس کو اپنی بہادری پر ناز ہے وہ تنہا میرے مقابلہ میں آئے۔'' اس کی للکار سن کر حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بن مخلد گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے سامنے آئے دونوں بہادروں کے آمنے سامنے آتے ہی تلوار سے تلوار ٹکرائی دونوں نے ایک دوسرے پر تابڑ توڑ حملہ کئے لیکن ایک ایسا موقع آیا کہ رومی نے حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بن مخلد کو زمین پر دے پٹخا اور جھک کر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ ایک مجاہد برق رفتاری کے ساتھ ان کے پاس آیا اور رومی کو ایک ہی وار میں قتل کر دیا اور اس طرح حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بن مخلد کی جان بچی امیر لشکر کو ان پر بہت غصہ آیا اور کہا ''زنخوں کو میدانِ جنگ میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟'' حالانکہ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بن مخلد بڑے رتبہ کے صحابی تھے ان کا اپنا ایک مقام تھا لیکن حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے ان کا قطعی لحاظ نہیں کیا امیر لشکر کے اس طنز پر ان کو بہت غصہ آیا لیکن اس وقت انہوں نے اعلیٰ ظرف ہونے کا ثبوت دیا اور خاموشی اختیار کی۔

اس کے بعد گھمسان کا رَن پڑا مجاہدین اسلام کے طوفانی حملے نے دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا مسلمان ان کو دھکیلتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے دیر تک قلعہ کے اندر دو بدو لڑائی ہوتی رہی آخر کار رومیوں نے ایک زوردار حملہ کیا اور مسلمانوں کو قلعہ سے باہر نکال کر

Marfat.com

دروازے بند کر دیئے لیکن امیر لشکر حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت مسلمہؓ بن مخلد اور دو مجاہد قلعہ کے اندر رہ گئے رومیوں نے ان چاروں کو گرفتار کرنا چاہا لیکن غازیوں نے ان کی کوشش ناکام بنا دی آخر کار رومیوں نے کہا کہ دونوں طرف سے ایک ایک جوان مقابلہ کو نکلے اگر ہمارا جوان مارا گیا تو ہم تم لوگوں کو آزاد کر دیں گے اور اگر تمہارا آدمی مارا جائے تو تم ہتھیار پھینک دو گے۔ امیر لشکر نے ان کی شرط منظور کی رومی فوجی مقابلہ کے لئے سامنے آیا اس کے مقابلہ کے لئے امیر لشکر نکلے لیکن حضرت مسلمہؓ بن مخلد نے ان کو جانے سے روکا اور کہا کہ ''آپؓ فوج کے امیر ہیں اگر خدانخواستہ آپؓ کو نقصان پہنچا تو سارا نظام متاثر ہو جائے گا۔'' اتنا کہہ کر خود گھوڑے پر سوار ہو کر رومی جوان کے سامنے پہنچے ادھر رومی سپاہی بھی تیار کھڑا تھا مقابلہ شروع ہوا دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا بالآخر حضرت مسلمہؓ نے تلوار کا بھرپور وار کیا مدِ مقابل وہیں ڈھیر ہو گیا وعدے کے مطابق قلعہ کا دروازہ کھول دیا گیا اور یہ چاروں جاں نثار قلعہ سے باہر آ گئے حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنی پہلی گستاخی پر ان سے معافی مانگی اور انہوں نے خندہ پیشانی سے معاف کر دیا۔

محاصرہ جس قدر طویل ہوتا جاتا تھا امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جاتا تھا آخر کار آپؓ نے امیر لشکر حضرت عمروؓ بن العاص کے نام خط بھیجا جس میں تحریر تھا ''شاید تم لوگ وہاں رہ کر عیسائیوں کی طرح عیش پرست ہو گئے ہو ورنہ فتح میں اتنی دیر نہ ہوتی جس دن میرا خط پہنچے تمام فوج کو جمع کر کے جہاد پر خطبہ دو اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر حملہ کرو جن کو میں نے افسر بنا کر بھیجا تھا وہ فوج کے آگے ہوں اور تمام فوج متحد ہو کر دشمن پر حملہ آور ہو۔'' اسلام کے اس عظیم جرنیل نے تمام فوج کو جمع کر کے جہاد پر خطبہ دیا جس کی بدولت مجاہدین اسلام میں زبردست جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن الصامت جلیل القدر صحابی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور اپنے قبیلہ خزرج کے سردار بھی تھے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے ان کو بلایا اور کہا ''مجھے اپنا نیزہ دیجئے'' پھر اپنا عمامہ اتار کر نیزہ پر لگا کر ان کے حوالے کر دیا اور کہا ''یہ سپہ سالار کا علم ہے اور آج آپ رضی اللہ عنہ سپہ سالار ہیں۔'' اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام اور حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بن مخلد کو فوج کا ہراوّل مقرر کیا جذبۂ جہاد سے سرشار فوج نے اس شدت سے قلعہ پر حملہ کیا کہ پہلے ہی حملہ میں قلعہ فتح ہو گیا۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اسی وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج کو بلا کر کہا ''جس قدر تیز جا سکتے ہو جاؤ اور امیر المومنین کو خوشخبری سناؤ۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج اسی وقت اونٹنی پر سوار ہوئے اور برق رفتاری کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے جب یہ مدینہ پہنچے دوپہر کا وقت تھا یہ اس خیال سے بارگاہِ فاروقی پہ حاضر نہیں ہوئے کہ دوپہر کا وقت ہے امیر المومنین آرام فرما رہے ہوں گے مسجد نبوی کا رخ کیا اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کی خادمہ کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج کو مسافر کی ہیئت میں دیکھ کر پوچھا کہ ''آپ رضی اللہ عنہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میں اسکندریہ سے آیا ہوں۔'' خادمہ اسی وقت کاشانہ فاروقی پہنچی اور آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے آنے کی اطلاع دی اور فوراً ہی واپس آئی اور کہا کہ ''آپ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین رضی اللہ عنہ بلا رہے ہیں۔'' امیر المومنین ان سے ملنے کے لئے اتنے بے تاب تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور خود ان سے ملنے کے لئے تیار ہوئے ابھی آپ رضی اللہ عنہ چادر سنبھال ہی رہے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود ان کے پاس پہنچ گئے فتح کا حال سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق نے سجدۂ شکر ادا کیا اور مسجد نبوی میں تشریف لائے اور اعلان فرمایا کہ اہل

Marfat.com

مدینہ مسجد میں جمع ہو جائیں یہ سنتے ہی اہل مدینہ اُمڈ آئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج نے اہل مدینہ کے سامنے تفصیل کے ساتھ فتح اسکندریہ کے حالات بیان کئے مسلمانوں نے مل کر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ شہر مدینہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے ساتھ ان کے گھر گئے آپ رضی اللہ عنہ نے خادمہ سے دریافت کیا کہ ''کچھ کھانے کو ہے؟'' خادمہ نے روٹی اور روغنِ زیتون مہمان کے سامنے پیش کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ''تم سیدھے میرے پاس کیوں نہیں آئے؟'' عرض کی ''دوپہر کا وقت تھا میں نے سوچا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے ہوں گے۔'' فرمایا ''افسوس تمہارا میرے متعلق یہ خیال کہ میں دن میں آرام کروں گا تو خلافت کی ذمہ داری کون پوری کرے گا۔''

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص چند روز اسکندریہ میں رہ کر فسطاط واپس آ گئے اور اس ویران جگہ پر آپ رضی اللہ عنہ نے نیا شہر بسایا اور اس کا نام فسطاط ہی رکھا اور آج بھی یہ شہر فسطاط کے نام سے مشہور ہے۔ فاتح مصر و فلسطین حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے رومی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا آپ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کو اس قابل نہ چھوڑا کہ وہ پھر کبھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا سوچ بھی سکیں اس عظیم جرنیل نے مفتوحہ شہروں کی سرحدوں کو مستحکم کیا اسلام کا نظام عدل نافذ کیا برسوں ظلم وستم کی چکی میں پسنے والے عوام نے سکھ کا سانس لیا ان کے مرجھائے ہوئے چہرے پھول کی طرح کھل اٹھے ان کو مذہبی آزادی دی جو ان کے حقوق تھے وہ ان کو دیئے۔ عدالتیں قائم کیں ذمیوں کی عدالتوں میں خود ان ہی کے لوگ (جج وغیرہ) مقرر کئے جو ان کے مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق نے مصر کو دو حصوں میں تقسیم کیا بالائی حصہ جس میں ۲۸ اضلاع شامل تھے ایک الگ صوبہ قرار دے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن

Marfat.com

سعد بن ابی سرح کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور نشیبی حصہ جس میں ۱۵ اضلاع شامل تھے اس پر ایک دوسرا حاکم مقرر کیا اور اسلام کے اس بطل جلیل حضرت عمروؓ بن العاص کو گورنر جنرل مقرر کیا۔

ماخوذ: اسلام کے چار عظیم جرنیل

۱۷ھ ہجری کے آخر میں طاعون نے شام، مصر اور عراق کو اپنی لپیٹ میں لے لیا دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں مسلمان لقمۂ اجل بن گئے اسلام کے کئی عظیم جرنیل اس کی نذر ہو گئے فوج میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی لیکن سپہ سالار حضرت معاذ بن جبلؓ انصاری اس وبا زدہ علاقہ سے نکلنے کو تیار نہیں۔ تھے حضرت عمروؓ بن العاص نے فوج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ وبا ان وباؤں میں سے ایک ہے جو بنی اسرائیل کے زمانے میں مصر پر نازل ہوئی تھی لہٰذا یہاں سے نکل جانا چاہیے۔'' حضرت معاذ بن جبلؓ انصاری نے جو یہ سنا تو جلال میں آ گئے اور حضرت عمروؓ بن العاص کو انتہائی سخت الفاظ میں سرزنش کی اور فرمایا ''لوگو! یہ وباء نہیں ہے تمہارے۔ نبی ﷺ کی دعا ہے اور اللہ کی رحمت ہے۔'' حضرت معاذؓ بن جبل انصاری خود طاعون میں مبتلا ہوئے جب بچنے کی امید نہ رہی تو اپنی جگہ حضرت عمروؓ بن العاص کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا ان کے انتقال کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص فوج کو پرفضا مقام میں لے آئے جو اس وباء سے محفوظ تھا۔

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ الفاروق کے صفحہ نمبر ۲۳۶-۲۳۵ میں لکھتے ہیں

مذہب کا نشہ بھی عجیب چیز ہے وباء کا وہ زور تھا اور ہزاروں آدمی لقمۂ اجل ہوتے جاتے تھے حضرت معاذؓ اس کو اللہ کی رحمت سمجھا کئے اور کسی قسم کی کوئی تدبیر نہ کی لیکن حضرت عمروؓ بن العاص کو یہ نشہ کم تھا حضرت معاذؓ

Marfat.com

کے انتقال کے بعد انہوں نے فوج کے سامنے خطبہ دیا اور کہا وباء جب شروع ہوتی ہے تو آگ کی طرح پھیلتی جاتی ہے اس لئے تمام فوج کو یہاں سے اٹھ کر پہاڑوں پر چلا جانا چاہئے اگرچہ ان کی رائے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہم خیال تھے پسند نہیں آئی یہاں تک کہ ایک بزرگ نے اعلانیہ کہا کہ تو غلط کہتا ہے تاہم حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اپنی رائے پر عمل کیا۔ فوج ان کے حکم کے مطابق اِدھر اُدھر پہاڑوں پر پھیل گئی اور وباء کا زور جاتا رہا لیکن یہ تدبیر اس وقت عمل میں آئی کہ پچیس ہزار مسلمان جو آدھی دنیا کے فتح کرنے کے لئے کافی ہو سکتے تھے موت کے مہمان ہو چکے تھے ان میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل انصاری، حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، حضرت وارث رضی اللہ عنہ بن ہشام، حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بن عمرو، حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ بن سہیل بڑے درجہ کے لوگ شامل تھے۔

عرب کے سیاسی مدبر، زیرک، دانشمند، میدانِ کارزار کے مشہور شہسوار، ماہر فن حرب، بہادر، بے مثل جرنیل، فاتح مصر و فلسطین حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے موت کا استقبال کس طرح کیا اس وقت ان کے احساسات کیا تھے ذیل کی سطروں میں اس کی تفصیل ملے گی اس میں ہمارے لئے نصیحت بھی ہے اور عبرت بھی۔

جب بیماری نے خطرناک صورت اختیار کی اور عرب کے اس دانشمند کی زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج خاصہ کے افسر اور سپاہی طلب کئے اور لیٹے لیٹے ان سے سوال کیا ''میں تمہارا کیسا ساتھی تھا؟'' ''سبحان اللہ! آپ رضی اللہ عنہ نہایت ہی مہربان آقا تھے دل کھول کر دیتے تھے ہمیں خوش رکھتے تھے یہ کرتے تھے وہ کرتے تھے۔'' وہ گرم جوشی سے جواب

Marfat.com

دینے لگے یہ سن کر عرب کے اس دانشمند نے بڑی سنجیدگی سے کہا ''میں یہ سب کچھ صرف اس لئے کیا کرتا تھا کہ تم مجھے موت سے بچاؤ گے کیونکہ تم سپاہی تھے اور میدانِ جنگ میں اپنے سردار کے سپر تھے لیکن یہ دیکھو موت میرے سامنے کھڑی ہے اور میرا کام تمام کر دینا چاہتی ہے آگے بڑھو اور اسے مجھ سے دور کر دو۔'' سب ایک دوسرے کا منہ حیرت سے تکنے لگے پریشان تھے کیا جواب دیں۔

''اے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ!'' کچھ توقف کے بعد انہوں نے کہا ''واللہ! ہم آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے ایسی فضول بات سننے کی توقع نہ پاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ موت کے مقابلے میں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ کام نہیں آسکتے۔'' عرب کے اس مدبر نے ایک آہ بھری اور کہا ''واللہ! یہ حقیقت میں خوب جانتا ہوں۔'' انہوں نے حسرت سے کہا ''واقعی تم مجھے موت سے ہرگز نہیں بچا سکتے لیکن اے کاش یہ بات پہلے سے سوچ لیتا اے کاش! میں نے تم میں سے کوئی آدمی بھی اپنی حفاظت کے لئے نہ رکھا ہوتا ابن ابی طالب (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا بھلا ہو کیا ہی خوب کہہ گئے ہیں آدمی کی سب سے بڑی محافظ خود اس کی موت ہے۔''

کچھ لوگ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی عیادت کو حاضر ہوئے وہ موت کی سختیوں میں مبتلا تھے اچانک دیوار کی طرف منہ پھیر لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''آپ رضی اللہ عنہ کیوں روتے ہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بشارتیں نہیں دے چکے ہیں؟'' انہوں نے بشارتیں سنائیں لیکن ابن عاص نے روتے ہوئے سر سے اشارہ کیا پھر ہماری طرف منہ پھیرا اور کہنے لگے ''میرے پاس سب سے افضل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں ایک وقت وہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں کسی کی اپنے دل میں دشمنی نہیں رکھتا تھا میری سب سے بڑی تمنا یہ

Marfat.com

تھی کہ کسی طرح قابو پا کر آپ ﷺ کو قتل کر دوں اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا پھر ایک وقت آیا جب اللہ نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اپنا ہاتھ بڑھایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک دراز کیا مگر پھر میں نے اپنا کھینچ لیا آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عمرو رضی اللہ عنہ تجھے کیا ہوا؟'' عرض کی ''ایک شرط چاہتا ہوں۔'' فرمایا ''کون سی شرط؟'' عرض کی ''یہ شرط کہ میں تشفی چاہتا ہوں۔'' اس پر ارشاد ہوا ''کیا تجھے نہیں معلوم کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہ مٹا دیتا ہے ہجرت بھی مٹا دیتی ہے، حج بھی مٹا دیتا ہے۔'' (یہ روایت حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی مشہور روایت ہے جسے شیخین نے بھی روایت کیا)

اس وقت میں نے اپنا یہ حال دیکھا کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کے سوا زیادہ مجھے کوئی انسان محبوب اور نہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کی عزت میری نگاہ میں تھی میں سچ کہتا ہوں اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھے تو میں بتا نہیں سکتا کیونکہ انتہائی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے میں آپ ﷺ کو نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو میرے جنتی ہونے کی پوری امید تھی پھر ایک زمانہ آیا جس میں ہم نے بہت سے اونچ نیچ کئے میں نہیں جانتا کہ اب میرا کیا حال ہو گا؟'' ہوش و حواس آخر وقت تک قائم تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج عیادت کو آئے تو دیکھا کہ نزع کی حالت ہے پوچھا ''کیا حال ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''پگھل رہا ہوں بگڑتا زیادہ ہوں بنتا کم ہوں اس صورت میں بوڑھے کا بچنا کیوں کر ممکن ہے۔''

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ عیادت کو آئے سلام کیا۔ طبیعت پوچھی کہنے لگے۔ میں نے اپنی دنیا کم بنائی مگر دین زیادہ بگاڑا اگر میں نے اسے بگاڑا ہوتا جسے سنوارا اور اسے سنوارتا جسے

Marfat.com

بگاڑا ہے تو یقیناً بازی لے جاتا اگر مجھے اختیار ملے تو ضرور اس کی آرزو کروں اس وقت تو میں منجنیق سے نکلی شئے کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو رہا ہوں نہ اپنے ہاتھوں کے زور سے اوپر چڑھ سکتا ہوں نہ پیروں کی قوت سے نیچے اتر سکتا ہوں اے میرے بھتیجے! مجھے کوئی ایسی نصیحت کر جس سے فائدہ اٹھاؤں۔" حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "اے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ! اب وقت کہاں؟ آپ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا تو خود بوڑھا ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کا بھائی بن چکا ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ رونے کو کہیں تو میں حاضر ہوں۔" حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص یہ سن کر بہت افسردہ ہوئے اور کہنے لگے۔ "کیسی سخت گھڑی ہے کچھ اوپر اسی برس کا سن ہے اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تو مجھے پروردگار کی رحمت سے مایوس و ناامید کرتا ہے الٰہی! مجھے خوب تکلیف دے یہاں تک کہ تیرا غصہ دور ہو جائے اور تیری رضامندی لوٹ آئے۔" یہ سن کر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "اے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ! جو چیز لی تھی وہ تو نئی تھی اور اب جو چیز دے رہے ہو وہ پرانی ہے یہ کیسے ممکن ہے؟" یہ سن کر آزردہ خاطر ہوئے اور کہا "اے ابن عباس رضی اللہ عنہ مجھے کیوں پریشان کرتا ہے؟ جو بات کہتا ہوں اسے کاٹ دیتا ہے؟"

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے "مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جن کے موت کے وقت حواس درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت بیان نہیں کرتے۔" لوگوں کو یہ بات یاد تھی جب وہ خود اس منزل پر پہنچے تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ مقولہ یاد دلایا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا "اے جانِ جگر! موت کی صفت بیان نہیں کر سکتا موت ناقابل بیان ہے لیکن میں اس وقت صرف ایک اشارہ کر سکتا ہوں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے میری گردن پر پہاڑ رکھا ہے ایسا لگتا ہے میرے پیٹ میں کھجور کے کانٹے بھر گئے ہیں اور میری سانس سوئی کے ناکہ سے نکل

Marfat.com

رہی ہے۔'' اسی دوران انہوں نے ایک صندوق کی طرف اشارہ کر کے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے کہا ''اسے لے لے۔'' آپؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کا زہد مشہور ہے انہوں نے کہا ''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' آپؓ نے کہا ''اس میں دولت ہے۔'' بیٹے نے پھر انکار کیا اس انکار پر ہاتھ مل کر کہنے لگے ''کاش! اس میں سونے کی جگہ بکری کی مینگنیاں ہوتیں۔'' جب بالکل آخری وقت آ گیا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے مٹھیاں کس لیں اور دعا کے لئے یہ کلمات زبان پر تھے۔

''الٰہی! تو نے حکم دیا اور ہم نے حکم عدولی کی، الٰہی! تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی، میں بے قصور نہیں ہوں کہ میں معذرت کروں طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آ جاؤں اگر تیری رحمت شامل حال نہ ہو گی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔''

اس کے بعد تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی یہ عید الفطر کا دن تھا آپؓ کی نماز جنازہ آپؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص نے پڑھائی اور مصر میں دفن ہوئے۔ عہد صدیقی، عہد فاروقی، عہد عثمانی اور عہد اموی اس طویل عسکری تاریخ میں آپؓ کے فاتحانہ کارنامے مہ و انجم کی طرح جگمگا رہے ہیں۔

۴۲ھ ہجری میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام سماک بن خرشہ ساعدی اور کنیت ابو دجانہ انصاری تھی اور یہی کنیت تاریخ کا حصہ بن گئی۔ قبیلۂ خزرج کی ایک شاخ ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے یہ خاندان مدینہ منورہ میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا شیخ القبیلہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری نیک سیرت، پاکیزہ فطرت، سلیم النفس، وفا شعار، بہادر، جنگجو، استقامت کے کوہِ گراں، میدان رزم کے شہسوار، شمشیر زنی میں یکتا، حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری جب میدانِ جنگ میں جاتے تھے تو سر سے سرخ رومال باندھ لیا کرتے تھے انصار جب ان کو اس حال میں دیکھتے تو کہتے تھے ''ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے موت کا رومال باندھ لیا ہے اب یہ میدان جنگ میں جا رہے ہیں۔'' حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصیات تھیں۔

آفتابِ ہدایت فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہو چکا تھا اس کی کرنیں مدینہ منورہ پر بھی پڑ رہی تھیں انصار کے چند گھرانوں میں قال اللہ، قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں گونج رہی تھیں یہ اس کی طرف متوجہ ہوئے چونکہ پاکیزہ فطرت تھی کلامِ ربانی نے ان کے دل و دماغ کو مسخر کر لیا آپ رضی اللہ عنہ فوراً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر غائبانہ ایمان لے آئے۔ جب محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ فرط مسرت سے جھوم اٹھے اور فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ اپنی زندگی کا حقیر نذرانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور فدا کاری و جاں نثاری کو اپنا شعار بنا لیا۔ عہد نبوی میں جتنے بھی غزوات ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے ہر معرکہ میں اپنی شجاعت اور جرأت کی دھاک بٹھا دی۔ غزوۂ بدر میں سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور کمال ثابت قدمی سے دادِ شجاعت دی اس کے بعد

Marfat.com

غزوۂ احد میں نہایت جوش وخروش سے شریک ہوئے وہ لڑائی میں شامل ہوتے وقت سر پر ایک سرخ رومال باندھ لیتے تھے اور جوشِ شجاعت سے تن کر چلتے تھے غزوۂ احد میں بھی اسی انداز سے شریک ہوئے کسی نے سرورِ کونین ﷺ کی توجہ ان کی متکبرانہ چال کی طرف مبذول کرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کو متکبرانہ چال پسند نہیں ہے لیکن اس وقت پسند ہے۔'' جنگ شروع ہونے سے پہلے سپہ سالارِ اعظم ﷺ نے اپنی شمشیر مقدّس نیام سے نکالی اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا ''کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟'' حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا آپ ﷺ نے دوبارہ سوال کیا پھر ان دونوں جانبازوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ تیسری بار پھر آپ ﷺ نے یہی سوال کیا تو ان دونوں نفوسِ قدوسی کو تلوار حاصل کرنے کے لئے بیتاب پایا۔ سرورِ کونین ﷺ نے یہ تلوار حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری کو عنایت فرمائی اور انہوں نے ادب کے ساتھ عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! یا رسول اللہ ﷺ اس تلوار کا حق کیا ہے؟ فرمایا ''اس تلوار سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور دشمنانِ اسلام کو خوب قتل کرنا۔'' جوں ہی طبل جنگ بجا حضرت ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ دشمن پر موت کی طرح ٹوٹ پڑے آپ رضی اللہ عنہ انتہائی بے جگری کے ساتھ چومکھی لڑائی لڑ رہے تھے یہ جدھر کا بھی رخ کرتے لاشیں گرنے لگتیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام سے روایت ہے کہ دشمن میں ایک ایسا شخص بھی تھا کہ وہ جس مسلمان کو زخمی حالت میں دیکھتا اس کو شہید کر دیتا حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اس کو جا دبوچا اس نے تلوار کا بھرپور وار کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے وار کو ڈھال پر روکا اور فوراً ہی پینترا بدل کر اپنی شمشیر آبدار کا ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ دشمن عبرت ناک شکست کھا چکا تھا اور مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے ادھر گھاٹی پر متعین تیر اندازوں نے دیکھا تو وہ بھی بہت ہی اہم

Marfat.com

مورچہ چھوڑ کر مالِ غنیمت جمع کرنے والوں میں شامل ہو گئے حالانکہ آنحضرت ﷺ نے تیر اندازوں سے فرمایا تھا ''فتح ہو یا شکست اس اہم مورچہ کو نہ چھوڑنا۔'' تیر اندازوں کا اس اہم پہاڑی کو چھوڑنا تھا کہ خالد بن ولید (یہ ابھی تک حالتِ کفر میں تھے) نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس گھاٹی کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا چونکہ مسلمان ہتھیار رکھ چکے تھے اس غیر متوقع حملہ سے حیران رہ گئے۔ اب دشمن کا زور آپ ﷺ کی طرف تھا وہ نعوذ باللہ آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری آپ ﷺ پر چھائے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی پشت ڈھال کا کام دے رہی تھی۔ سنسناتے تیر آپ رضی اللہ عنہ کی پشت سے ٹکرا رہے تھے آخر کار دشمن نے راہِ فرار اختیار کی۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری زخموں سے چور چور تھے محسنِ انسانیت ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور ثابت قدمی سے بہت مسرور ہوئے اور فرمایا ''ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! تم خوب لڑے۔'' غزوۂ احد کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں بے مثال شجاعت سے محسنِ انسانیت ﷺ کی جاں نثاری کا حق ادا کیا ان کی یہ جاں نثاری ہی تھی کہ غزوۂ نضیر میں آپ ﷺ نے اپنے مال میں سے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری کو حصہ دیا۔

۱۱ھ ہجری میں محسنِ انسانیت ﷺ نے رحلت فرمائی تو حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ انصاری پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا لیکن ان کے شوق جہاد میں مطلق کوئی کمی نہ آئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کی مشہور جنگ پیش آئی تو حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ بڑے جوش و خروش سے اس میں شریک ہوئے۔ لڑائی میں ایک موقع ایسا آیا کہ مسلمانوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر مسیلمہ اپنے باغ کے اندر چلا گیا اور اس کی چار دیواری کی آڑ لے کر مسلمانوں پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ مسلمانوں نے باغ میں داخل ہونے کی بہت کوشش کی

Marfat.com

لیکن تیروں کی بارش کی وجہ سے باغ میں داخل نہ ہو سکے۔ اس دوران ابو دجانہ ؓ دیوار پھاند کر باغ کے اندر جا کودے لیکن آپ ؓ کے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی اس کے باوجود ان کی جبین استقلال پر شکن تک نہ آئی۔ آپ ؓ پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے اور دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے باغ کے پھاٹک تک جا پہنچے اتنے میں حضرت براء بن مالک انصاری ؓ بھی لڑتے ہوئے پھاٹک تک آ پہنچے اور پھاٹک کھول دیا غازیانِ اسلام باہر منتظر تھے فوراً اندر داخل ہوئے اور مرتدین کو اپنی تلواروں پر رکھ لیا حضرت ابو دجانہ ؓ انصاری دشمن اسلام مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے کی تاک میں تھے کہ مرتدین نے آپ ؓ کو نرغہ میں لے کر برچھیوں اور تلواروں سے چھلنی کر دیا اور وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ حضرت ابو دجانہ ؓ انصاری نے ساری زندگی رضائے رسول اللہ ﷺ کے لئے گذاری تھی جنگِ یمامہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

(ماخوذ: اسلامی ڈائجسٹ ہدیٰ دہلی)

آپ تاریخِ انبیاء کا ایک ایک ورق بغور پڑھتے جائیے آپ پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جتنے بھی نبی اور پیغمبر آئے کسی نبی اور پیغمبر کو ایسے پیکر صدق خلوص ایسے جاں نثار میسر نہیں آئے جیسے ہمارے آقا و مولا محسن انسانیت ﷺ کو میسر آئے جنہوں نے آپ ﷺ کی حفاظت، عزت، نصرت اور امداد کے مقابلے میں اپنے اہل و عیال کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی اور اپنی جان، مال، عزت و آبرو، بیوی، بچے، عزیز و اقارب الغرض سب کو انسانِ کامل ﷺ کی ذاتِ اقدس پر قربان کر دیا۔

Marfat.com

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ

ظلم وستم کی آندھی چل رہی تھی غیض وغضب کی آگ بھڑک رہی تھی۔ ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا۔ توحید پرستوں کے گوشۂ عافیت پر بجلی کوند رہی تھی اسلام کا نام لینا ناقابل معافی جرم تھا مکہ کی فضا پر آشوب تھی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت ایک غریب الوطن اور بے یار و مددگار غلام تھے لیکن اللہ نے انہیں نہایت پاکیزہ فطرت اور شیر کا دل گردہ عطا کیا تھا صدائے حق کانوں میں پڑتے ہی انہوں نے انجام سے بے پرواہ ہو کر اس پر لبیک کہنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور اسلام کا پرچم بلند کر دیا یوں وہ اسلام لانے والوں میں ساتویں نمبر پر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کو پوشیدہ نہیں رکھا بلکہ اس کا برملا اظہار کیا ان کے جرأت اظہار پر مشرکین میں ایک بھونچال سا آ گیا جنون نے ان کو پاگل کر دیا آتش انتقام بھڑک اٹھی بے بس، بے یارو مددگار غلام حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو ظلم وستم کی بھٹی میں جھونک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر ایسے بیہمانہ ظلم ڈھائے کہ انسانیت اور شرافت سر پیٹ کر رہ گئی۔

ان کی مالکہ امّ انمار کو جب معلوم ہوا کہ خباب رضی اللہ عنہ نے اسلام کے سایۂ عافیت میں پناہ لے لی ہے تو وہ شقی القلب عورت آپے سے باہر ہو گئی آپ رضی اللہ عنہ کو ایسی بھیانک سزا دی کہ انسانیت چیخ اٹھی یہ درندہ صفت عورت لوہا گرم کرتی اور ان کے سر کو داغ دیا کرتی۔ کبھی ایسا ہوتا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زرہ پہناتی اور تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتی آسمان سے آگ برس رہی ہوتی گرمی کی شدت سے پسینے پسینے ہو جاتے کبھی ان کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیتی اور سینے پر بھاری پتھر کی سل رکھ دیتی اور کبھی دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیتی اور ایک پہلوان صفت آدمی

Marfat.com

ان کے سینے پر بیٹھ جاتا تاکہ وہ کروٹ نہ لے سکیں پیٹھ جل کر کباب ہو جاتی خون اور پیپ رِس رِس کر انگاروں کو ٹھنڈا کر دیتے تھے۔

لرزہ خیز مصائب برداشت کرتے کرتے ایک عرصہ بیت گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال میں ذرّہ برابر بھی جنبش نہ آئی ایک غریب الوطن اور بے کس غلام ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے ایسی راہ اختیار کی تھی جس میں کانٹے ہی کانٹے تھے اور قدم قدم پر درندہ صفت انسان راہِ حق کے مسافروں کو پھاڑ کھانے پر تلے بیٹھے تھے حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے حق کی خاطر ایسے ایسے لرزہ خیز مصائب برداشت کیئے تھے کہ ان کا حال سن کر بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم بے قرار ہو جاتے تھے اور ان کے جوشِ ایمانی اور صبر و استقامت پر رشک کیا کرتے تھے۔

ماخوذ: شمع رسالت کے تیس پروانے

عہد نبوی میں جتنے بھی غزوات ہوئے حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اس میں بھرپور شرکت کی اور نہایت پامردی سے دادِ شجاعت دی۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں اسلام عرب سے باہر نکلا فتوحات کا سلسلہ دراز ہوتا گیا ساتھ ہی ساتھ دولت کی بارش ہونے لگی تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ دل ہی دل میں کڑھتے اور بعض اوقات بے اختیار رونے لگتے اور فرماتے۔

''ہم نے رضائے الٰہی کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور ہمارا اجر اللہ کے ذمہ رہا ہم میں سے بعض تو ایسے تھے کہ انتقال کر گئے اور دنیا میں اپنے اجر کا کچھ بھی پھل نہ کھایا لیکن بعض کو پھل مل گیا اور وہ اسے توڑ کر کھا رہے ہیں مصعب رضی اللہ عنہ نے احد میں شہادت پائی تو ان کو کفنانے کے لیئے ایک چھوٹی سی چادر کے سوا کچھ بھی نہ تھا اس چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر برہنہ ہو جاتا آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہم نے ان کا سر چادر سے ڈھانکا اور پاؤں گھاس سے چھپائے آج یہ حال

Marfat.com

ہے کہ اللہ کا فضل ہم پر بارش کی طرح برس رہا ہے مجھے ڈر ہے کہ خدانخواستہ ہماری مصیبتوں اور مصائب کا اجر کہیں دنیا ہی میں تو نہیں مل گیا۔''

یہ وہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن اور بہنوئی (حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب) کو قرآن کی تعلیم دینے کے لئے ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حالت کفر میں تھے جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں تو یہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑے اور اپنے بہن اور بہنوئی کی سرزنش کے لئے ان کے گھر پہنچے تو اس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ معلم کے فرائض انجام دے رہے تھے جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں تو وہ پردے کے پیچھے چھپ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہنوئی کو مارنا شروع کیا تو بہن اپنے شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں انہوں نے ان کو بھی آڑے ہاتھوں لیا دونوں کو لہولہان کر دیا جب زخمی بہن کی طرف دیکھا تو ان کا دل نرم پڑا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے کہا۔ ''مجھے وہ کلام سناؤ جسے تم نے کلام ربانی سمجھ رکھا ہے۔'' بہن سورۂ طٰہٰ کی چند ہی آیات پڑھی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے اختیار پکار اٹھے۔

''میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ کلام باسعادت سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ آفتاب کی طرح طلوع ہوئے اور فرمایا ''اے عمر رضی اللہ عنہ! میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں کل شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی اے اللہ! عمر ابن ہشام یا عمر ابن خطاب سے اسلام کو عزت دے معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہو گئی۔'' اور آج یہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امیر المومنین نے والہانہ انداز میں

Marfat.com

ان کا استقبال کیا اور اپنی مخصوص نشست (گدّے) پر احترام کے ساتھ بٹھایا اور فرمایا ''خباب رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک شخص اور ہے جو اس مخصوص نشست پر بیٹھنے کا مستحق ہے۔'' یہ سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''امیر المومنین! وہ دوسرا شخص کون ہے؟'' فرمایا ''بلال رضی اللہ عنہ بن رباح'' عرض کیا ''بلال رضی اللہ عنہ کا حق میرے برابر کیوں کر ہو سکتا ہے جب مشرکین ان کو اذیت دیتے تھے تو بہت سے لوگ ان کو بچا لیا کرتے تھے میرا تو کوئی آنسو پونچھنے والا بھی نہ تھا کوئی بھی میری مدد کے لئے نہیں آیا۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اذیت ناک روداد تفصیل سے سنائی تو حاضرین محفل اور خود امیر المومنین آبدیدہ ہو گئے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کپڑا ہٹا کر اپنی کمر دکھائی جو برص کی طرح سفید تھی جسے دیکھ کر حاضرین مجلس اور امیر المومنین حیران رہ گئے اور فرمایا ''ایسی کمر ہم نے آج تک نہیں دیکھی۔''

ماخوذ: اسلام کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانبازی

مرض الموت میں کچھ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو اشکبار پایا حاضرین نے عرض کیا ''اے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ! یہ اشکباری کیوں؟ یہ بے چینی کیسی؟ آپ رضی اللہ عنہ کو تو خوش ہونا چاہئے دنیا چھوڑنے کے بعد حوضِ کوثر پر اپنے بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات کریں گے۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو گیا اور فرمایا ''واللہ! میں موت سے نہیں گھبراتا تم نے ان بچھڑے ہوئے ساتھیوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے دنیا میں کوئی اجر نہیں پایا آخرت میں انہوں نے یقیناً اجر پا لیا ہو گا لیکن ہم ان کے بعد رہے اور دنیا کی نعمتوں سے اس قدر حصہ پایا کہ ڈر ہے کہیں وہ ہمارے اعمال کے ثواب ہی میں محسوب ہو جائے۔

وفات سے کچھ دیر پہلے ان کے سامنے کفن لایا گیا تو رو پڑے اور بڑی حسرت سے فرمایا ''یہ تو پورا کفن ہے افسوس کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹی سی چادر میں کفنایا گیا جو ان کے سارے بدن

Marfat.com

کو بھی ڈھانک نہیں سکتی تھی سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتا اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا آخر ہم نے ان کے پاؤں کو گھاس سے ڈھانک کر کفن پورا کیا۔"

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی مجھے شہر سے باہر کھلے میدان میں دفن کرنا اس کے بعد ان کی طیب روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ وصیت کے مطابق شہر کے باہر کھلے میدان میں ان کو دفنایا گیا۔

فاتح خیبر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین سے واپس دارالخلافہ کوفہ آئے تو شہر کے باہر آپ رضی اللہ عنہ کی نظر قبروں پر پڑی دریافت کیا "یہ کس کی قبریں ہیں؟ جب میں کوفہ سے چلا تھا تو یہاں کوئی قبر نہیں تھی۔" حاضرین نے جواب دیا۔"امیر المومنین! وہ پہلی قبر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی ہے جنہیں ان کی وصیت کے مطابق یہاں دفن کیا گیا باقی قبریں دوسروں کی ہیں۔" یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا "اللہ خباب رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اور خوشی سے ہجرت کی اور پوری زندگی جہاد میں گزار دی لرزہ خیز مصائب برداشت کئے مبارک ہے وہ شخص جو قیامت کو یاد رکھے اور اپنے اللہ کو یاد رکھے۔"

ماخوذ: اسلام کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانبازی

بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم ان کا احترام کیا کرتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے معترف اور مداح ہوں اس کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

ماخوذ: خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس جانباز

۳۷ھ ہجری میں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت سعید بن جبیرؓ

آپ کا نام سعید بن جبیرؓ اور کنیت ابو عبداللہ، کوفہ کے رہنے والے جلیل القدر تابعی تھے۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ جیسے بلند مرتبہ شخصیتوں کے فیضانِ علم سے پورا پورا استفادہ کیا اور علم و فضل کا بحر ذخّار بن گئے۔ تفسیر حدیث اور فقہ میں انہیں درجۂ کمال حاصل ہو گیا تھا ان کے علم و فضل سے ایک دنیا فیض اٹھاتی تھی۔ قائم اللیل اور صائم الدہر تھے خشیت الٰہی اور سوز و گداز کا اتنا غلبہ تھا کہ ہر وقت آنکھیں اشکبار رہتی تھیں اور آخرت کی باز پرس سے کانپنے لگتے تھے قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھتے تھے اللہ کی آئتوں میں غور و فکر اور تدبر کیا کرتے اور قرآن شریف تین راتوں میں ختم کیا کرتے تھے۔ غیبت اور عیب جوئی سے سخت نفرت تھی اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات سمجھتے اور محض روزہ نماز اور ذکر وشغل کو اسلام نہیں سمجھتے تھے فرمایا کرتے تھے ذکر یہ ہے کہ آدمی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی اطاعت کرے جس نے ہر قول و فعل میں اللہ کے احکامات پر عمل نہ کیا وہ خواہ کتنی ہی عبادت کرے اللہ کی یاد رکھنے والا نہیں کہا جا سکتا۔ جب نماز پڑھتے تو ستون کی طرح ساکت ہو جاتے تھے سورۂ بقرہ کی اس آیت کو بار بار دہرایا کرتے (یعنی اس دن سے ڈرو جس دن اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔) تھے اور خوفِ خدا سے کانپنے لگتے تھے حق گوئی ان کا طرۂ امتیاز تھا اس معاملے میں بڑی سے بڑی شخصیت کو خاطر میں نہ لاتے اور برملا حق کا اظہار کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو حضرت سعید بن جبیرؓ کے علم و فضل اور فقہ پر اتنا اعتماد تھا کہ جب کوئی شخص کوفہ سے آپؓ کے پاس فتویٰ لینے یا کوئی مسئلہ معلوم کرنے کے لئے آتا

Marfat.com

تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس سے یہ سوال کرتے ''کیا تمہارے شہر میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں؟''

خلافتِ اموی کے حکّام میں حجاج بن یوسف سے زیادہ کسی شخص کو شہرت حاصل نہیں ہوئی مگر یہ شہرت عدل و انصاف کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ سیاستِ قہر کی وجہ سے تھی تاریخ اسلام میں حجاج بن یوسف کا ظلم وستم ضرب المثل بن کر رہ گیا یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اموی سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں تھیں وہ حجاج بن یوسف ہی تھا جس نے اپنی خوں آشام تلوار اور بے دریغ سفاکی سے ازسرنو اس کی ہلتی ہوئی عمارت کو مستحکم کیا۔ عراق شروع ہی سے شرپسندوں کا مرکز رہا یہاں کی سیاسی بے چینی کسی طرح ختم نہ ہوتی تھی والیوں پر والی آتے تھے اور بے بس ہو کر لوٹ جاتے تھے لیکن حجاج کی تلوار نے ایک ضرب میں عراق کی شورہ پشتی ختم کر ڈالی۔ کہا جاتا ہے کہ جنگوں کے علاوہ حالتِ امن میں اس نے ایک لاکھ پچیس ہزار آدمی قتل کئے۔ بے شمار صحابہ کے ہاتھوں میں سیسے کی مہریں لگا دیں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیوں کو قتل کیا مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دی۔ موجودہ زمانے کی استعماری سیاست کی طرح اس کا بھی اصول یہ تھا کہ حکومت کے قیام کے لئے ہر بات جائز ہے اور حکومتیں رحم و عدل سے نہیں بلکہ قہر و تعزیر سے قائم ہوتی ہیں۔

ماخوذ: انسانیت موت کے دروازے پر

حجاج بن یوسف کی سفاکی اور بربریت کی وجہ سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بھی اس سے سخت نفرت کرتے تھے چنانچہ بنی امیہ کے مشہور سپہ سالار ابن اشعث نے بنی امیہ اور حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کھل کر ابن اشعث کا ساتھ دیا لیکن بنی

Marfat.com

امیہ کی عسکری قوت نے ابن اشعث کی بغاوت کو کچل کے رکھ دیا وہ تو سیستان بھاگ گیا اور حضرت سعیدؓ مکہ آ گئے۔ یہاں کا حاکم خالد بن عبداللہ قسری تھا اس نے حضرت سعید بن جبیرؓ کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج ان کو دیکھتے ہی شعلہ جوالا بن گیا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ اور ایک قاہر و جابر حاکم حجاج بن یوسف کے درمیان جو گفتگو ہوئی تاریخ نے اپنے سینے میں اس کو محفوظ کر لیا ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

ماخوذ: اسلامی ڈائجسٹ ہدیٰ ص نمبر ۲۷۳۔ نئی دہلی

حجاج: تیرا کیا نام ہے؟

سعیدؓ: سعید بن جبیرؓ۔

حجاج: نہیں! بلکہ تو شقی بن کثیر ہے۔

سعیدؓ: میری والدہ میرے نام کے متعلق تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔

حجاج: تو اور تیری ماں دونوں بدبخت ہیں۔

سعیدؓ: غیب کا علم اللہ کو ہے تجھے نہیں۔

حجاج: میں تیری دنیا کو دہکتی ہوئی آگ سے بدل دوں گا۔

سعیدؓ: اگر میں یہ جانتا کہ عیش و آرام نفع و نقصان تیرے قبضے میں ہے تو میں تجھے خدا سمجھتا۔

حجاج: محمد ﷺ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟

سعیدؓ: آپ ﷺ امام الہدیٰ ہیں اور رحمت دو عالم ﷺ ہیں۔

Marfat.com

حجاج: عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟

سعید رضی اللہ عنہ: وہ اللہ کے حضور جا چکے ہیں مجھے نہیں معلوم ان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا کیوں کہ میں غیب داں نہیں ہوں۔

حجاج: خلفاء کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟

سعید رضی اللہ عنہ: میں ان کا وکیل نہیں ہوں۔

حجاج: خلفاء میں تجھے کون زیادہ پسند ہے؟

سعید رضی اللہ عنہ: جو میرے اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔

حجاج: کیا تو بتا سکتا ہے کہ خالق کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کون ہے؟

سعید رضی اللہ عنہ: اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔

حجاج: کیا تو میری تصدیق کو پسند کرے گا؟

سعید رضی اللہ عنہ: اگر مجھے تیری محبت ہوتی تو میں تیری تکذیب ہی کیوں کرتا۔

حجاج: کم بخت تو ہنستا کیوں نہیں؟

سعید رضی اللہ عنہ: وہ مخلوق کس طرح ہنسے جو مٹی سے پیدا کی گئی ہے حالانکہ مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حجاج: پھر ہم کیوں ہنستے ہیں؟

سعید رضی اللہ عنہ: سب قلوب برابر نہیں ہوتے۔

حجاج: (خدّام کو حکم دیتے ہوئے) اس کے سامنے جواہرات پیش کرو۔

Marfat.com

سعید رضی اللہ عنہ: (جواہرات کو دیکھ کر) اگر ان چیزوں کو تو نے اس لئے جمع کیا ہے کہ ان کو خدا کی راہ میں خیرات کر کے عذابِ آخرت سے نجات حاصل کر سکے تب تو ٹھیک ہے ورنہ یاد رکھ قیامت کے دن ایک اور صرف ایک ہی چیخ ہو گی جو سن کر دودھ پلانے والی عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو بھول جائیں گی۔

حجاج: (مطربانہ دربار سے) اس کے سامنے ستار اور بانسری بجاؤ۔

سعید رضی اللہ عنہ: (آلاتِ سرور کی آواز سن کر) رونے لگتے ہیں۔

حجاج: روتا کیوں ہے؟ یہ تو سامان عیش و طرب ہے۔

سعید رضی اللہ عنہ: نہیں! باجے کی آواز نے مجھے صورِ قیامت کی یاد تازہ کر دی اس کے ساتھ یہ بھی سوہانِ روح بن آیا ہے کہ تمہارے یہ سارے آلات لہو و لعب بھی تمہارے لئے وبالِ جان ہیں۔

حجاج: سعید رضی اللہ عنہ! تیری حالت قابل افسوس ہے۔

سعید رضی اللہ عنہ: وہ شخص قابل افسوس نہیں ہے جو آگ سے نجات پا گیا ہو۔

حجاج: کیا میں نے تجھ پر متعدد بار احسانات نہیں کئے؟

سعید رضی اللہ عنہ: یہ بالکل صحیح ہے۔

حجاج: ان احسانات کے باوجود تجھ کو میری مخالفت پر کس چیز نے آمادہ کیا؟

سعید رضی اللہ عنہ: ابن اشعث کی بیعت نے۔

حجاج: (غضب ناک ہو کر بولا) کیا تیری گردن میں امیر المومنین عبدالملک کی بیعت کا

Marfat.com

طوق نہیں تھا؟ بخدا اب میں تجھ کو ضرور قتل کروں گا۔

سعیدؓ: اللہ نے میرے لئے جو وقت مقرر کر دیا ہے میں اس وقت پر ضرور اس کے پاس پہنچوں گا۔

حجاج: تجھے کس طرح قتل کروں؟

سعیدؓ: جس طرح سے تو مجھے قتل کرے گا قیامت کے دن اللہ بھی تجھے اسی طرح قتل کرے گا۔

حجاج: کیا تو چاہتا ہے کہ تیری جان بخش دی جائے؟

سعیدؓ: اگر عفو ہے تو منجانب اللہ ہے مگر تیرے لئے برأت عذر کچھ باقی نہیں۔

حجاج: (زخمی شیر کی طرح گرجا) لے جاؤ اس کو! اور قتل کر دو۔

سعیدؓ: قتل کو حکم سن کر حضرت سعیدؓ بن جبیر مسکرا دیئے۔

حجاج: تو قتل کا حکم سن کر مسکرایا کیوں؟

سعیدؓ: میں اس بات پر مسکرایا کہ تو اس واحدِ قہار کے سامنے کس قدر دلیر ہے اور وہ تیرے حق میں کس قدر رحیم وحلیم ہے۔

حجاج: (جلاّد کو حکم دیتے ہوئے) اسے ہمارے سامنے قتل کرو۔

سعیدؓ: نہایت اطمینان کے ساتھ قبلہ رو ہو کر لیٹ جاتے ہیں اور قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے ہیں میں سارے مذاہبِ باطلہ سے الگ ہو کر اپنا رخ صرف اس ذاتِ قدوس کی طرف پھیرتا ہوں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور میں مشرکین میں

Marfat.com

داخل نہیں۔ ترجمہ۔

حجاج : اس کا رخ قبلہ کی طرف سے پھیر دو۔

سعید رضی اللہ عنہ : ''تم جس طرف منہ پھیرو اللہ اسی طرف ہے۔'' الفرقان

حجاج : اس کی پیشانی زمین پر رکھ دو۔

سعید رضی اللہ عنہ : ''ہم نے تمہیں زمین ہی سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی مٹی سے دوبارہ بروز حشر نکالیں گے۔'' الفرقان ترجمہ

پھر بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ اے حجاج! میں تجھے گواہ بناتا ہوں میری اس شہادت پر گواہ رہو اور قیامت میں اللہ کے سامنے میری شہادت کی گواہی تجھے دینی ہوگی۔

حجاج : اس گستاخ کو زیادہ بولنے کی مہلت مت دو۔

سعید رضی اللہ عنہ : (بلند آواز سے دعا کی) اے اللہ! میرے بعد اس کو کسی شخص کے قتل پر مسلط نہ کرنا۔

ادھر حجاج نے جلاّد کو اشارہ کیا اور ادھر جلاّد کی تلوار حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر چمکی اور عشق الٰہی کے سودے سے بھرا ہوا سر کلمہ شہادت پڑھتا ہوا زمین پر آ گرا۔

ماخوذ: ماہنامہ آستانہ دہلی

شہادت کے بعد جسم سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حجاج اتنا خون نکلنے پر بہت حیران ہوا اور اپنے طبیب خاص سے اس کی وجہ دریافت کی اس نے کہا دوسرے لوگوں کا خون قتل کا حکم سنتے ہی خشک ہو جاتا ہے لیکن سعید رضی اللہ عنہ کی طبیعت بالکل مطمئن تھی اور قتل کا خوف

Marfat.com

مطلقاً ان کے دل میں نہ تھا اسی لئے ان کے جسم سے خلافِ معمول زیادہ خون نکلا۔ جب ان کی شہادت کی خبر اہل کوفہ تک پہنچی تو کہرام مچ گیا لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اے اللہ! شقی القلب حجاج سے سعید رضی اللہ عنہ کے خون کا انتقام لے۔ خدا کی قسم! دنیا کے تمام لوگ سعید رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوتے تو اللہ ان سب کو نارِ جہنم میں جھونک دیتا۔'' اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا ان کی شہادت کے بعد حجاج کسی شخص کے قتل پر قادر نہ ہو سکا۔

ماہِ شعبان ۹۴ھ ہجری میں شہادت پائی۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چھ ماہ بعد حجاج بن یوسف کو موت نے آ دبوچا اس کے معدے میں کیڑے پڑ گئے تھے اور جسم کو ٹھنڈ لگ گئی تھی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ

محسن انسانیت ﷺ کی غلامی میں آنے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالعزیٰ تھا مکہ کے رئیس گھرانے کے چشم و چراغ تھے ابھی آپ رضی اللہ عنہ شیر خوار ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا لہٰذا پرورش کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ کے چچا کے کاندھوں پر آ پڑی آپ رضی اللہ عنہ کو بڑے ناز و نعم کے ساتھ پرورش کی دنیا کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جو چچا نے بھتیجے کے لئے مہیا نہ کی ہو۔

آفتابِ ہدایت ﷺ فاران کی چوٹی سے طلوع ہو کر مدینہ کے افق پر پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ توحید کی صدا عرب کے گوشہ گوشہ میں گونج رہی تھی اور یہ مقدس آواز برابر ان کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ یہ مسلمان ہونے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے لیکن ظالم چچا کا خوف دامن گیر رہتا یہ مخفی طور پر اللہ سے گڑگڑا کر دعا کرتے کہ اے اللہ! میرے چچا کو اسلام کی توفیق دے تاکہ میرے لئے راستہ ہموار ہو جائے لیکن بارگاہِ خداوندی میں آپ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول نہیں ہوئی جب صبر و ضبط کا یارا نہ رہا تو ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے جرأت سے کام لیتے ہوئے چچا سے کہا۔

"چچا جان! میں ایک مدّت سے انتظار کر رہا ہوں کہ آپ کا دامن ایمان کے سدا بہار پھولوں سے بھر جائے لیکن آپ کی وہی کیفیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لوں تاکہ میری آخرت اور دنیا سنور جائیں۔"

بھتیجے کی حقیقت افروز گفتگو سن کر چچا آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑا اور غضب ناک لہجے میں بولا۔

Marfat.com

''اگر تو نے محمد ﷺ کا دین قبول کیا تو میں ہر چیز تجھ سے چھین لوں گا یہاں تک کہ تیرے بدن کے کپڑے اتار کر تیرے جسم پر ایک تار بھی باقی نہ چھوڑوں گا دنیا کی ہر آسائش سے تجھے محروم کر دوں گا اور تو اس گھر سے اس حال میں نکلے گا کہ تیرے جسم پر کپڑے کا ایک تار بھی نہیں ہو گا۔''

بھتیجے نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

''میں اسلام ضرور قبول کروں گا اب میں شرک و بت پرستی کا ساتھ نہیں دے سکتا آپ کو دنیاوی عیش و عشرت مبارک اور مجھ کو میرا اسلام مبارک۔ دنیاوی عیش و عشرت آخرت کی آسائش کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے چند روز کے بعد موت ان تمام چیزوں کو مجھ سے چھڑا دے گی تو کیوں نہ میں ان سب چیزوں کو اپنی مرضی سے اسلام کی خاطر چھوڑ دوں۔''

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے چچا کی ایک ایک چیز واپس کر دی اور ان کے گھر سے اس حال میں نکلے کہ مادر زاد ننگے تھے اور اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ ماں کے پاس پہنچے۔ ماں نے جب ان کو مادر زاد ننگا دیکھا تو آنکھیں بند کر لیں اور پریشان ہو کر پوچھا۔ ''اے لخت جگر! تمہارا یہ حال کیوں کر ہوا۔'' لخت جگر نے جواب دیا۔ ''ماں! میں مسلمان ہو گیا ہوں۔'' ماں نے مزید پوچھا۔ ''اب کہاں کا ارادہ ہے؟'' نورِ نظر نے جواب دیا۔ ''ماں! اب میں محسن انسانیت ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دوں گا میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے ستر پوشی کے لئے کپڑا دے دو۔'' ماں نے ایک کمبل دیا جس کے انہوں نے دو ٹکڑے کئے ایک تہبند کے طور پر باندھ لیا اور دوسرا بدن پر ڈال لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ صبح صادق کا وقت تھا کہ گرد میں اٹا محمد ﷺ کا غلام مسجد نبوی میں داخل ہوا اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آفتابِ ہدایت ﷺ کے

Marfat.com

طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگا جب فخر کائنات ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی نظر نووارد شخص پر پڑی۔ ''تم کون ہو؟'' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ عرض کی ''میرا نام عبدالعزیٰ ہے مسافر ہوں عاشق جمال اور طالب دیدار۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کے حالات سنے اور فرمایا ''ہمارے قریب ٹھہرو اور مسجد میں رہا کر۔ آج سے تمہارا نام عبداللہ ہے۔'' اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو اصحابِ صفہ میں شامل کر دیا۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین کو قرآن پاک کی تلاوت کا بڑا شوق تھا آپ رضی اللہ عنہ فخر کونین ﷺ سے قرآن پاک سیکھتے اور بڑے شوق و ذوق سے اس کی تلاوت کرتے کبھی کبھی جوش سے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز کافی بلند ہو جاتی ایک دن آپ رضی اللہ عنہ بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو فرمایا۔

''اے میرے دوست! اس قدر اونچی آواز سے تلاوت نہ کرو کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہو۔'' فخر انسانیت ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے یہ سن کر فرمایا۔ ''اے عمر رضی اللہ عنہ! اسے کچھ نہ کہو یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے سب کچھ چھوڑ چکا ہے۔'' اسلام منزل بہ منزل آگے بڑھ رہا تھا اور طاغوتی طاقتیں اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر لرزہ براندام تھیں چنانچہ ۹ ہجری میں اسلام دشمن طاقتوں نے متحد ہو کر مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا قیصر روم ایک ٹڈی دل لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا جب سرورِ کونین ﷺ کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے جہاد کا اعلان فرمایا اور مسلمانوں سے امداد کی اپیل کی چنانچہ مسلمانوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر جنگی سامان، نقدی اور سواری آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تو پہلے ہی کچھ نہ تھا چنانچہ بارگاہِ رسالت میں اپنی زندگی کا نذرانہ پیش کر دیا۔ غازیانِ اسلام جن کی کل تعداد تیس ہزار تھی اور سواریاں بھی اس قدر

Marfat.com

کم تھیں کہ اٹھارہ اٹھارہ آدمیوں کے حصہ میں صرف ایک اونٹ تھا اور کھانے کا سامان اس قدر کم تھا کہ توحید کے دیوانے بھوک کی آگ درختوں کے پتوں سے بجھاتے تھے الغرض اس بے سرو سامانی کی حالت میں مسلمانوں کا یہ لشکر اپنے مقدس سپہ سالارِ اعظم ﷺ کی سربراہی میں شوقِ شہادت سے سرشار تبوک کی جانب روانہ ہوا ولولۂ جہاد سے لبریز، نشۂ شہادت سے سرشار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ادب سے عرض کی ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ غلام کے لئے دعا فرمائیں کہ وہ خدا کی راہ میں شہید ہو جائے۔'' یہ سن کر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ! میں کفار پر عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خون حرام کرتا ہوں۔'' یہ سن کر نشہ شہادت سے سرشار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تڑپ کر اٹھے اور انتہائی ادب کے ساتھ عرض کی۔ ''یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! غلام کے لئے زندگی کی دعا فرما رہے ہیں حالانکہ غلام شہادت کا طالب ہے۔'' یہ سن کر ہادیٔ امم ﷺ نے فرمایا ''جب تم راہِ خدا میں نکل پڑے ہو اگر تم بخار سے بھی مر جاؤ گے تب بھی شہید کہلاؤ گے۔'' جب اسلامی لشکر تبوک پہنچا تو حقیقت میں آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا اسی بخار میں آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

جب محسن اعظم ﷺ کو حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو رحمت عالم ﷺ فوراً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت ابن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> ''رات کا وقت تھا حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہاتھ میں چراغ لئے کھڑے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے میت لحد میں اتار رہے تھے اور خود ذاتِ اقدس ﷺ قبر کے اندر کھڑے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے۔ ''اپنے بھائی کو ادب کے ساتھ قبر میں اتارو۔'' جب

Marfat.com

میت لحد میں رکھ دی گئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اینٹیں میں رکھوں گا۔''
چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قبر میں اینٹیں لگائیں اور جب تدفین ہوگئی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

''الٰہی! میں آج شام تک مرنے والے سے خوش رہا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔''

آپ ﷺ دعا فرما رہے تھے اور تمام صحابہ ؓ آمین کہتے جاتے تھے یہ منظر دیکھ کر رئیس المحدثین امام القراء حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ بے اختیار پکار اٹھے۔

''کاش! اس قبر میں آج میں دفن کیا جاتا۔''

۹ ھ ہجری میں شہادت پائی۔

ماخوذ: انسانیت موت کے دروازے پر

Marfat.com

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ

غزوۂ احد کے بعد بنی عضل اور بنی قارہ کی ایک جماعت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور ادب سے عرض کی۔ ''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا قبیلہ اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں چند آدمی ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ وہ ہمارے قبیلے کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور اسلام کی خوبیاں بیان کریں۔'' چنانچہ معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ چھ صحابی روانہ کر دیئے ان ہی میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور ان سب کا سردار حضرت مرثد بن ابی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا جب یہ مبلغین رجیع نامی مقام پر پہنچے جو قبیلۂ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام تھا تو انہوں نے خود کو محصور پایا اس وقت توحید کے متوالوں کو احساس ہوا کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے تقریباً دو سو جوان ننگی تلواریں لئے ان کے چاروں طرف کھڑے تھے جو مبلغین اسلام کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے گو کہ یہ لوگ قرآن اور دینی تعلیم دینے کے لئے گھر سے روانہ ہوئے تھے لیکن غیر مسلح نہ تھے ان کے پاس بھی تلواریں تھیں۔ آخر کار دو سو تلواروں کے مقابلہ میں چھ تلواریں نیام سے باہر نکل آئیں اور مقابلہ شروع ہو گیا اللہ والوں کی تلواریں دشمن پر موت کی بجلی بن کر ٹوٹ رہی تھیں دشمن کے آدھے سے زیادہ آدمی مارے گئے اللہ کے چار شیر شہید ہو گئے اور دو کو گرفتار کر کے مکہ میں زرِ کثیر لے کر وحشیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حارث بن عمر نے اسلامی شیروں کو اپنے گھر میں قید کر دیا اور کھانے پینے پر پابندی لگا دی تاکہ فاقہ کشی سے تنگ آ کر یہ اپنے موجودہ دین سے پلٹ کر سابقہ دین پر لوٹ آئیں لیکن حارث کو اپنے مقصد میں بری طرح ناکامی ہوئی ایک دن کا واقعہ ہے کہ حارث کا نوعمر بچہ کھیلتا ہوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا آپ رضی اللہ عنہ نے بچہ کو

Marfat.com

گود میں بٹھا لیا اس کے ہاتھ سے خنجر لے زمین پر رکھ دیا اور بچے کو پیار کرنے لگے اتفاق سے حارث کی بیوی کا گذر ہوا تو اس نے دیکھا بچہ خبیب رضی اللہ عنہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہے اور قریب ہی خنجر پڑا ہے چونکہ عورت کو یہ باور کرایا تھا کہ مسلمان سخت ظالم ہوتے ہیں انتہا یہ کہ وہ بچوں تک کو قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے اس تصور سے وہ گھبرا گئی اس کے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور وہ خوف سے چیخ پڑی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے عورت کی پریشانی کو بھانپ لیا تو فرمایا۔ ''بی بی! تم اطمینان رکھو میں بچے کو قتل نہیں کروں گا کیونکہ مسلمان ظلم نہیں کیا کرتے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے بچے کو چھوڑ دیا بچہ دوڑ کر ماں سے لپٹ گیا۔

چند روز کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی تاریخ کا اعلان کیا گیا اور لوگوں کو یہ منظر دیکھنے کی دعوت دی گئی چنانچہ ایک کھلے میدان میں چبوترہ بنایا گیا اور اس پر لکڑی کا ایک ستون نصب کیا گیا دیکھتے ہی دیکھتے عوام کا ایک جم غفیر چبوترے کے اردگرد جمع ہو گیا بہت سے آدمی ہتھیاروں سے مسلح تھے بعض نوجوان فضا میں تلواریں لہرا رہے تھے ایک طرف چند نوجوان نیزے تانے کھڑے ہوئے تھے دوسری طرف تیر انداز نشانہ درست کرنے کے لئے مشق کر رہے تھے یہ سارا اہتمام بھوکے پیاسے پاک طینت مردِ غازی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے کیا جا رہا تھا کہ اتنے میں اچانک شور اٹھا کہ ''خبیب آ رہا ہے۔'' مجمع میں ایک شور بلند ہوا بدطینت لوگ خوشی سے ناچنے لگے نوجوان تلواریں، نیزے اور تیر کمان سنبھالے مستعدی کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ایک شانِ بے نیازی کے ساتھ قتل گاہ میں تشریف لائے ان کے چہرے پر سکون کے آثار نمایاں تھے اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا ''خبیب! ہمیں تم سے ہمدردی ہے اگر تم اب بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔'' یہ سن کر حضرت

Marfat.com

خبیب ؓ نے فرمایا۔ ''جب اسلام ہی باقی نہ رہا تو جان بچانا بیکار ہے۔''

آپ ؓ کا پر استقلال جواب ہنگامہ خیز مجمع پر بجلی بن کر گرا اور مجمع پر مرگ سکوت طاری ہو گیا لوگوں کی نظریں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ''خبیب ؓ کوئی آخری تمنا ہے؟'' پہلے شخص نے سوال کیا۔ ''ہاں! دو رکعت نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔'' درندہ صفت مجمع نے آپ ؓ کو دو رکعت نماز کی اجازت دے دی۔ آپ ؓ نے اطمینان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد آپ ؓ نے بلند آواز سے مجمع کو مخاطب کیا کہ ''اگر تم لوگ یہ خیال نہ کرتے کہ میں قتل کے خوف سے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو میں بہت دیر تک اپنا سر بارگاہِ خداوند میں جھکائے رکھتا۔'' اس کے بعد آپ ؓ کو پھانسی کے ستون کے ساتھ جکڑ دیا گیا اور پھر تیر اندازوں اور نیزہ بازوں کو مشق ستم کی دعوت دی گئی۔ ایک نیزہ باز آپ ؓ کے پاس آیا اور اس نے آپ ؓ کے مقدس جسم کے مختلف حصوں پر نیزے سے ہلکے ہلکے چرکے لگائے جس کی وجہ سے جسم کے مختلف حصوں سے خون کے دھارے نکلنے لگے حضرت خبیب ؓ کے دردناک مصائب کا تصور کیجئے آپ ؓ کو ستون کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہے کبھی ایک تیر سنسناتا ہوا آتا اور دل کے پار ہو جاتا۔ کبھی نیزہ لہراتا ہوا آتا اور سینے کے آر پار ہو جاتا۔ ان کی آنکھیں آتے ہوئے نیزوں، تیروں کو دیکھ رہی ہیں ان کے جسم کے ہر حصے سے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا دل اسلام کی محبت سے معمور ہے ایک وحشی نے آپ ؓ کے جگر پر نیزے کی انی رکھ دی پھر اس کو پوری قوت سے دبایا وہ کمر کے پار ہو گئی۔ نماز کے بعد ظالموں نے پیکر صبر حضرت خبیب ؓ پر جو ظلم و ستم ڈھائے اور جس بیدردی سے قتل کیا آپ ؓ بیساختہ شعروں میں ادا فرماتے رہے ان اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے

Marfat.com

لوگوں کا ایک جم غفیر میرے اردگرد کھڑا ہوا ہے

ہر شخص کی حاضری یہاں لازم ہوگئی ہے

لوگوں کا اجتماع اظہارِ عداوت کے لئے ہے

یہ سب لوگ میرے خلاف اپنے جوشِ انتقام کی نمائش کر رہے ہیں اور مجھے موت کے ستون کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہے۔

ان لوگوں کا اصرار ہے کہ اگر میں محمد ﷺ کے دین سے پھر جاؤں اور اپنے آبائی دین پر لوٹ آؤں تو یہ مجھے آزاد کر دیں گے۔ میرے لئے اسلام ترک کر دینے کی بجائے موت کو سینے سے لگانا زیادہ آسان ہے اگرچہ میری آنکھیں اشکبار ہیں مگر میرا دل ایک لطیف سا سکون محسوس کر رہا ہے۔

میں خونخوار درندوں کے سامنے سر نہیں جھکاؤں گا میں فریاد نہیں کروں گا میں خوفزدہ نہیں ہوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے والا ہوں۔

میں موت سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ موت بہرحال آنے والی ہے مجھے صرف ایک ہی خوف ہے اور وہ ہے جہنم کی آگ کا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خدمت لی ہے اور مجھے صبر و ثبات کا حکم دیا۔ دشمنوں نے تیروں اور نیزوں سے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے اور میری تمام امیدیں ختم ہوگئی ہیں۔

میں اپنی عاجزی، بے وطنی اور بے بسی کی اللہ سے فریاد کرتا ہوں۔ نہیں معلوم

Marfat.com

میری موت کے بعد ان کے کیا ارادے ہیں؟ کچھ بھی ہو جب میں اللہ کی راہ میں جان دے رہا ہوں تو یہ جو کچھ بھی کریں مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔

مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ میرے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے گا۔ اے اللہ! جو کچھ آج میرے ساتھ ہو رہا ہے اپنے مقدس رسول ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچا دے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن عامر ملک شام کے ایک علاقہ کے حاکم تھے بعض اوقات آپ رضی اللہ عنہ کو بیٹھے بیٹھے دورہ پڑتا اور آپ رضی اللہ عنہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑتے اس بات کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا گیا ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ''آپ رضی اللہ عنہ کو یہ کیا مرض ہے؟'' عرض کی ''یا امیر المومنین میں خدا کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہوں اور مجھے کوئی مرض نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو پھانسی دی گئی تھی میں اس مجمع میں موجود تھا جب وہ ہوش ربا واقعات یاد آ جاتے ہیں تو مجھ سے سنبھلا نہیں جاتا اور میں کانپ کر بے ہوش ہو جاتا ہوں۔''

ماخوذ: انسانیت موت کے دروازے پر

Marfat.com

حضرت سعد الاسودؓ

حضرت سعد الاسودؓ سیاہ فام، بدصورت، شکستہ دل، مایوسی اور بے بسی کا پیکر۔ انسانی آبادی میں یہ سیاہ فام شخصیت اس ناکردہ گناہ کی دردناک سزا پا رہی تھی کہ وہ بدصورت کیوں پیدا ہوئی آخر کار وہ ساعت آ ہی گئی جب بدصورتی سے خائف اور معاشرے کے دھتکارے ہوئے حضرت سعد الاسودؓ شکستہ دل لئے ہوئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور یوں فریاد کی۔

''میں ایمان لانا چاہتا ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ مجھے جنت کے دروازے پر اندر جانے سے روک دیا جائے گا۔''

محسن انسانیت ﷺ کی چشم کرم حضرت سعد الاسودؓ کی طرف اٹھی جس میں انسانیت کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا درد میں ڈوبے ہوئے الفاظ دہن رسالت ﷺ سے نکلے اور سننے والے کی سماعت پر آبِ حیات کے ٹھنڈے ٹھنڈے قطرے ٹپکا گئے۔ فرمایا:

''نہیں سعد نہیں! تمہارے لئے اللہ کی جنت کا دروازہ کھلا ہوا ہے وہاں جانے سے تمہیں روکنے والا کوئی نہیں۔''

''اچھا؟'' سعد الاسودؓ کی آواز میں تحیر تھا ان کا منہ حیرت اور خوشی سے کھلا کا کھلا رہ گیا اور پھر بے اختیار کلمۂ توحید کا مقدس نعرہ فضا میں گونج اٹھا زمانے کے ٹھکرائے ہوئے انسان کو انسانیت نے اپنے سینے سے لگا لیا سعد الاسودؓ بارگاہِ رسالت ﷺ سے لوٹے تو ان کا چہرہ فرط مسرت سے تمتما رہا تھا دل ایک لطیف سا سکون محسوس کر رہا تھا ان کا دامن ایمان کے سدا بہار پھولوں سے بھر چکا تھا۔ ایک دن پھر یہی شخصیت فخر کائنات ﷺ کے حضور کھڑی ہوئی دیکھی گئی ان کے چہرے سے مایوسی ٹپک رہی تھی انہوں نے گلوگیر آواز میں عرض کی۔ ''اے اللہ

Marfat.com

کے محترم رسول ﷺ! اسلام نے مجھ سے جنت کا وعدہ تو کیا ہے مگر میری دنیا میں تو بدستور اندھیرا ہی اندھیرا ہے میں شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن کوئی بھی شخص مجھے اپنی بیٹی دینے کے لئے تیار نہیں۔" پھر حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ کی آواز گیلے کاغذ کی طرح پھٹنے لگی۔ "کیا کہہ رہے ہو سعد رضی اللہ عنہ؟" شکستہ دل کی پکار کا جواب دیتے ہوئے محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا۔ "جاؤ ابھی جاؤ! قبیلہ ثقیف کے نو مسلم سردار عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ کو میرا یہ فیصلہ سنا دو کہ اس کی بیٹی سعد الاسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دی گئی۔" اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ الاسود کا یہ جزو ایمان تھا یقین کامل جذبہ کے ساتھ جب وہ معزز سردار کے گھر پہنچے اور آنحضرت ﷺ کا فیصلہ سنایا تو قبیلہ ثقیف کا نو مسلم سردار یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا غیض و غضب کے طوفان میں وہ سوکھے ہوئے تنکے کی طرح بہہ گیا اس نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس پیشکش کے پس منظر میں صوتِ محمدی ﷺ ہے اس کے سامنے محض ایک سیاہ فام بدصورت آدمی کھڑا تھا جس نے سردار کے خاندانی وقار کو للکارا تھا سردار نے انکار کر دیا سعد الاسود رضی اللہ عنہ کا شیشۂ دل چور چور ہو گیا۔ حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ واپس چلے ابھی وہ چند قدم ہی چلے تھے کہ پیچھے سے ایک نسوانی آواز آئی جس میں شرم و حیا اور بے تابی کا عنصر شامل تھا۔ "اے جانے والے ٹھہرو! مایوس نہ ہو مجھے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ منظور ہے۔"

بیٹی کے ایمان افروز فیصلے نے خاندانی وقار، نسلی امتیاز اور جھوٹی عظمت کے بت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا باپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا سر ندامت سے جھک گیا ٹھکرائے ہوئے انسان کو انتہائی عزت و وقار کے ساتھ واپس بلایا گیا اور شادی طے ہو گئی حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ خوشی سے جھوم اٹھے اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر مژدہ سنایا خوشی اور انبساط کے مخلوط جذبات کے ساتھ حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ شادی کا ضروری سامان خریدنے بازار گئے تو انہوں

Marfat.com

نے وہاں کچھ اور ہی منظر دیکھا کہ ایک شخص بلند چبوترے پر کھڑا ہوا پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔ ''اے اللہ کے بندو! میدانِ جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔'' حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ جذبات کا طوفان اچانک رک گیا نفس کی ساری دنیا اس کی پکار میں گم ہو کر رہ گئی۔ نفسانی خواہش کی تکمیل کی طرف بڑھنے والے قدم رکے اور پھر فوراً ہی اللہ کی راہ کی طرف بڑھ گئے۔ شادی کا سامان خریدنے کی بجائے انہوں نے جہاد کا ساز و سامان خریدا اور پھر راہِ جہاد پر مستی میں جھومتے ہوئے روانہ ہوئے میدانِ جہاد میں خوبصورت عمامہ باندھے ہوئے اللہ کا یہ بندہ دشمنانِ اسلام پر بجلی بن کر ٹوٹ پڑا یہ جدھر کا بھی رخ کرتے دشمن کائی کی طرح پھٹ جاتا تھا دیکھنے والے رشک اور حسرت سے دیکھ رہے تھے اور ان کا ذہن اس گتھی کا سلجھانے میں مصروف تھا کہ یہ مجاہد کون ہے جو دشمن پر موت کی طرح جھپٹ رہا ہے کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سیاہی لباس کے اندر سے ظاہر ہوئی سب سے پہلے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا اور فرمایا ''یہ تو سعد الاسود رضی اللہ عنہ ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بے اختیار آواز دی لیکن شہادت کے نشہ میں چور یہ اللہ کا بندہ آگے بڑھتا ہی گیا تلوار دشمنوں کے سینے چاک کرتی رہی وہ بڑھتے رہے، لڑتے رہے، بڑھتے رہے، لڑتے رہے۔ دنیا پس منظر میں دھندلاتی رہی کائنات پسپا ہو رہی تھی۔ زمین و آسمان سمٹ رہے تھے اور ادب کے ساتھ پیچھے ہٹ رہے تھے اور پھر؟ تلوار ٹوٹ گئی۔ سیاہ فام جسم گلنار ہو گیا۔ پاکیزہ روح معبود حقیقی سے جا ملی آپ رضی اللہ عنہ کی لاش محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی شدت جذبات سے مغلوب ہو کر بے جان نعش کو زانوئے مبارک پر رکھتے ہوئے فرمایا ''اے قبیلہ ثقیف! اللہ نے اپنے سعد رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ثقیف کی بیٹی سے زیادہ حسین و جمیل دلہن عطا فرما دی ہے۔''

ماخوذ: کیا ہم مسلمان ہیں؟

Marfat.com

حضرت مغیرہ بن زُرارہ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر منزلیں طے کرنے کے بعد قادسیہ میں فروکش ہوا۔ یہ مقام انتہائی شاداب تھا پانی کی فراوانی تھی اس کے علاوہ جنگی لحاظ سے بھی یہ مقام نہروں اور پلوں کی وجہ سے محفوظ تھا یہاں آنے کے بعد امیر لشکر نے ہر طرف مخبر دوڑائے تاکہ وہ دشمن کی خبر لائیں مخبروں نے آکر اطلاع دی کہ ایرانی فوجیں ساباط میں خیمہ زن ہیں اوران کا سپہ سالار آرمینیہ کا رئیس اعظم رستم ہے مخبروں نے ایرانی فوج کی تعداد اور ان کے جنگی سازوسامان سے بھی آگاہ کیا۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے صورت حال سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا قاصد وہاں سے جواب لے کر آیا کہ ''جنگ کرنے سے پہلے کچھ لوگ سفیر بن کر جائیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں۔'' چنانچہ امیر لشکر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن وقاص نے چودہ اشخاص منتخب کئے جو عقل و تدبر، حزم و سیادت، قد و قامت اور ظاہری رعب و داب کے لحاظ سے تمام عرب میں مشہور تھے۔

مدائن، قادسیہ سے تقریباً ۳۰۔۴۰ میل کے فاصلے پر تھا اسلامی سفراء حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن کی سربراہی میں مدائن پہنچے اللہ کے شیر جس طرف سے بھی گذرتے تھے تماشائیوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی جس طرف بھی رخ کرتے تھے مجمع کائی کی طرح پھٹ جاتا تھا یہاں تک کہ اسلام کے بہادر سپوت شہنشاہِ عجم یزدگرد کے محل کے سامنے آکر رک گئے۔ اگرچہ ان کی ظاہری صورت یہ تھی کہ گھوڑوں پر زین اور ہاتھوں میں ہتھیار تک نہ تھا لیکن بیباکی اور دلیری کا یہ عالم تھا کہ تماشائیوں کی نگاہوں سے خوف جھلک رہا تھا ان کے دل سینوں میں ایک انجان خوف سے دھڑک رہے تھے گھوڑے جو سواری میں تھے اور رانوں سے نکلے جاتے تھے اور بار بار زمین

Marfat.com

پر ٹاپ مارتے تھے گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور ٹاپوں کی آواز یزدگرد کے کانوں تک پہنچی تو وہ چونکا اس نے غلام سے دریافت کیا کہ ''یہ کیسی آواز ہے؟'' چند ثانیہ بعد معلوم ہوا کہ اسلام کے سفیر آئے ہیں اور وہ باریابی کے خواستگار ہیں۔ یزدگرد نے حکم دیا۔ ''اسلامی سفراء کو مہمان خانے میں ٹھہرایا جائے اور دربار سجایا جائے۔'' جب دربار سج گیا تو یزدگرد تخت پر رونق افروز ہوا اور اسلامی سفراء کو طلب کیا شجاعت کے پیکر عربی لباس پہنے کاندھوں پر یمنی چادریں ڈالے، موزے چڑھائے اور ہاتھوں میں کوڑے اٹھائے ہوئے ایک شانِ بے نیازی کے ساتھ دربار میں حاضر ہوئے چونکہ گزشتہ معرکوں نے اہل عجم پر عربوں کی دھاک بٹھا دی تھی اسلامی سفراء کو اس شان سے دیکھا تو اہل دربار پر اور خود یزدگرد پر ایک ہیبت سی طاری ہوگئی کچھ دیر دربار میں سناٹا چھایا رہا اس کے بعد خاموشی کا تار ٹوٹا۔ ''تم ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟'' یزدگرد نے اسلامی سفراء سے سوال کیا۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن نے سب سے پہلے اللہ اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد مختصراً الفاظ میں اسلام کی بے مثال خوبیاں پیش کیں اور آخر میں کہا کہ ''ہم دنیا کے سامنے دو چیزیں پیش کرتے ہیں۔ ''جزیہ یا تلوار'' حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی بصیرت افروز تقریر سے اہل دربار بے حد متاثر ہوئے لیکن یزدگرد کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں اس نے اہل دربار پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور پھر اس کی نظریں اسلامی سفراء پر مرکوز ہو گئیں اس نے پہلو بدلا اور پرشکوہ انداز میں اسلامی سفراء سے مخاطب ہوا۔'' تم کو یاد نہیں کہ دنیا میں تم سے زیادہ ذلیل اور بدبخت قوم کوئی نہیں تھی جب کبھی تم سرکشی کرتے تھے تو ہم سرحد کے زمینداروں کو حکم بھیج دیا کرتے تھے اور وہ تمہارے کس بل نکال دیا کرتے تھے۔''

Marfat.com

یزدگرد کی یاد دہانی پر اسلامی سفراء نے خاموشی اختیار کی لیکن حضرت مغیرہ بن زرارہ رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے وہ اپنی نشست سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور شیر کی طرح گرجے۔

''میرے رفقاء رؤسائے عرب ہیں حلم اور وقار کی وجہ سے زیادہ گفتگو نہیں کر پائے انہوں نے جو کچھ کہا یہی زیبا تھا لیکن کہنے کے قابل جو باتیں رہ گئی ہیں وہ میں بیان کئے دیتا ہوں یہ سچ ہے کہ ہم بدبخت اور گمراہ تھے دنیا میں ہم سے زیادہ کوئی اور قوم نہ تھی۔ ہم مشرک تھے، زانی تھے، اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے۔ آپس میں لڑتے تھے، مرتے تھے آخر کار اللہ نے ہم پر رحم کیا اس نے ہمارے پاس ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جو حسب ونسب میں ہم سے افضل تھا شروع شروع میں ہم نے اس کی شدت سے مخالفت کی ہم اس کی حکیمانہ باتوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، وہ سچ کہتا تھا اور ہم اس کو جھٹلاتے تھے اور آگے بڑھتا تھا تو ہم پیچھے ہٹتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کی حکیمانہ باتوں نے ہمارے دلوں میں اثر کیا وہ جو کچھ کہتا تھا اللہ کے حکم سے کہتا اور جو کچھ کرتا اللہ کے حکم سے کرتا تھا۔ اس نے ہم کو حکم دیا کہ اس دین کو تمام دنیا کے سامنے پیش کرو جو لوگ اس دین میں داخل ہو جائیں وہ تمام حقوق میں تمہارے برابر ہیں جن کو اسلام سے انکار ہو اور جزیہ پر راضی ہوں وہ اسلام کی حمایت میں ہیں جس کو ان دونوں باتوں سے انکار ہو اس کے لئے تلوار ہے۔''

شیر اسلام حضرت مغیرہ بن زُرارہ رضی اللہ عنہ نے بغائر نظر یزدگرد اور اس کے درباریوں کو دیکھا اور پھر اپنی نشست پر بیٹھ گئے دربار میں مرگِ سکوت طاری تھی اہل دربار کن انکھیوں سے کبھی شاہِ عجم اور کبھی اسلامی سفراء کو دیکھتے تھے یزدگرد پھن کچلے ہوئے سانپ کی طرح بل کھا رہا تھا

Marfat.com

اس کا چہرہ غصہ سے تمتما رہا تھا اس نے خود کو سنبھالا اور غضبناک لہجہ میں گرجا ''اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی بچ کر نہ جاتا۔'' پھر اس نے حکم دیا ''مٹی کا ٹوکرا لایا جائے۔'' حکم کی تعمیل کی گئی اس نے اسلامی سفراء کو خونخوار نظروں سے دیکھا اور گرج کر بولا۔ ''تم میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟'' حضرت عاصم بن عمرؓ نے اسی لہجہ میں جواب دیا ''میں'' یزدگرد نے حکم دیا کہ ''ان کے سر پر مٹی کا ٹوکرا رکھ دو۔'' خادم نے حضرت عاصم بن عمرؓ کے سر پر مٹی کا ٹوکرا رکھ دیا۔ اسلامی سفراء مٹی کا ٹوکرا لے کر امیر لشکر حضرت سعدؓ بن وقاص کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ''فتح مبارک ہو۔'' دشمن نے اپنی زمین خود ہم کو دے دی۔

ماخوذ: الفاروق

Marfat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز پڑھ کر حسب معمول اپنی صاحبزادیوں کی خیر و عافیت معلوم کرنے تشریف لے جا رہے تھے سرکاری مصروفیات سے تھکا ہوا دماغ ایک شفیق باپ کی تڑپ لئے ہوئے اب اولاد کی طرف متوجہ ہو رہا تھا لیکن دیکھو تو ان کے جن ہاتھوں نے ابھی ابھی حکومت کے خزانے سے بے شمار ضرورت مندوں کے لئے درہم و دینار بانٹے ہیں وہ خود اپنی محبوب صاحبزادیوں کی طرف جاتے ہوئے کس طرح خالی ہیں ٹھیک اس درویش کی طرح جو دن بھر کے بعد تھکا ہارا خالی ہاتھ گھر آ رہا ہو۔ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں فاقہ تو نہیں لیکن نیم فاقہ ضرور تھا باپ رحمۃ اللہ علیہ کی آہٹ پا کر بیٹیاں خیر مقدم کے لئے دروازے تک آئیں ان کے چہروں زردی تو باپ کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی لیکن یہ ضرور نیا تھا کہ انہوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ رکھے تھے۔ ''کیا بات ہے؟'' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا لڑکیاں کچھ نہ بولیں انا نے جواب دیا ''آج ان بچیوں نے صرف پیاز اور مسور کی دال سے پیٹ بھرا ہے گھر میں کھانے کو کچھ اور نہ تھا پیاز کی بو چھپانے کے لئے یہ منہ پر ہاتھ رکھ رہی ہیں۔''

باپ آخر باپ تھا معصوم بچیوں کا ایثارِ نفس اسے تڑپائے بغیر نہ رہا آنکھیں نم ہو گئیں دل بھر آیا مگر جذبات کی یہ موجیں تو بس موجیں ہی تھیں صبر و قناعت، فقر و ایثار، زہد و تقویٰ اور ایمان و ایقان و یقین کے جبل الذہب کو ذرا بھی جنبش نہ دے سکیں۔

''اے میری بیٹیو!'' انہوں نے کہا ''یہ کچھ مشکل نہیں کہ تمہارے دسترخوان کو انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے بھر دیا جائے مگر کیا تم پسند کرو گی کہ اس کے بدلے تمہارا باپ

Marfat.com

دوزخ کی آگ میں ڈال دیا جائے۔'' باپ کے دلدوز فقرے صاحبزادیوں کے ضبط کا بند توڑ گئے آنکھیں اشکوں سے تر ہو گئیں۔ یہ گریۂ غم نہیں تھا اس میں شکایت کی تلخی بھی نہیں تھی یہ تو خاموش جواب تھا باپ کے سوال کا۔

''نہیں، نہیں'' ہر آنسو پکار رہا تھا ''ہمیں وہ راحتیں درکار نہیں جن کے عیوض ہمارا باپ دوزخ میں ڈال دیا جائے۔''

ماخوذ: کیا ہم مسلمان ہیں؟

Marfat.com

کتابیات

۱۔ سیرۃ النبی ﷺ جلد سوم، علامہ سید سلیمان ندوی، معارف اعظم گڑھ لکھنؤ ۱۹۲۸ء

۲۔ اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم، علامہ عبدالسلام ندوی، معارف اعظم گڑھ لکھنؤ ۱۹۲۲ء

۳۔ الفاروق، علامہ شبلی نعمانی، تاج کمپنی کراچی (ندارد)

۴۔ محرم نامہ، خواجہ حسن نظامی، دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی ۱۹۵۳ء

۵۔ انسانیت موت کے دروازے پر، امام الہند ابو الکلام آزاد، گوشۂ ادب لاہور ۱۹۶۰ء

۶۔ رحمت دارین کے سوشیدائی، طالب ہاشمی، البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، ۲۰۰۹ء

۷۔ خیر البشر کے چالیس جاں نثار، طالب ہاشمی، البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، (ندارد)

۸۔ شمع رسالت کے تیس پروانے، طالب ہاشمی، البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء

۹۔ خاصانِ خدا کا خوف آخرت، ابو محمد امام الدین، البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، ۱۹۹۵ء

۱۰۔ اسلام کے چار عظیم جرنیل، حفیظ اللہ خان منظر، اسلامی اکادمی لاہور (ندارد)

۱۱۔ رسول اللہ ﷺ کے جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہم، احمد خلیل جمعۃ مترجم مولانا نور محمد انیس، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۹ء

۱۲۔ سیرۃ ابن ہشام، ابو محمد عبد المالک بن ہشام البصری مترجم محمد اسمٰعیل پانی پتی، مقبول اکادمی لاہور، ۱۹۶۱ء

۱۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ڈاکٹر طٰہٰ حسین المصری مترجم شاہ حسن عطا، نفیس اکادمی کراچی، ۱۹۶۲ء

Marfat.com

۱۴۔ علی رضی اللہ عنہ، ڈاکٹر طٰہٰ حسین المصری مترجم عبدالحمید نعمانی، قومی لائبریری مالیگاؤں ضلع ناسک اسٹیٹ بمبئی، ۱۹۵۳ء

۱۵۔ مشاہیر اسلام، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن المصری مترجم محمد زکریا مائل، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی، ۱۹۵۵ء

۱۶۔ خلفاء راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات، علامہ جاء اللہ زمخشری مترجم مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی، جامع مسجد دہلی، ۱۹۶۲ء

۱۷۔ کیا ہم مسلمان ہیں؟، شمس نوید عثمانی، مکتبۂ تجلی دیوبند، ۱۹۶۲ء

۱۸۔ حضرت معاذ بن جبل انصاری، مولانا محمد عاشق الٰہی برنی، مکتبہ اصلاح وتبلیغ حیدرآباد، (ندارد)

۱۹۔ اسلام کے لئے صحابہ کی جانبازی، مولانا محمد عاشق الٰہی برنی، ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۳۸۷ھ

۲۰۔ ماہنامہ کارواں، عبدالوہاب عزام بے سفیر مصر، کراچی ۱۹۵۲ء

۲۱۔ ماہنامہ آستانہ، پروفیسر خاور علیگ، آستانہ کلیمی دہلی، ۱۹۵۱ء

۲۲۔ ماہنامہ آستانہ، پروفیسر خاور علیگ، آستانہ کلیمی دہلی، ۱۹۵۲ء

۲۳۔ جسارت میگزین، ڈاکٹر سلیس سلطانہ چغتائی، روزنامہ جسارت ۲۰ دسمبر ۲۰۰۹ء

۲۴۔ جسارت میگزین، ڈاکٹر سلیس سلطانہ چغتائی، روزنامہ جسارت ۲۰ دسمبر ۲۰۰۹ء

۲۵۔ جسارت میگزین، محمد تبسم بشیر اویسی، روزنامہ جسارت ۲۰ دسمبر ۲۰۰۹ء

Marfat.com

نام کتاب: نخلِ امید کا خوش رنگ ثمر

مصنف: ڈاکٹر عبدالقدیر اصغؔر

ترتیب و تدوین: ڈاکٹر ممتاز عمر

ملنے کا پتہ: T-۴۷۳، کورنگی نمبر ۲، کراچی، ۷۴۹۰۰

ہدیہ: دعائے خیر (اس مجموعے کو حاصل کرنے کے لئے جوابی لفافے میں ۵۰ روپے کی ڈاک ٹکٹ ارسال کریں)

غزل ایک عرصے تک اردو شاعری کا تشخص رہی اردو شاعری کے اساتذہ نے ہر چند کہ دیگر اصنافِ سخن میں بھی طبع آزمائی کی لیکن جو مقبولیت صنف غزل کو حاصل ہوئی وہ کسی دوسری صنف شاعری کے حصے میں نہیں آئی۔ جنگِ آزادی کے بعد اردو شاعری میں بھی ایک تغیر پیدا ہوا۔ جدید اردو شاعری نے ملکی حالات، قوموں کے عروج وزوال اور جدید زمانے کے بدلتے حالات کے بیان کے لئے جرأت مندانہ اقدام کیا اور قدرتی مناظر کے بیان کے ساتھ ساتھ قومی و ملکی حالات کے نشیب وفراز کو بھی موضوع سخن بنانا شروع کر دیا اس سے شاعری کے موضوعات میں تنوع پیدا ہوا اور اردو شاعری میں روایت کی پاسداری کے ساتھ ساتھ جدّت کا رنگ بھی نظر آنے لگا پھر ایک وقت آیا کہ شاعری کی جملہ اصناف میں سیاست، معاشرت، بین الاقوامی امور، عالمی جنگوں کے ہمہ گیر اثرات اور تہذیب و ثقافت کے مظاہر شاعری کا موضوع بننے لگے۔ جدید دنیا کے عالمگیر وسعت کے حامل سیاسی و معاشی نعروں (ازموں) کے پروپیگنڈے کے لئے اردو نظم ونثر کی جملہ اصناف کو کام میں لایا گیا۔ قیام پاکستان سے بہت پہلے بعض ادبی تحریکیں شروع ہوگئی تھیں اردو ادب کی ترقی پسند تحریک، رومانی تحریک اور قومیت و وطنیت کے نعروں کے علمبردار شاعروں اور ادیبوں کی کاوشوں کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی تعلیمات کے فروغ کے لئے کام کرنے والے شعراءٔ ادباء بھی ادبی محاذ پر سرگرم عمل ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد بھی ادب کے معمار تعمیر ادب میں سرگرم رہے۔ زیر نظر مجموعۂ کلام ایک ایسے حسّاس شاعر، اسلامی قدروں کے علمبردار، دردمند مسلمان، ملت اسلامیہ کی بیداری وترقی کے لئے ایک بے چین روح اور معاشرے کے محروم اور مفلوک الحال طبقے کے لئے سراپا اضطراب شخص کا کلام ہے جس نے اگرچہ مدت العمر پاکستان کو اسلامی، فلاحی جمہوری ریاست بنانے کی جدوجہد کی لیکن یہ حسرت ہی لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ وہ تحریکِ پاکستان کے دوران میں ایک نوجوان کی حیثیت سے شریک رہے، قیامِ پاکستان کے بعد ہر اس اجتماعی مہم میں شریک رہے جو پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لئے شروع ہوئی۔

عبدالقدیر اصغؔر نے اپنے جذبات و احساسات کو شاعری کی زبان میں پیش کر کے اہل سخن سے داد حاصل کی اور ملت کے بہی خواہوں کے سامنے ملک وقوم کے حالات کی ایک تصویر بھی رکھ دی ہے۔ یہ مجموعۂ کلام اپنی خوبیوں کے لحاظ سے فن کی پختگی کی علامت ہے۔ انہوں نے مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کر کے اپنی قادرالکلامی کی ثبوت دیا ہے۔

زیر تبصرہ مجموعۂ کلام میں غزلیں، نظمیں اور رباعیات ہیں جو شاعر کے نظریۂ حیات، افکار وخیالات، احساسات اور جذبات کی ترجمان ہیں۔ اسلامی نظریۂ حیات سے ان کی وابستگی کسی شک وشبہ سے بالا ہے چنانچہ تحریکِ اسلامی کے مقاصد سے ہم آہنگ ان

Marfat.com

کی فکری راست روی کسی مرحلے پر بھی باطل طاقتوں سے مفاہمت یا سپر اندازی پر آمادہ ہوتی نظر نہیں آتی۔ وہ ہر آزمائش ہی میں دین اسلام ہی کا حصار چاہتے ہیں:

گھرا ہوں نرغۂ باطل میں چار جانب سے
تمہارے قول و عمل کا حصار ڈھونڈتا ہوں

ڈاکٹر عبدالقدیر اصغر کا کلام ظلم و جبر اور ناانصافیوں کے لئے ایک چیلنج ہے۔ انہوں نے عمر بھر اسلامی قدروں کے فروغ کے لئے جدوجہد کی، وہ حق و انصاف کے علمبردار تھے۔ وطن عزیز میں جب بھی ظالم حکمرانوں نے اسلامی اقدار کی بیخ کنی کے لئے کوئی اقدام کیا ڈاکٹر عبدالقدیر اصغر کا دل تڑپ اٹھا اور ظالم حکمرانوں کو للکار کر کہا:

تم ہی نشے میں ہوئے اقتدار کے بدمست
تم ہی نے دشت جہالت کی باغبانی کی

تم ہی کلیم کو بے زور و بے اثر سمجھے
پہن کے خرقۂ فرعون حکمرانی کی

زیر نظر مجموعۂ کلام زبان و بیان کی خوبیوں سے معمور اور زورِ بیان کا آئینہ دار ہے۔ جناب عبدالقدیر اصغر کی شاعری محاسن شعری سے مالامال ہے۔ کتاب عمدہ کاغذ پر طبع کی گئی ہے، مرتب نے اپنے والد مرحوم کا کلام محفوظ کر کے بلاشبہ اردو شاعری کے ایک نمائندہ شاعر کو گوشۂ گمنامی میں جانے سے محفوظ کیا۔

(تبصرہ نگار: پروفیسر ظفر حجازی)

☆☆☆☆☆

نام کتاب: کاروانِ عزیمت، مرزا لقمان بیگ شہید

تحریر و ترتیب: ڈاکٹر ممتاز عمر

معاون: محمد کاشف

صفحات: ۲۰۲

قیمت: دعائے خیر (اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے جوابی لفافے میں ۵۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں)

ملنے کا پتہ: راشد جمال پبلی کیشنز، ۴۷۳-T، کورنگی نمبر ۲، کراچی۔ ۷۴۹۰۰

پاکستان کی سیاست کے تاریک پہلوؤں میں سے ایک عدم برداشت کی وہ انتہا ہے جس کا نشانہ کبھی کبھی قائدین اور اکثر سیاسی کارکنان بنتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ایک ایسے ہی سیاسی کارکن مرزا لقمان بیگ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے شائع کی

Marfat.com

گئی ہے۔ مرزا لقمان بیگ جماعتِ اسلامی کے دیرینہ کارکن اور ضلع بن قاسم (کراچی) کے امیر تھے جنہیں ۱۹ جولائی ۱۹۹۹ کی رات قتل کر دیا گیا۔ کارکن سیاسی جماعتوں کی جان ہوتے ہیں ان ہی کی قربانیوں اور جدوجہد کا ثمر لیڈروں کو اقتدار اور عوامی حمایت کی صورت میں ملتا ہے لیکن اپنی وابستگی کی بنا پر جان سے گزر جانے والے کارکنان کو ان کی قیادت اور سیاسی جماعت فراموش کر دیتی ہے اس صورتحال میں جماعتِ اسلامی کے کچھ وابستگان کی جانب سے اپنے ایک جاں نثار ساتھی کو یاد رکھنا قابلِ ستائش ہے۔

تبصرہ نگار: عارف عزیز

☆☆☆☆☆

خلاصہ تراویح اور دعاؤں کے کتابچے مفت حاصل کریں

ماہِ رمضان المبارک کی مناسبت سے ایک کتابچہ ''ہم نے آج تراویح میں کیا پڑھا'' تراویح کے دوران روزانہ پڑھے جانے والے قرآنِ کریم کے حصے کا خلاصہ مع بنیادی عقائد و دیگر معلومات اردو اور سندھی زبان میں اور ''قرآنی و مسنون دعائیں مع آسان ترجمہ'' مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہشمند خواتین و حضرات ماہِ شعبان میں عام ڈاک کے لئے کم از کم ۱۵ روپے اور ارجنٹ میل سروس کے لئے ۳۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ جوابی لفافے میں بنام ڈاکٹر ممتاز عمر، T-۴۷۳، کورنگی نمبر ۲، کراچی۔ ۷۴۹۰۰ کے پتے پر روانہ کر کے کتابچے حاصل کر سکتے ہیں۔ ماہِ شعبان کی تاکید اس لئے ہے کہ ان کتب کی افادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر قارئین تک ان کی ترسیل رمضان المبارک سے قبل زیادہ بہتر اور فائدہ مند ثابت ہوگی۔

☆☆☆☆☆

''بصری تربیت گاہ مناسکِ حج و عمرہ''

مناسکِ حج و عمرہ کی بلامعاوضہ تربیت، عازمین حج و عمرہ کے لئے خوشخبری

عازمین حج و عمرہ کے لئے تربیتی کتابچے ''ترتیب حج'' اور ''ترتیب عمرہ'' بلامعاوضہ دستیاب ہیں۔ عازمین حج کے لئے ''ترتیب حج'' اور عازمین عمرہ کے لئے ''ترتیب عمرہ''۔ خواہش مند عازمین اپنا پتہ لکھا ہوا ڈاک کا جوابی لفافہ ارسال کر کے مطلوبہ کتابچہ درج ذیل پتے سے بلامعاوضہ منگوا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر خالد محمود (ناظم اعلیٰ) بصری تربیت گاہ مناسکِ حج و عمرہ

F-۷۶۵، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

فون نمبر: 051-4475185

ای میل: aap.hajj_umrah@yahoo.com

Marfat.com

مصنف کی دوسری کتاب

دنیا کی بے ثباتی

مشاہیر اسلام کے وہ کلمات جو انہوں نے اس وقت ادا کئے جب موت ان کے دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ نصیحت اور عبرت کا مجموعہ عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہونے والی ہے۔

مؤلف

محمد احمد انصاری بدایونی

Marfat.com

Marfat.com

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں
سے جس کی پیروی کروگے فلاح پاجاؤ گے"
ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
عظمت کے مینار
مؤلف:-
محمد احمد انصاری بدایونی

Marfat.com